أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ الآیۃ

(کیا ایمان والوں کیلئے اس کا وقت نہیں آیا کہ انکے دل اللہ کے ذکر کیواسطے جھک جائیں)

برکاتِ ذکر

یعنی

فضائلِ ذکر (عکسی)

جس میں

حضرت مولانا الحافظ الحاج المحدث محمد زکریا صاحب دام فیوضہم

شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے

حضرت مولانا الحافظ الحاج محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ

کے ارشاد سے

وہ آیات واحادیث جمع کی ہیں جن میں ذکر کی برکات، کلمہ طیبہ کے فضائل اور سوم کلمہ یعنی تسبیحات فاطمہؓ کے ثواب وارد ہوئے ہیں، خاتمہ میں صلوٰۃ التسبیح کا مفصل بیان ہے۔

(ایجوکیشنل پریس کراچی)

ملنے کا پتہ

مکتبہ رشیدیہ قاری منزل مُرار اسٹریٹ پاکستان چوک کراچی۱

فہرست مضامین "فضائلِ ذکر" عکسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ حَمَلَۃِ الدِّیْنِ الْقَوِیْمِ ○

اللہ جل جلالہٗ عم نوالہٗ کے پاک نام میں جو برکت، لذت، حلاوت، سرور وطمانینت ہے وہ کسی ایسے شخص سے مخفی نہیں جو کچھ دن اس پاک نام کی رٹ لگا چکا ہو، اور ایک زمانہ تک اس کو حرزِ جان بنا چکا ہو، یہ پاک نام دلوں کا سرور اور طمانینت کا باعث ہے، خود حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورۂ رعد رکوع ۴) ترجمہ "خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں خاصیت ہے کہ اس سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے"، آجکل عام طور سے عالم میں پریشانی ہے روزانہ ڈاک میں اکثر وبیشتر مختلف نوع سے پریشانیوں ہی کا تذکرہ اور تفکرات ہی کی داستان ہوتی ہے، اس رسالہ کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ پریشان حال ہیں، خواہ انفرادی طور پر یا اجتماعی طریقہ سے انکو اپنے درد کی دوا معلوم ہو جاوے اور اللہ کے ذکر کے فضائل کی عام اشاعت سے سعید ومبارک ہستیاں بہرہ مند ہو جائیں، کیا بعید ہے کہ اس رسالہ کے دیکھنے سے کسی کو اخلاص سے اس پاک نام لینے کی توفیق ہو جاوے اور یہ مجھ ناکارہ اور بے عمل کیلئے بھی ایسے وقت میں کام آجائے جو وقت صرف عمل ہی کام آتا ہے، باقی اللہ تعالیٰ بلا عمل بھی اپنے فضل سے کسی کی دستگیری فرمالیں تو دوسری بات ہے، اس کے علاوہ اسوقت ایک خاص محرک یہ بھی پیش آیا کہ حق تعالیٰ شانہٗ عم نوالہٗ نے اپنے لطف واحسان سے میرے عم محترم حضرت مولانا الحافظ الحاج محمد الیاس صاحب کاندہلوی مقیم نظام الدین دہلی کو تبلیغ میں ایک خاص ملکہ اور جذبہ عطا فرمایا ہے جس کی وہ سرگرمیاں جو ہندستان سے متجاوز ہو کر حجاز تک بھی پہنچ گئی ہیں کسی تعارف کی محتاج نہیں رہیں، اسکے ثمرات سے ہند وبیرونِ ہند عموماً اور خطۂ میوات خصوصاً متمتع اور منتفع ہوا اور ہو رہا ہے وہ واقفین سے مخفی نہیں، انکے اصول تبلیغ سب ہی نہایت پختہ مضبوط اور ٹھوس ہیں جن کیلئے عادۃً ثمرات وبرکات لازم ہیں، انکے اہم ترین اصول میں سے یہ بھی ہے کہ مبلغین ذکر کا اہتمام رکھیں، اور بالخصوص تبلیغی اوقات میں ذکر الٰہی کی کثرت کی جاوے، اس ضابطہ کی برکات آنکھوں سے دیکھیں کانوں سے سنیں جسکی وجہ سے اسکی ضرورت خود بھی محسوس ہوئی اور آنمخدوم کا بھی ارشاد ہوا کہ فضائلِ ذکر کو ان لوگوں تک پہنچایا جاوے تاکہ جو لوگ محض تعمیل میں ابتک اس کا اہتمام کرتے ہیں وہ اسکے فضائل معلوم ہونیکے بعد خود اپنے شوق سے بھی اس کا اہتمام کریں کہ اللہ کا ذکر بڑی دولت ہے، اس کے فضائل کا احاطہ نہ تو مجھ جیسے بے بضاعت کے امکان میں ہے اور نہ واقع میں ممکن ہے اس لئے مختصر طور پر اس رسالہ میں چند روایات ذکر کرتا ہوں اور اس کو تین بابوں پر منقسم کرتا ہوں:-

باب اول ذکر کے فضائل میں، باب دوم افضل الذکر کلمہ طیبہ کے بیان میں، باب سوم کلمۂ سوم یعنی تسبیحاتِ فاطمہ رض کے بیان میں،

محمد زکریا کاندھلوی عفی عنہ
مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

بابِ اوّل ـــــ فضائلِ ذکر

اللہ تعالیٰ شانہ کے پاک ذکر میں اگر کوئی آیت یا حدیث نبوی نہ بھی وارد ہوتی تب بھی اس منعمِ حقیقی کا ذکر ایسا تھا کہ بندہ کو کسی آن بھی اس سے غافل نہ ہونا چاہیے تھا کہ اس ذاتِ پاک کے انعام و احسان ہر آن اتنے کثیر ہیں جن کی نہ کوئی انتہا ہے نہ مثال، ایسے منعم کا ذکر، اس کی یاد، اس کا شکر، اس کی احسان مندی فطری چیز ہے ؎

خداوندِ عالم کے قربان میں　　کرم جس کے لاکھوں ہیں ہر آن میں

لیکن اس کے ساتھ جب قرآن و حدیث اور بزرگوں کے اقوال و احوال اس پاک ذکر کی ترغیب و تحریض سے بھرے ہوئے ہیں تو پھر کیا پوچھنا ہے اس پاک ذکر کی برکات کا، اور کیا ٹھکانا ہے اس کے انوار کا، تاہم اوّل چند آیات پھر چند احادیث اس مبارک ذکر کے متعلق پیش کرتا ہوں :-

فصلِ اوّل ـــــ آیاتِ ذکر میں

(۱) فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝ (سورہ بقرہ، رکوع ۱۸)

پس تم میری یاد کرو (میرا ذکر کرو) میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو

(۲) فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ۝ (سورہ بقرہ، ع ۲۵)

پھر جب تم (حج کے موقع میں) عرفات سے واپس آجاؤ تو مزدلفہ میں (ٹھیر کر) اللہ کو یاد کرو اور اس طرح یاد کرو جس طرح تم کو بتلا رکھا ہے در حقیقت تم اس سے پہلے محض ناواقف تھے

(۳) فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ

پھر جب تم حج کے اعمال پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آباء (و اجداد) کا ذکر کیا کرتے ہو (کہ انکی تعریفوں میں رطب اللسان

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ط وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ (سورۂ بقرہ، ع ۲۵)

ہوتے ہو) بلکہ اللہ کا ذکر اس سے بھی بڑھ کر ہونا چاہئے، پھر (جو لوگ اللہ کو یاد بھی کر لیتے ہیں) ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جو اپنی دعاؤں میں) یوں کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں تو دنیا ہی میں دیدے (سو اُن کو تو جو ملنا ہوگا دنیا ہی میں مل جائیگا) اور ان کیلئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اور بعض آدمی یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بہتری عطا فرما اور آخرت میں بھی بہتری عطا کر، اور ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچا، سو یہی ہیں جن کو انکے عمل کی وجہ سے (دونوں جہان میں) حصہ ملےگا، اور اللہ جلد ہی حساب لینے والے ہیں"۔

فائدہ:- حدیث میں آیا ہے کہ تین شخصوں کی دُعا، رد نہیں کی جاتی (بلکہ ضرور قبول ہوتی ہے)، ایک[۱] وہ جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو، دوسرے[۲] مظلوم، تیسرے[۳] وہ بادشاہ جو ظلم نہ کرتا ہو (جامع الصغیر)

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِیْۤ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ (سورۂ بقرہ، ع ۲۵)

(۴) اور (حج کے زمانہ میں منیٰ میں بھی ٹھہر کر، کئی روز تک اللہ کو یاد کیا کرو (اس کا ذکر کیا کرو)،

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْكَارِ (سورۂ آل عمران، ع ۲۵)

(۵) اور کثرت سے اپنے رب کو یاد کیجئے اور صبح شام تسبیح کیا کیجئے،

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ج سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (سورۂ آل عمران، ع ۲۰)

(۶) (پہلے سے عقلمندوں کا ذکر ہے کہ) وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی، اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں (اور غور کے بعد یہ کہتے ہیں کہ) اے ہمارے رب آپ نے یہ سب بیکار تو پیدا کیا نہیں، ہم آپکی تسبیح کرتے ہیں، آپ ہم کو عذاب جہنم سے بچا لیجئے،

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ

(۷) جب تم نماز (خوف جس کا پہلے سے ذکر ہے)

قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ج (سورۂ نساء، ع ۱۵)

پوری کرچکو تو اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاؤ کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی (کسی حال میں بھی اس کی یاد سے اور اس کے ذکر سے غافل نہ ہو)۔

وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا ۙ (سورۂ نساء، ع ۲۱)

⑧ (منافقوں کی حالت کا بیان ہے) اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں، صرف لوگوں کو اپنا نمازی ہونا دکھلاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہیں کرتے، مگر یوں ہی تھوڑا سا۔

إِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ أَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ج فَهَلْ أَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ (سورۂ مائدہ، ع ۱۲)

⑨ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تم میں آپس میں عداوت اور بغض پیدا کر دے اور تم کو اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے، بتاؤ اب بھی (ان بری چیزوں سے) باز آجاؤ گے۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ط (سورۂ انعام، ع ۶)

⑩ اور ان لوگوں کو اپنی مجلس سے علیحدہ نہ کیجئے جو صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے رہتے ہیں، جس سے خاص اس کی رضا کا ارادہ کرتے ہیں،

وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۵ (سورۂ اعراف، ع ۳)

⑪ اور پکارا کرو اس کو (یعنی اللہ کو) خالص کرتے ہوئے اس کے لئے دین کو،

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۚ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورۂ اعراف ع ۷)

⑫ تم لوگ پکارتے رہو اپنے رب کو عاجزی کرتے ہوئے اور چپکے چپکے (بھی) بیشک حق تعالیٰ شانہ حد سے بڑھنے والوں کو ناپسند کرتے ہیں اور دنیا میں بعد اس کے کہ اسکی اصلاح کردی گئی فساد نہ پھیلاؤ، اور اللہ جل شانہ

کو پکارا کرو خوف کے ساتھ (عذاب سے) اور طمع کے ساتھ (رحمت میں) بیشک اللہ کی رحمت اچھے کام کرنے والوں کے بہت قریب ہے۔"

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ؕ (سورۂ اعراف، ع ۲۲)

(۱۳) "اللہ ہی کے واسطے ہیں اچھے اچھے نام، پس ان کے ساتھ اللہ کو پکارا کرو۔"

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ ۝ (سورۂ اعراف، ع ۲۴)

(۱۴) "اور اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں اور ذرا ذرا دھیمی آواز سے بھی اس حالت میں کہ عاجزی بھی ہو اور اللہ کا خوف بھی ہو (ہمیشہ) صبح کو بھی اور شام کو بھی اور غافلین میں سے نہ ہو۔"

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۝ (سورۂ انفال، ع ۱)

(۱۵) "ایمان والے تو وہی لوگ ہیں کہ جب اُن کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو (اس کی بڑائی کے تصور سے) اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اُن پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو اُن کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے اللہ پر توکل کرتے ہیں (آگے اُن کی نماز وغیرہ کے ذکر کے بعد ارشاد ہے) یہی لوگ سچے ایمان والے ہیں، اُن کے لئے بڑے بڑے درجے ہیں اُن کے رب کے پاس اور مغفرت ہے اور عزت کی روزی ہے۔"

وَ یَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ اَنَابَ ۝ۖۚ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ۝ؕ (سورۂ رعد، ع ۴)

(۱۶) "اور جو شخص اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسکو ہدایت فرماتے ہیں وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے انکے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے، خوب سمجھ لو، کہ اللہ کے ذکر (میں ایسی خاصیت ہے کہ اُس) سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔"

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ (سورۂ اسراء، ع ۱۲)

(۱۷) "آپ فرما دیجئے کہ خواہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس نام سے بھی پکارو گے (وہی بہتر ہے) کیونکہ اس کیلئے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں۔"

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ،
(سورۂ کہف، ع ۴)

(۱۸) اور جب آپ بھول جاویں تو اپنے رب کا ذکر کر لیا کیجئے۔"

وفی مسائل السلوک فیہ مطلوبیۃ الذکر ظاھر،

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○
(سورۂ کہف، ع ۴)

(۱۹) "آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ (بیٹھنے کا) پابند رکھا کیجئے، جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں محض اس کی رضاجوئی کے لئے اور محض دنیا کی رونق کے خیال سے آپ کی نظر (یعنی توجہ) اُن سے ہٹنے نہ پاوے (رونق سے یہ مراد ہے کہ رئیس مسلمان ہو جائیں تو اسلام کو فروغ ہو) اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے، اور وہ اپنی خواہشات کا تابع ہے، اور اس کا حال حد سے بڑھ گیا ہے۔"

وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۙ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ (سورۂ کہف ع ۱۱)

(۲۰) "اور ہم دوزخ کو اس روز (یعنی قیامت کے دن) کافروں کے سامنے پیش کر دیں گے جنکی آنکھوں پر ہماری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا۔"

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۚ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ○
(سورۂ مریم، ع ۱)

(۲۱) "یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کی مہربانی فرمانے کا، اپنے بندے زکریا (علیہ السلام) پر جب کہ انھوں نے اپنے پروردگار کو چپکے سے پکارا۔"

وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ○ (سورۂ مریم، ع ۳)

(۲۲) "اور پکارتا ہوں میں اپنے رب کو (قطعی) امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا۔"

اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ○ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ ۢ

(۲۳) "بیشک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم (اے موسیٰ) میری ہی عبادت کیا کرو اور میری ہی یاد کیلئے نماز پڑھا کرو،

بِهَا تَسْعٰی ۝ (سورۂ طٰہٰ، ع۱) | بلاشبہ قیامت آنے والی ہے، میں اس کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ مل جائے۔"

وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ۝ (سورۂ طٰہٰ، ع۳)

(۲۴) "حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو ارشاد ہے) اور میری یاد میں سستی نہ کرنا۔"

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ ، (سورۂ انبیاء، ع۶)

(۲۵) "اور نوح (علیہ السلام کا تذکرہ اُن سے کیجئے) جبکہ پکارا انھوں نے اپنے رب کو (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے سے) پہلے۔"

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ (سورۂ انبیاء، ع۶)

(۲۶) "اور ایوب (علیہ السلام کا ذکر کیجئے) جبکہ انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو بڑی تکلیف پہنچی اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں۔"

وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ (سورۂ انبیاء، ع۶)

(۲۷) "اور مچھلی والے (پیغمبر یعنی حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر کیجئے) جب وہ (اپنی قوم سے) خفا ہوکر چلے گئے اور سمجھے کہ ہم اُن پر داروگیر نہ کریں گے پس انھوں نے اندھیروں میں پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ ہر عیب سے پاک ہیں، بے شک میں قصوروار ہوں۔"

وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۝ (سورۂ انبیاء، ع۶)

(۲۸) "اور زکریا (علیہ السلام کا ذکر کیجئے) جب انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھے لاوارث نہ چھوڑ (اور یوں تو) سب وارثوں سے بہتر (اور حقیقی وارث) آپ ہی ہیں۔"

إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا

(۲۹) "بیشک یہ سب (انبیاء جن کا پہلے سے ذکر ہو رہا ہے) نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور پکارتے

لَنَا خٰشِعِیْنَ ۝ (سورۂ انبیاء، ع ۶) تھے ہم کو (ثواب کی) رغبت اور (عذاب کا) خوف کرتے ہوئے اور تھے سب کے سب ہمارے لئے عاجزی کرنے والے"۔

(۳۰) وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ (سورۂ حج، ع ۵)

"اور آپ (جنت وغیرہ کی) خوش خبری سنا دیجئے ایسے خشوع کرنیوالوں کو جن کا یہ حال ہے کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں"۔

(۳۱) اِنَّہٗ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْھُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰٓی اَنْسَوْکُمْ ذِکْرِیْ وَکُنْتُمْ مِّنْھُمْ تَضْحَکُوْنَ ۝ اِنِّیْ جَزَیْتُھُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّھُمْ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (سورۂ مؤمنون، ع ۶)

"(قیامت میں کفار سے گفتگو کے ذیل میں کہا جائے گا کیا تم کو یاد نہیں) میرے بندوں کا ایک گروہ تھا (جو بیچارے ہم سے) یوں کہا کرتے تھے اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو بخش دیجئے اور ہم پر رحمت فرمایئے آپ سب سے زیادہ رحم کرنیوالے ہیں، بس تم نے ان کا مذاق اڑایا حتیٰ کہ اس مشغلہ نے تم کو ہماری یاد بھی بھلا دی اور تم اُن سے ہنسی کیا کرتے تھے، میں نے آج اُن کو ان کے صبر کا بدلہ دیدیا کہ وہی کامیاب ہوئے"۔

(۳۲) رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ الآیۃ (سورۂ نور، ع ۵)

"(کامل ایمان والوں کی تعریف کے ذیل میں ہے) وہ ایسے لوگ ہیں کہ انکو اللہ کے ذکر سے نہ خرید غفلت میں ڈالتی ہے نہ فروخت"۔

(۳۳) وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ (س عنکبوت، ع ۵)

"اور اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے"۔

(۳۴) تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۂ سجدہ، ع ۲)

"ان کے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ رہتے ہیں اس طرح پر کہ عذاب کے ڈر سے اور رحمت کی امید سے وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں سے خرچ کرتے ہیں، پس کسی کو بھی خبر نہیں کہ ایسے لوگوں کی آنکھوں

نبی اللہ عن الضحاک ھم قوم لایزالون یذکرون اللہ وروی نحوہ عن ابن عباسؓ۔

کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان خزانۂ غیب میں محفوظ ہے جو بدلہ ہے اُن کے اعمال کا۔"

فائدہ: ایک حدیث میں آیا ہے کہ بندہ اخیر شب میں اللہ کے یہاں بہت مقرب ہوتا ہے اگر تجھ سے ہو سکے تو اس وقت اللہ کا ذکر کیا کر (جامع الصغیر)

(۳۵) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ (سورۂ احزاب، ع ۳)

"بیشک تم لوگوں کیلئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نمونہ موجود تھا یعنی ہر اس شخص کیلئے جو اللہ سے اور آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو کہ جب حضورؐ لڑائی میں شریک ہوئے اور جہاد کیا تو اس کے لئے کیا مانع ہو سکتا ہے)۔"

(۳۶) وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝ (سورۂ احزاب، ع ۵)

"پہلے سے مؤمنوں کی صفات کا بیان ہے اس کے بعد ارشاد ہے) اور بکثرت اللہ کا ذکر کرنیوالے مرد اور اللہ کا ذکر کرنیوالی عورتیں ان سب کیلئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔"

(۳۷) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ (سورۂ احزاب، ع ۶)

"اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو، اور صبح شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔"

(۳۸) وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ۝ (سورۂ صفٰت، ع ۳)

"اور پکارا تھا ہم کو نوح (علیہ السلام) نے پس ہم خوب فریاد سننے والے ہیں۔"

(۳۹) فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ (سورۂ زمر، ع ۳)

"پس ہلاکت ہے اُن لوگوں کیلئے جن کے دل اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے، یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔"

(۴۰) اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ

"اللہ جل جلالہٗ نے بڑا عمدہ کلام (یعنی قرآن) نازل فرمایا جو ایسی کتاب ہے کہ

جُلُودُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ ۚ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُھُمْ وَقُلُوْبُھُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ ھُدَی اللّٰہِ یَھْدِیْ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ

(سورۂ زمر، ع ۳)

باہم ملتی جلتی ہے بار بار دُہرائی گئی جس سے اُن لوگوں کے بدن کانپ اُٹھتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر اُن کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعہ ہدایت فرما دیتا ہے"

(۴۱) فَادْعُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۝ (سورۂ مؤمن، ع ۲)

"پس پکارو اللہ کو خالص کرتے ہوئے اس کے لئے دین کو گو کافروں کو ناگوار ہو"

(۴۲) ھُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ط

(سورۂ مؤمن، ع ۷)

"وہی زندہ ہے، اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، پس تم خالص اعتقاد کر کے اس کو پکارا کرو"

(۴۳) وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطٰنًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ ۝

(سورۂ زخرف، ع ۴)

"جو شخص رحمٰن کے ذکر سے (جان بوجھ کر) اندھا ہو جائے ہم اُس پر ایک شیطان مسلّط کر دیتے ہیں پس وہ (ہر وقت) اس کے ساتھ رہتا ہے"

(۴۴) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا ؗ سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ ۚۛ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۫ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان (اور اے مخاطب) تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ اور اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں، (اور خشوع خضوع کے) آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے انکے چہروں پر نمایاں ہیں یہ اُن کے اوصاف توراۃ میں ہیں اور انجیل میں جیسے کھیتی کہ اُس نے اوّل اپنی سوئی نکالی پھر اُس کو قوی کیا پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی

پھر اپنے تنہ پر سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی (اسی طرح صحابہ میں	الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿رسورۂ فتح، ع ۴﴾

اوّل ضعف تھا پھر روزانہ قوت بڑھتی گئی اور اللہ نے یہ نشوونما اس لئے دیا) تاکہ ان سے کافروں کو جلائے اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کررہے ہیں مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ کررکھا ہے "۔

فائدہ: آیت شریفہ میں گو ظاہر طور پر رکوع وسجود اور نماز کی فضیلت زیادہ تر مقصود ہے اور وہ تو ظاہر ہے، لیکن کلمہ طیبہ کے دوسرے جزء محمد رسول اللہ کی فضیلت بھی اس سے ظاہر ہے، امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ اوپر سے صلح حدیبیہ میں کفار کے انکار پر اور اس بات کے اصرار کرنے پر کہ محمد رسول اللہ نہ لکھو محمد بن عبداللہ لکھو، حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ اللہ خود گواہ ہیں اس بات پر کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جب بھیجنے والا خود اقرار کرے کہ فلاں شخص میرا قاصد ہے تو لاکھ کوئی انکار کرے اس کے انکار سے کیا ہوتا ہے اسی گواہی کے اقرار کے لئے اللہ جل شانہٗ نے محمد رسول اللہ ارشاد فرمایا، اس کے بعد آیت شریفہ میں اور بھی کئی اہم مضامین ہیں، منجملہ ان کے یہ ہے کہ چہرہ کے آثار نمایاں ہونے کی فضیلت ہے، اس کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں، ایک یہ بھی ہے کہ شب بیداروں کے چہرے پر جو انوار وبرکات ظاہر ہوتے ہیں وہ مراد ہیں، امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ یہ محقق امر ہے کہ رات کو دو شخص جاگیں ایک لہو ولعب میں مشغول رہے، دوسرا نماز قرآن اور علم کے سیکھنے میں مشغول رہے، دوسرے دن دونوں کے چہرہ کے نور میں کھلا ہوا فرق ہوگا، جو شخص لہو ولعب میں مشغول ہے وہ اس جیسا ہو ہی نہیں سکتا جو ذکر وشکر میں رات بھر لگا رہے، تیسری اہم بات یہ ہے کہ حضرت امام مالکؒ اور ایک جماعت نے علماء کی اس آیت سے ان لوگوں کے کفر پر استدلال کیا ہے جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو گالیاں دیتے ہیں برا کہتے ہیں ان سے بغض رکھتے ہیں (ابن کثیر)

"کیا ایمان والوں کیلئے اس کا وقت نہیں آیا کہ انکے دل خدا کی یاد کیواسطے جھک جائیں"۔	﴿۲۵﴾ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ ﴿سورۂ حدید، ع ۲﴾

اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (سورۂ مجادلہ، ع ۳)

(۴۶) ”پہلے سے منافقوں کا ذکر ہے اُن پر شیطان کا تسلط ہو گیا پس اُس نے اُن کو ذکر اللہ سے غافل کر دیا یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں خوب سمجھ لو یہ بات محقق ہے کہ شیطان کا گروہ خسارہ والا ہے“

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۂ جمعہ، ع ۲)

(۴۷) ”پھر جب (جمعہ کی) نماز پوری ہو چکے تو تم کو اجازت ہے کہ تم زمین پر چلو پھرو اور خدا کی روزی تلاش کرو (یعنی دنیا کے کاموں میں مشغول ہونے کی اجازت ہے، لیکن اس میں بھی) اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو تاکہ تم فلاح کو پہونچ جاؤ“

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (سورۂ منافقون، ع ۲)

(۴۸) ”اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کے ذکر سے اس کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارہ والے ہیں (کیوں کہ یہ چیزیں تو دنیا ہی میں ختم ہو جانیوالی ہیں اور اللہ کی یاد آخرت میں کام دینے والی ہے“

وَمَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ یَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝ (سورۂ جن، ع ۱)

(۴۹) ”اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی اور اعراض کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا“

وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا ۝ (سورۂ جن، ع ۱)

(۵۰) ”جب خدا کا خاص بندہ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کو پکارنے کیلئے کھڑا ہوتا ہی تو یہ کافر لوگ اس بندہ پر بھیڑ لگانے کو ہو جاتے ہیں، آپ کہدیجے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا“

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝ (سورۂ مزمّل ع ١)

(۵۱) "اور اپنے رب کا نام لیتے رہیں، اور سب سے تعلقات منقطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہیں (منقطع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے تعلق کے مقابلہ میں سب مغلوب ہیں)"

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ۝ إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ۝ (سورۂ دھر، ع ٢)

(۵۲) "اور اپنے رب کا صبح اور شام نام لیتے رہا کیجئے، اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی اسکو سجدہ کیا کیجئے، اور رات کے بڑے حصہ میں اس کی تسبیح کیا کیجئے (مراد اس سے تہجد کی نماز ہے) یہ لوگ (جو آپ کے مخالف ہیں) دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے (آنے والے) ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں"۔

وَإِنْ يَّكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ۝ (سورۂ قلم، ع ٢)

(۵۳) "یہ کافر لوگ جب ذکر (قرآن) سنتے ہیں (تو شدّتِ عداوت سے) ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرا دیں گے، اور کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ تو مجنون ہیں"۔

فائدہ: نگاہ سے پھسلا کر گرا دینا کنایہ ہے دشمنی کی زیادتی سے، جیسا کہ ہمارے یہاں بولتے ہیں "ایسا دیکھ رہا ہے کہ کھا جائے گا"۔ حسن بصری رح کہتے ہیں کہ جس کو نظر لگ گئی ہو اس پر اس آیتِ شریفہ کو پڑھ کر دم کرنا مفید ہے (جمل)

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ (سورۂ اعلیٰ، ع ١)

(۵۴) "بے شک بامراد ہو گیا وہ شخص جو (بُرے اخلاق سے) پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا"۔

فصل ثانی ــــــ احادیثِ ذکر میں

جب کہ اس مضمون میں قرآن پاک کی آیات اس کثرت سے موجود ہیں تو احادیث کا کیا پوچھنا، کیونکہ قرآن شریف کے کُل تیس[۳۰] پارے ہیں، اور حدیث شریف کی لاتعداد کتابیں ہیں اور ہر کتاب میں بے شمار حدیثیں ہیں، ایک بخاری شریف ہی کے بڑے بڑے تیس[۳۰] پارے ہیں، اور ابو داؤد شریف کے بتیس[۳۲] پارے ہیں، اور کوئی کتاب بھی ایسی نہیں کہ اس مبارک ذکر سے خالی ہو، اس لئے احادیث کا احاطہ تو کون کرسکتا ہے، نمونہ اور عمل کے واسطے ایک آیت اور ایک حدیث بھی کافی ہے، اور جس کو عمل ہی نہیں کرنا اس کیلئے دفتر کے دفتر بھی بیکار، کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا،

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَکَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُهٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا وَّاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ بَاعًا،

رواہ احمد والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجة والبیهقی فی الشعب واخرج احمد والبیهقی فی الاسماء والصفات عن انس بمعناہ بلفظ یا ابن ادم اذا ذکرتنی فی نفسک الحدیث وفی الباب عن معاذ بن انس رض

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کیساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں (جو معصوم اور بیگناہ ہیں) تذکرہ کرتا ہوں، اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ اُدھر متوجہ ہوتا ہوں،

اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں“۔	عند الطبرانی باسناد حسن وعن ابن عباس عند البزار باسناد صحیح والبیہقی

وغیرھما وعن ابی ھریرۃ عند ابن ماجۃ وابن حبان غیرھما بلفظ انا مع عبدی اذا ذکرنی وتحرکت بی شفتاہ کما فی الدر المنثور والترغیب للمنذری والمشکوٰۃ مختصرا وفیہ بروایۃ مسلم عن ابی ذر بمعناہ وفی الاتحاف علقہ البخاری عن ابی ھریرۃ بصیغۃ الجزم ورواہ ابن حبان من حدیث ابی الدرداء اھ

فائدہ: اس حدیث شریف میں کئی مضمون وارد ہیں، اول یہ کہ بندہ کے ساتھ اسکے گمان کے موافق معاملہ کرتا ہوں جس کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ سے اس کے لطف و کرم کی امید رکھنا چاہئے اس کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہونا چاہئے، یقیناً ہم لوگ گنہگار ہیں اور سراپا گناہ اور اپنی حرکتوں اور گناہوں کی سزا اور بدلہ کا یقین ہے اور اللہ کی رحمت سے مایوس بھی نہ ہونا چاہئے، کیا بعید ہے کہ حق تعالیٰ شانہ محض اپنے لطف و کرم سے بالکل ہی معاف فرمادیں، اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ کلام اللہ شریف میں وارد ہے۔ **ترجمہ** ”حق تعالیٰ شانہ شرک کے گناہ کو تو معاف نہیں فرمائیں گے اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے سب کچھ معاف فرمائیں گے“۔

لیکن یہ ضروری نہیں کہ معاف فرما ہی دیں، اسی وجہ سے علماء فرماتے ہیں کہ ایمان امید و خوف کے درمیان ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان صحابی کے پاس تشریف لے گئے وہ نزع کی حالت میں تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کس حال میں ہو؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہ اللہ کی رحمت کا امیدوار ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈر رہا ہوں، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں یعنی امید و خوف جس بندہ کے دل میں ایسی حالت میں ہوں تو اللہ جل شانہ جو امید ہے وہ عطا فرما دیتے ہیں، اور جس کا خوف ہے اس سے امن عطا فرما دیتے ہیں (جمع الفوائد) ایک حدیث میں آیا ہے کہ مؤمن اپنے گناہ کو ایسا سمجھتا ہے گویا ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور وہ پہاڑ اس پر گرنے لگا، اور فاجر شخص گناہ کو ایسا سمجھتا ہے کہ گویا ایک مکھی بیٹھی تھی، اُڑا دی یعنی ذرا پرواہ نہیں ہوتی،

مقصود یہ ہے کہ گناہ کا خوف اسکے مناسب ہونا چاہیئے اور رحمت کی امید اسکے مناسب
حضرت معاذ رضؓ طاعون میں شہید ہوئے، انتقال کے قریب زمانہ میں بار بار غشی ہوتی
تھی جب افاقہ ہوتا تو فرماتے یا اللہ تجھے معلوم ہے کہ مجھکو تجھ سے محبّت ہے، تیری عزت کی
قسم تجھے یہ بات معلوم ہے، جب بالکل موت کا وقت قریب آگیا تو فرمایا کہ اے موت تیرا آنا
مبارک ہو کیا ہی مبارک مہمان آیا مگر فاقہ کی حالت میں یہ مہمان آیا ہے۔ اسکے بعد فرمایا اے
اللہ تجھے معلوم ہے کہ میں ہمیشہ تجھ سے ڈرتا رہا آج تیرا امیدوار ہوں، یا اللہ! مجھے زندگی کی
محبّت تھی مگر نہریں کھودنے اور باغ لگانیکے واسطے نہیں تھی بلکہ گرمیوں کی شدّتِ پیاس
برداشت کرنے اور (دین کی خاطر) مشقتیں جھیلنے کے واسطے اور ذکر کے حلقوں میں علماء کے
پاس جم کر بیٹھنے کے واسطے تھی (تہذیب اللغات)
بعض علماء نے لکھا ہے کہ حدیث بالا میں گمان کے موافق معاملہ عام حالات کے اعتبار سے
ہے خاص مغفرت کے متعلق نہیں، دعاء صحت وسعت امن وغیرہ سب چیزیں اسمیں داخل
ہیں مثلاً دعا ہی کے متعلق سمجھو مطلب یہ ہے کہ اگر بندہ یہ یقین کرتا ہے کہ میری دعاء قبول ہوتی
ہے اور ضرور ہوگی تو اسکی دعاء قبول ہوتی ہے، اور اگر یہ گمان کرے کہ میری دعاء قبول نہیں ہوتی
تو ویسا ہی معاملہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ دوسری احادیث میں آیا ہے کہ بندہ کی دعاء قبول ہوتی
ہے جبتک یہ نہ کہنے لگے کہ میری تو دعاء قبول نہیں ہوتی، اسی طرح صحت و تونگری وغیرہ
سب امور کا حال ہے، حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کو فاقہ کی نوبت آئے اگر اسکو لوگوں
سے کہتا پھرے تو تونگری نصیب نہیں ہوتی، اللہ کی پاک بارگاہ میں عرض معروض کرے تو جلدی یہ
حالت دور ہو جاوے لیکن یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کیساتھ حسن ظن اور چیز ہے اور
اللہ پر گھمنڈ دوسری چیز ہے، کلام اللہ شریف میں مختلف عنوانات سے اس پر تنبیہ کیگئی،
ارشاد ہے وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ اور نہ دھوکہ میں ڈالے تم کو دھوکہ باز) یعنی
شیطان تم کو یہ نہ سمجھائے کہ گناہ کیے جاؤ اللہ غفور رحیم ہے، دوسری جگہ ارشاد ہے
اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۙ کَلَّا (کیا وہ غیب پر مطلع ہو گیا
یا اللہ تعالیٰ سے اس نے عہد کر لیا ہے، ایسا ہرگز نہیں)۔

دوسرا مضمون یہ ہے کہ "جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں" دوسری حدیث میں ہے کہ جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو جبتک اس کے ہونٹ میری یاد میں حرکت کرتے رہتے ہیں، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، یعنی میری خاص توجہ اس پر رہتی ہے اور خصوصی رحمت کا نزول ہوتا رہتا ہے۔

تیسرا مضمون یہ ہے کہ میں فرشتوں کے مجمع میں ذکر کرتا ہوں یعنی تفاخر کے طور پر اس کا ذکر فرمایا جاتا ہے، ایک تو اس وجہ سے کہ آدمی کی خلقت جس ترکیب سے ہوئی ہے اس کے موافق اس میں اطاعت اور معصیت دونوں کا مادّہ رکھا ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۸ کے ذیل میں آرہا ہے، اس حالت میں طاعت کا کرنا یقیناً تفاخر کا سبب ہے، دوسرے اس وجہ سے کہ فرشتوں نے ابتداءِ خلقت کے وقت عرض کیا تھا "آپ ایسی مخلوق کو پیدا فرماتے ہیں جو دنیا میں خونریزی اور فساد کریگی" اور اس کی وجہ بھی وہی مادّہ فساد کا ان میں ہوتا ہے بخلاف فرشتوں کے کہ ان میں یہ مادّہ نہیں، اسی لئے انھوں نے عرض کیا تھا کہ تیری تسبیح و تقدیس ہم کرتے ہی ہیں، تیسرے اس وجہ سے کہ انسان کی اطاعت اس کی عبادت فرشتوں کی عبادت سے اس وجہ سے بھی افضل ہے کہ انسان کی عبادت غیب کے ساتھ ہے اور فرشتوں کی عالم آخرت کے مشاہدہ کے ساتھ، اسی کی طرف اللہ پاک کے اس کلام میں اشارہ ہے کہ اگر وہ جنّت و دوزخ کو دیکھ لیتے تو کیا ہوتا، ان وجوہ سے حق تعالیٰ شانہ، اپنے یاد کرنے والوں اور اپنی عبادت کرنیوالوں کے کارنامے جتاتے ہیں۔

چوتھا مضمون حدیث میں یہ ہے کہ بندہ جس درجہ میں حق تعالیٰ شانہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس سے زیادہ توجّہ اور لطف اللہ جل شانہ، کی طرف سے اس بندہ پر ہوتا ہے، یہی مطلب ہے قریب ہونے اور دوڑ کر چلنے کا کہ میرا لطف اور میری رحمت تیزی کیساتھ اس کیطرف چلتی ہے اب ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس قدر رحمت و لطفِ الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے اتنی ہی اپنی توجہ اللہ تعالیٰ شانہ، کی طرف بڑھائے

پانچویں بحث اس حدیث شریف میں یہ ہے کہ اس میں فرشتوں کی جماعت کو بہتر بتایا ہے ذکر کرنیوالے شخص سے، حالانکہ یہ مشہور امر ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے،

اسکی ایک وجہ تو ترجمہ میں ظاہر کردی گئی کہ ان کا بہتر ہونا ایک خاص حیثیت سے ہے کہ وہ معصوم ہیں ان سے گناہ ہو ہی نہیں سکتا، دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ باعتبار اکثر افراد کے ہے کہ اکثر افراد فرشتوں کے اکثر آدمیوں بلکہ اکثر مؤمنوں سے افضل ہیں، گو خاص مؤمن جیسے انبیاء علیہم السلام سارے ہی فرشتوں سے افضل ہیں، اس کے علاوہ اور بھی وجوہ ہیں جن میں بحث طویل ہے،

(۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رض اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَاَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ، (اخرجه ابن ابی شيبة و احمد والترمذی وحسنه وابن ماجة وابن حبان فی صحیحه الحاکم وصححه والبیهقی کذا فی الدر وفی المشکوٰة بروایة الترمذی وابن ماجة وحکی عن الترمذی حسن غریب اھ قلت صححه الحاکم و اقره علیه الذهبی وفی الجامع الصغیر بروایة ابی نعیم فی الحلیة مختصرًا

"ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، احکامِ شریعت تو بہت سے ہیں ہی مجھے ایک چیز کوئی ایسی بتا دیجئے جس کو میں اپنا دستور اور اپنا مشغلہ بنالوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ذکر سے تو ہر وقت رطب اللسان رہے، ایک اور حدیث میں ہے حضرت معاذ رض فرماتے ہیں کہ جدائی کے وقت آخری گفتگو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی وہ یہ تھی، میں نے دریافت کیا کہ سب اعمال میں محبوب ترین عمل اللہ کے نزدیک کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس حال میں تیری موت آوے کہ اللہ کے ذکر میں رطب اللسان ہو۔"

بلفظ ان تفارق الدنیا ولسانك رطب من ذکر اللہ ورقم له بالضعف وبمعناه عن مالك بن یخامر ان معاذ بن جبل قال لهم ان آخر کلام فارقت علیه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان قلت ای الاعمال احب الی اللہ قال ان تموت ولسانك رطب من ذکر اللہ، اخرجه ابن ابی الدنیا والبزار وابن حبان والطبرانی والبیهقی کذا فی الدر والحصن الحصین والترغیب للمنذری وذکره فی الجامع الصغیر مختصرًا وعزاه الی ابن حبان فی صحیحه وابن السنی فی عمل الیوم واللیلة والطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی الشعب وفی مجمع الزوائد رواه الطبرانی باسانید،

فائدہ، جدائی کے وقت کا مطلب یہ ہی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو اہلِ یمن کی تبلیغ و تعلیم کیلئے یمن کا امیر بنا کر بھیجا تھا، اس وقت رخصت کے وقت حضورؐ نے کچھ وصیتیں بھی فرمائی تھیں اور انھوں نے بھی کچھ سوالات کیے تھے، شریعت کے احکام بہت سے ہونے کا مطلب یہ ہی کہ ہر حکم کی بجا آوری تو ضروری ہی لیکن ہر چیز میں کمال پیدا کرنا اور اس کو مستقل مشغلہ بنانا دشوار ہی اس لئے ان میں سے ایک چیز جو سب سے اہم ہے مجھے ایسی بتا دیجیے کہ اس کو مضبوط پکڑ لوں اور ہر وقت ہر جگہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے کرتا رہوں، ایک حدیث میں ارشاد ہی کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص کو یہ مل جائیں اسکو دین و دنیا کی بھلائی مل جائے، ایک وہ زبان جو ذکر میں مشغول رہنے والی ہو، دوسرے وہ دل جو شکر میں مشغول رہتا ہو، تیسرے وہ بدن جو مشقت برداشت کرنیوالا ہو چوتھے وہ بیوی جو اپنے نفس میں اور خاوند کے مال میں خیانت نہ کرے، نفس میں خیانت یہ ہی کہ کسی قسم کی گندگی میں مبتلا ہو جائے، رطب اللسان کا مطلب اکثر علماء نے کثرت کا لکھا ہی اور یہ عام محاورہ ہی ہمارے عرف میں بھی جو شخص کسی کی تعریف یا تذکرہ کثرت سے کرتا ہی تو یہ بولا جاتا ہی کہ فلاں کی تعریف میں رطب اللسان ہی، مگر بندۂ ناچیز کے خیال میں ایک دوسرا مطلب بھی ہو سکتا ہی وہ یہ کہ جس سے عشق و محبت ہوتی ہی اس کے نام لینے سے مُنہ میں ایک لذت اور مزہ محسوس ہوتا ہی جن کو بابِ عشق سے کچھ سابقہ پڑ چکا ہی وہ اس سے واقف ہیں، اس بناء پر مطلب یہ ہی کہ اس لذت سے اللہ کا پاک نام لیا جائے کہ مزہ آجائے، میں نے اپنے بعض بزرگوں کو بکثرت دیکھا ہی کہ ذکر بالجہر کرتے ہوئے ایسی طراوٹ آجاتی ہی کہ پاس بیٹھنے والا بھی اسکو محسوس کرتا ہی، اور ایسا مُنہ میں پانی بھر جاتا ہی کہ ہر شخص اس کو محسوس کرتا ہی، مگر یہ جب ہی حاصل ہوتا ہی کہ جب دل میں چسک ہو اور زبان کثرتِ ذکر کے ساتھ مانوس ہو چکی ہو،

ایک حدیث میں آیا ہی کہ اللہ سے محبّت کی علامت اس کے ذکر سے محبّت ہی اور اللہ سے بغض کی علامت اس کے ذکر سے بغض ہی، حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کی زبان اللہ کے ذکر سے تر و تازہ رہتی ہے وہ جنّت میں ہنستے ہوئے داخل ہوں گے،

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِّنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِّنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا أَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ ذِكْرُ اللهِ،

اخرجه احمد والترمذی وابن ماجه وابن ابی الدنیا والحاکم وصححه و

(۳) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنیوالی اور سونے چاندی کو (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور (جہاد میں) تم دشمنوں کو قتل کرو وہ تم کو قتل کریں اس سے بھی بڑھی ہوئی صحابہ نے عرض کیا کہ ضرور بتاویں، آپ نے ارشاد فرمایا اللہ کا ذکر ہے۔

البیہقی کذا فی الدر والحصن الحصین قلت قال الحاکم صحیح الاسناد ولم یخرجاہ واقرہ علیہ الذہبی ورقم له فی الجامع الصغیر بالصحة واخرجه احمد عن معاذ بن جبل کذا فی الدر وفیہ ایضا روایة احمد والترمذی والبیہقی عن ابی سعید سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای العباد افضل درجة عند اللہ یوم القیامة قال الذاکرون اللہ کثیرا قلت یا رسول اللہ ومن الغازی فی سبیل اللہ قال لو ضرب بسیفه فی الکفار والمشرکین حتی ینکسر ویختضب دما لکان الذاکرون اللہ افضل منه درجة،

(فائدہ) یہ عام حالت اور ہر وقت کے اعتبار سے ارشاد فرمایا ہے، ورنہ وقتی ضرورت کے اعتبار سے صدقہ جہاد وغیرہ امور سب سے افضل ہو جاتے ہیں، اسی وجہ سے بعض احادیث میں اُن چیزوں کی افضلیت بھی بیان فرمائی گئی ہے کہ انکی ضرورتیں وقتی ہیں، اور اللہ پاک کا ذکر دائمی چیز ہے، اور سب سے زیادہ اہم اور افضل، ایک حدیث میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر چیز کیلئے کوئی صاف کرنیوالی اور میل کچیل دور کرنیوالی چیز ہوتی ہے، (مثلاً کپڑے اور بدن کیلئے صابون، لوہے کیلئے آگ کی بھٹی وغیرہ وغیرہ) دلوں کی صفائی

کرنیوالی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی، اور کوئی چیز اللہ کے عذاب سے بچانیوالی اللہ کے ذکر سے بڑھ کر نہیں ہی، اس حدیث میں چونکہ ذکر کو دل کی صفائی کا ذریعہ اور سبب بتایا ہی اس سے بھی اللہ کے ذکر کا سب سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے، اس لئے کہ ہر عبادت اسی وقت عبادت ہو سکتی ہی جب اخلاص سے ہو اور اس کا مدار دلوں کی صفائی پر ہی، اسی وجہ سے بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ اس حدیث میں ذکر سے مراد ذکرِ قلبی ہی نہ کہ زبانی ذکر، اور ذکرِ قلبی یہ ہی کہ دل ہر وقت اللہ کے ساتھ وابستہ ہو جائے، اور اس میں کیا شک ہی کہ یہ حالت ساری عبادتوں سے افضل ہی، اس لئے کہ جب یہ حالت ہو جاوے تو پھر کوئی عبادت چھوٹ ہی نہیں سکتی کہ سارے اعضاء ظاہرہ و باطنہ دل کے تابع ہیں، جس چیز کے ساتھ دل وابستہ ہو جاتا ہے سارے ہی اعضاء اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں، عشاق کے حالات سے کون بیخبر ہی، اور بھی بہت سی احادیث میں ذکر کا سب سے افضل ہونا وارد ہے،

حضرت سلمان رضؓ سے کسی نے پوچھا کہ سب سے بڑا عمل کیا ہی؟ انھوں نے فرمایا کہ تم نے قرآن شریف نہیں پڑھا، قرآن پاک میں ہے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ، کوئی چیز اللہ کے ذکر سے افضل نہیں، حضرت سلمان رضؓ نے جس آیت شریفہ کی طرف اشارہ فرمایا وہ اکیسویں پارہ کی پہلی آیت ہی، صاحب مجالس الابرار کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اللہ کے ذکر کو صدقہ اور جہاد اور ساری عبادات سے افضل اس لئے فرمایا کہ اصل مقصود اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی اور ساری عبادتیں اس کا ذریعہ اور آلہ ہیں، اور ذکر بھی دو قسم کا ہوتا ہے، ایک زبانی اور ایک قلبی، جو زبان سے بھی افضل ہی، اور وہ مراقبہ اور دل کی سوچ ہے، اور یہی مراد ہی اس حدیث سے جس میں آیا ہی کہ ایک گھڑی کا سوچنا ستر برس کی عبادت سے افضل ہے،

مسند احمد میں ہی حضرت سہل رضؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ کا ذکر اللہ کے رستہ میں خرچ کرنے سے سات لاکھ حصہ زیادہ ہو جاتا ہی، اس تقریر سے یہ معلوم ہو گیا کہ صدقہ اور جہاد وغیرہ جو وقتی چیزیں ہیں وقتی ضرورت کے اعتبار سے انکی فضیلت بہت زیادہ ہو جاتی ہے، لہٰذا ان احادیث میں کوئی اشکال نہیں جنمیں ان چیزوں کی بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہی، چنانچہ ارشاد ہی کہ تھوڑی دیر کا اللہ کے

راستہ میں کھڑا ہونا اپنے گھر پر ستّر سال کی عبادت سے افضل ہے، حالانکہ نماز بالاتفاق افضل ترین عبادت ہے لیکن کفار کے ہجوم کے وقت جہاد اس سے بہت زیادہ افضل ہوجاتا ہے،

(۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ن الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیَذْکُرَنَّ اللّٰہَ اَقْوَامٌ فِی الدُّنْیَا عَلَی الْفُرُشِ الْمُمَهَّدَةِ یُدْخِلُهُمُ اللّٰہُ فِی الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی،

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ تعالیٰ شانہ کا ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ جنت کے اعلیٰ درجوں میں اُن کو پہنچا دیتا ہے۔"

اخرجه ابن حبان كذا فی الدر قلت ويؤيده الحديث المتقدم قريبا بلفظ ارفعها فی درجاتكم وايضا قوله صلی اللہ عليه وسلم سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتُ رواه مسلم فی الحصن وفی رواية قال المستهترون فی ذكر الله يضع الذكر عنهم اثقالهم فيأتون يوم القيمة خفافا رواه الترمذی والحاكم مختصرا وقال صحيح علی شرط الشيخين وفی الجامع رواه الطبرانی عن ابی الدرداء ايضا،

فائدہ، یعنی دنیا میں مشقتیں جھیلنا صعوبتیں برداشت کرنا آخرت کے رفع درجات کا سبب ہے، اور جتنی بھی دینی امور میں یہاں مشقت اٹھائی جاوے گی اتنا ہی بلند مرتبوں کا استحقاق ہوگا، لیکن اللہ پاک کے مبارک ذکر کی یہ برکت ہے کہ راحت و آرام سے نرم بستروں پر بیٹھ کر بھی کیا جائے تب بھی رفع درجات کا سبب ہوتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر تم ہر وقت ذکر میں مشغول رہو تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کرنے لگیں، ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ مفرد لوگ بہت آگے بڑھ گئے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ مفرد کون ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اللہ کے ذکر میں والہانہ طریقہ پر مشغول ہیں، اس حدیث کی بنا پر صوفیہ نے لکھا ہے کہ سلاطین اور امراء کو اللہ کے ذکر سے نہ روکنا چاہیے، کہ وہ اس کی وجہ سے درجاتِ اعلیٰ حاصل کرسکتے ہیں، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ تو اللہ کے ذکر کو اپنی مسرتوں اور اپنی خوشیوں کے اوقات میں کر وہ تجھ کو مشقتوں اور تکلیفوں کے وقت کام دیگا، حضرت سلمان فارسی رض فرماتے ہیں کہ جب بندہ راحت کے خوشی کے، ثروت کے اوقات میں اللہ کا ذکر کرتا ہے پھر اس کو کوئی مشقت اور تکلیف پہنچے تو فرشتے کہتے ہیں کہ مانوس آواز ہے جو ضعیف بندہ کی ہے، پھر اللہ کے یہاں اسکی سفارش کرتے ہیں، اور جو شخص راحت کے اوقات میں اللہ کو یاد نہ کرے پھر کوئی تکلیف اس کو پہنچے اور اس وقت یاد کرے تو فرشتے کہتے ہیں کیسی غیر مانوس آواز ہے، حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ایک انمیں سے صرف ذاکرین کیلئے ہے، ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کثرت سے کرے وہ نفاق سے بری ہے، دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ جل شانہ اس سے محبت فرماتے ہیں، ایک سفر سے واپسی ہو رہی تھی ایک جگہ پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگے بڑھنے والے کہاں ہیں؟ صحابہ رض نے عرض کیا کہ بعض تیز رو آگے چلے گئے، حضور ص نے فرمایا وہ آگے بڑھنے والے کہاں ہیں جو اللہ کے ذکر میں والہانہ مشغول ہیں، جو شخص یہ چاہے کہ جنت سے خوب سیراب ہو وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرے،

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّہٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ،

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردے کی سی ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنیوالا مردہ ہے۔

اخرجہ البخاری ومسلم والبیھقی کذا فی الدر والمشکوٰۃ،

فائدہ، زندگی ہر شخص کو محبوب ہے اور مرنے سے ہر شخص ہی گھبراتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ زندہ بھی مردے ہی کے حکم میں ہے اسکی زندگی بھی بیکار ہے ؎

زندگانی نتواں گفت حیاتیکہ مراست ؎ زندہ آنست کہ با دوست وصالے دارد

بعض علماء نے فرمایا ہے یہ دل کی حالت کا بیان ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اس کا دل زندہ رہتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا اس کا دل مر جاتا ہے، اور بعض علماء نے

فرمایا ہے کہ تشبیہ نفع اور نقصان کے اعتبار سے ہے کہ اللہ کے ذکر کرنیوالے شخص کو جو ستائے وہ ایسا ہی جیسا کسی زندہ کو ستائے کہ اس سے انتقام لیا جائیگا اور وہ اپنے کئے کو بھگتے گا اور غیر ذاکر کو ستانیوالا ایسا ہی جیسا مُردہ کو ستانیوالا کہ وہ خود انتقام نہیں لے سکتا، صوفیہ کہتے ہیں کہ اس سے ہمیشہ کی زندگی مراد ہے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے اخلاص کیساتھ کرنیوالے مرتے ہی نہیں بلکہ وہ اس دنیا سے منتقل ہوجانیکے بعد بھی زندوں ہی کے حکم میں رہتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں شہداء کیمتعلق وارد ہوا ہے بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ اسی طرح اُن کیلئے بھی ایک خاص قسم کی زندگی ہے، حکیم ترمذیؒ کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کو تر کرتا ہے اور نرمی پیدا کرتا ہے اور جب دل اللہ کے ذکر سے خالی ہوتا ہے تو نفس کی گرمی اور شہوت کی آگ سے خشک ہو کر سخت ہوجاتا ہے اور سارے اعضاء سخت ہوجاتے ہیں، طاعت سے رُک جاتے ہیں، اگر اُن اعضاء کو کھینچو تو ٹوٹ جائیں گے جیسے کہ خشک لکڑی کہ جھکانے سے نہیں جھکتی صرف کاٹ کر جلا دینے کے کام کی رہ جاتی ہے،

(۶) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا فِیْ حُجْرِهٖ دَرَاهِمُ یُقَسِّمُهَا وَاٰخَرُ یَذْکُرُ اللّٰهَ لَکَانَ الذَّاکِرُ لِلّٰهِ اَفْضَلُ،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ اُن کو تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرنیوالا افضل ہے۔

اخرجه الطبرانی کذا فی الدر وفی مجمع الزوائد رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجاله وثقوا،

فائدہ، یعنی اللہ کے راستہ میں خرچ کتنی ہی بڑی چیز کیوں نہ ہو لیکن اللہ کی یاد اس کے مقابلہ میں بھی افضل ہے، پھر کس قدر خوش نصیب ہیں وہ مالدار اللہ کے راستہ میں خرچ کرنیوالے جنکو اللہ کے ذکر کی بھی توفیق نصیب ہوجائے، ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے بھی روزانہ بندوں پر صدقہ ہوتا رہتا ہے، اور ہر شخص کو اس کی حیثیت کیموافق کچھ نہ کچھ عطا ہوتا رہتا ہے، لیکن کوئی عطاء اس سے بڑھ کر نہیں کہ اس کو اللہ کے ذکر کی توفیق ہوجائے، جو لوگ کاروبار میں مشغول رہتے ہیں، تجارت، زراعت، ملازمت میں گھرے رہتے ہیں اگر تھوڑا بہت وقت اللہ کی یاد کیلئے اپنے اوقات میں سے نکال لیں تو کیسی مفت کی

کمائی ہے، دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں سے دو چار گھنٹے اس کام کیلئے نکال لینا کونسی مشکل بات ہے، آخر فضولیات لغویات میں بہت سا وقت خرچ ہوتا ہے، اس کارآمد چیز کیواسطے وقت نکالنا کیا دشوار ہے، ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جو اللہ کے ذکر کیواسطے چاند، سورج، ستارے اور سایہ کی تحقیق رکھتے ہیں، یعنی اوقات کی تحقیق کا اہتمام کرتے ہیں، اگرچہ اس زمانہ میں گھڑی گھنٹوں کی کثرت نے اس سے بے نیاز کر دیا پھر بھی فی الجملہ واقفیت اُن چیزوں کی مناسب ہے، کہ گھڑی کے خراب اور غلط ہو جانے کی صورت میں اوقات ضائع نہ ہو جائیں، ایک حدیث میں آیا ہے کہ زمین کے جس حصّہ پر اللہ کا ذکر کیا جائے وہ حصّہ نیچے ساتوں زمینوں تک دوسرے حصّوں پر فخر کرتا ہے،

(۷) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ یَتَحَسَّرُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ اِلَّا عَلٰی سَاعَۃٍ مَّرَّتْ بِھِمْ لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْھَا، (اخرجہ الطبرانی والبیہقی کذا فی الدر وفی الجامع

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنّت میں جانے کے بعد اہلِ جنّت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق و افسوس نہیں ہوگا بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گذر گئی ہو"

رواہ الطبرانی فی الکبیر و البیہقی فی الشعب و رقم لہ بالحسن و فی مجمع الزوائد رواہ الطبرانی و رجالہ ثقات و فی شیخ الطبرانی خلاف و اخرج ابن ابی الدنیا والبیہقی عن عائشۃ بمعناہ مرفوعًا کذا فی الدر و فی الترغیب بمعناہ عن ابی ھریرۃ مرفوعًا و قال رواہ احمد باسناد صحیح و ابن حبان والحاکم و قال صحیح علٰی شرط البخاری،

فائدہ: جنّت میں جانے کے بعد جب یہ منظر سامنے ہوگا کہ ایک دفعہ اس پاک نام کو لینے کا اجر و ثواب کتنا زیادہ مقدار میں ہے کہ پہاڑوں کے برابر مل رہا ہے تو اس وقت اس اپنی کمائی کے نقصان پر جس قدر بھی افسوس ہوگا ظاہر ہے، ایسے خوش نصیب بندے بھی ہیں جن کو دنیا ہی بغیر ذکر اللہ کے اچھی نہیں معلوم ہوتی، حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں لکھا ہے کہ یحییٰ ابن معاذ رازیؒ اپنی مناجات میں کہا کرتے تھے اِلٰھِیْ لَا یَطِیْبُ اللَّیْلُ اِلَّا بِمُنَاجَاتِکَ وَلَا یَطِیْبُ النَّھَارُ اِلَّا بِطَاعَتِکَ وَلَا تَطِیْبُ الدُّنْیَا اِلَّا بِذِکْرِکَ وَلَا تَطِیْبُ

اَلْاٰخِرَةُ اِلَّا بِعَفْوِكَ وَلَا تَطِيْبُ الْجَنَّةُ اِلَّا بِرُؤْيَتِكَ "یا اللہ رات اچھی نہیں لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کیساتھ اور دن اچھا معلوم نہیں ہوتا مگر تیری عبادت کے ساتھ اور دنیا اچھی نہیں معلوم ہوتی مگر تیرے ذکر کیساتھ اور آخرت بھلی نہیں مگر تیری معافی کے ساتھ اور جنّت میں لطف نہیں مگر تیرے دیدار کے ساتھ"

حضرت سرّیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جُرجانی کو دیکھا کہ ستّو پھانک رہے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ خشک ہی پھانک رہے ہو؟ کہنے لگے کہ میں نے روٹی چبانے اور پھانکنے کا جب حساب لگایا تو چبانے میں اتنا وقت زیادہ خرچ ہوتا ہے کہ اس میں آدمی ستّر مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے اس لئے میں نے چالیس برس سے روٹی کھانا چھوڑ دی ستّو پھانک کر گذر کر لیتا ہوں،

منصور بن معتمرؒ کے متعلق لکھا ہے کہ چالیس برس تک عشاء کے بعد کسی سے بات نہیں کی،

ربیع بن ہیثمؒ کے متعلق لکھا ہے کہ بیس برس تک جو بات کرتے اس کو ایک پرچہ پر لکھ لیتے اور رات کو اپنے دل سے حساب کرتے کہ کتنی بات اس میں ضروری تھی اور کتنی غیر ضروری،

(۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض وَاَبِيْ سَعِيْدٍ رض اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ، اخرجه ابن ابی شیبة واحمد ومسلم والترمذی وابن ماجة والبیھقی کذا فی الدر والحصن والمشکوٰة وفی حدیث طویل لابی ذر رض اُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّهٗ رَاْسُ الْاَمْرِ كُلِّهٖ وَعَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ ذِكْرٌ لَّكَ فِي السَّمَآءِ وَنُوْرٌ

"حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعیدؓ دونوں حضرات اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، ارشاد فرماتے تھے کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو فرشتے اس جماعت کو سب طرف سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت اُن کو ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ اُن پر نازل ہوتی ہے، اور اللہ جل شانہ اس کا تذکرہ اپنی مجلس میں تفاخر کے طور پر فرماتے ہیں، حضرت ابوذرؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں تجھے اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ تمام چیزوں کی جڑ ہے، اور

لَكَ فِي الْأَرْضِ الحدیث ذکرہ فی الجامع الصغیر بروایۃ الطبرانی وعبد بن حمید فی تفسیرہ ورقم لہ بالحسن ،	قرآن شریف کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کا اہتمام کر کہ اس سے آسمانوں میں تیرا ذکر ہوگا اور زمین میں نور کا سبب بنے گا، اکثر اوقات

چُپ رہا کر کہ بھلائی بغیر کوئی کلام نہ ہو یہ بات شیطان کو دور کرتی ہو اور دین کے کاموں میں مددگار ہوتی ہو زیادہ ہنسی سے بھی بچارہ کہ اس سے دل مرجاتا ہے اور چہرہ کا نور جاتا رہتا ہو، جہاد کرتے رہنا کہ میری اُمت کی فقیری یہی ہے مسکینوں سے محبت رکھنا اُن کے پاس اکثر بیٹھتے رہنا، اور اپنے سے کم حیثیت لوگوں پر نگاہ رکھنا اور اپنے سے اونچے لوگوں پر نگاہ نہ کرنا کہ اس سے اللہ کی اُن نعمتوں کی ناقدری پیدا ہوتی ہے جو اللہ نے تجھے عطا فرمائی ہیں' قرابت والوں سے تعلقات جوڑنے کی فکر رکھنا، وہ اگرچہ تجھ سے تعلقات توڑ دیں' حق بات کہنے میں تردد نہ کرنا گو کسی کو کڑوی لگے اللہ کے معاملہ میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا، تجھے اپنی عیب بینی دوسروں کے عیوب پر نظر نہ کرنے دے، اور جس عیب میں خود مبتلا ہو اس میں دوسرے پر غصہ نہ کرنا اے ابوذر رض! حُسنِ تدبیر سے بڑھکر کوئی عقلمندی ہی نہیں' اور ناجائز امور سے بچنا بہترین پرہیزگاری ہے، اور خوش خُلقی کے برابر کوئی شرافت نہیں،

فائدہ : سکینہ کے معنی سکون و وقار کے ہیں یا کسی مخصوص رحمت کے جس کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں جن کو مختصر طور پر میں اپنے رسالہ چہل حدیث جدید در فضائل قرآن میں لکھ چکا ہوں' امام نووی رح فرماتے ہیں کہ "یہ کوئی ایسی مخصوص چیز ہے جو طمانینت، رحمت وغیرہ سب کو شامل ہے، اور ملائکہ کے ساتھ اُترتی ہے"، حق تعالیٰ شانہ کا ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے تفاخر کے طور پر فرمانا ایک تو اس وجہ سے ہو کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت عرض کیا تھا کہ یہ لوگ دنیا میں فساد کریں گے جیسا کہ پہلی حدیث کے ذیل میں گذر چکا ہے، دوسرے اس وجہ سے ہو کہ فرشتوں کی جماعت اگرچہ سراپا عبادت سراپا بندگی و اطاعت ہو، لیکن ان میں معصیت کا مادہ بھی نہیں ہو اور انسان میں چونکہ دونوں مادے موجود ہیں اور غفلت اور نافرمانی کے اسباب اس کو گھیرے ہوئے ہیں، شہوتیں، لذتیں اس کا جزو ہیں، اس لئے اس سے

ان سب کے مقابلہ میں جو عبادت جو اطاعت ہو اور جو معصیت کا مقابلہ ہو وہ زیادہ قابلِ مدح اور قابلِ قدر ہے، حدیث میں آتا ہے کہ جب حق تعالیٰ شانہٗ نے جنت کو بنایا تو حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا کہ اس کو دیکھ کر آؤ انھوں نے آکر عرض کیا یا اللہ آپکی عزت کی قسم جو شخص بھی اس کی خبر سن لیگا اس میں جائے بغیر نہیں رہے گا، یعنی لذتیں اور راحتیں اور فرحتیں اور نعمتیں جس قدر اس میں رکھی گئی ہیں انکے سننے اور یقین آجانیکے بعد کون ہوگا جو اس میں جانے کی انتہائی کوشش نہ کریگا، اس کے بعد حق تعالیٰ شانہٗ نے اس کو مشقتوں سے ڈھانک دیا کہ نمازیں پڑھنا، روزے رکھنا، جہاد کرنا، حج کرنا وغیرہ وغیرہ اس پر سوار کر دیئے گئے کہ انکو بجالاؤ تو جنت میں جاؤ، اور پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ اب دیکھو انھوں نے عرض کیا کہ اب تو یا اللہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کوئی اس میں جا ہی نہ سکے گا، اسی طرح جب جہنم کو بنایا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس کو دیکھنے کا حکم ہوا وہاں کے عذاب وہاں کے مصائب گندگیاں اور تکلیفیں دیکھکر انھوں نے عرض کیا کہ یا اللہ آپکی عزت کی قسم! جو شخص اسکے حالات سُن لیگا کبھی بھی اس کے پاس نہ جائیگا، حق سبحانہٗ وتقدس نے دنیا کی لذتوں سے اسکو ڈھانک دیا کہ زنا کرنا، شراب پینا ظلم کرنا، احکام پر عمل نہ کرنا وغیرہ وغیرہ کا پردہ اس پر ڈال دیا گیا، پھر ارشاد ہوا کہ اب دیکھو انھوں نے عرض کیا کہ یا اللہ اب تو مجھے اندیشہ ہو گیا کہ شاید ہی کوئی اس سے بچے، اسی وجہ سے جب کوئی بندہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے گناہ سے بچتا ہے تو اس ماحول کے اعتبار سے جس میں وہ ہے قابلِ قدر ہوتا ہے، اسی وجہ سے حق تعالیٰ شانہٗ اظہارِ مسرت فرماتے ہیں، جن فرشتوں کا اس حدیث پاک میں اور اس قسم کی بہت سی حدیثوں میں ذکر آیا ہے، وہ فرشتوں کی ایک خاص جماعت ہے جو اسی کام پر متعین ہے کہ جہاں اللہ کے ذکر کی مجالس ہوں، اللہ کا ذکر کیا جا رہا ہو وہاں جمع ہوں اور اس کو سُنیں، چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت متفرق طور پر پھرتی رہتی ہے، اور جس جگہ اللہ کا ذکر سنتی ہے اپنے ساتھیوں کو آواز دیتی ہے کہ آجاؤ اس جگہ تمہارا مقصود اور غرض موجود ہے، اور پھر ایک دوسرے پر جمع ہوتے

رہتے ہیں حتیٰ کہ آسمان تک اُن کا حلقہ پہنچ جاتا ہے، جیسا کہ تیسرے باب کی دوسری فصل کے نمبر ۱۴ پر آرہا ہے،

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰى مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا قَالَ اللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ قَالُوْا اَللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذٰلِكَ قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ وَلٰكِنْ اَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ اللّٰهَ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلٰٓئِكَةَ، اخرجه ابن ابی شیبة واحمد ومسلم والترمذی والنسائی کذا فی الدر والمشکوٰۃ،

(۹) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لیگئے اور دریافت فرمایا کہ کس بات نے تم لوگوں کو یہاں بٹھایا ہے عرض کیا کہ اللہ جل شانہٗ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس بات پر اس کی حمد و ثنا کر رہے ہیں کہ اس نے ہم لوگوں کو اسلام کی دولت سے نوازا، یہ اللہ کا بڑا ہی احسان ہم پر ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا خدا کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو، صحابہؓ نے عرض کیا خدا کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بدگمانی کی وجہ سے میں نے تم لوگوں کو قسم نہیں دی بلکہ جبرئیلؑ میرے پاس آئے تھے، اور یہ خبر سنا گئے کہ اللہ جل شانہٗ تم لوگوں کی وجہ سے ملائکہ پر فخر فرما رہے ہیں"

فائدہ: یعنی میں نے جو قسم دیکر پوچھا اس سے مقصود اہتمام اور تاکید تھی کہ ممکن ہے کوئی اور خاص بات بھی اس کے علاوہ ہو اور وہ بات اللہ جل شانہٗ کے فخر کا سبب ہو، اب معلوم ہو گیا کہ صرف یہ تذکرہ ہی سبب فخر ہے، کس قدر خوش قسمت تھے وہ لوگ جن کی عبادتیں مقبول تھیں اور انکی حمد و ثنا پر حق تعالیٰ شانہٗ کے فخر کی خوش خبری انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے دنیا ہی میں معلوم ہو جاتی تھی، اور کیوں نہ ہوتا کہ ان حضرات کے کارنامے اسی کے مستحق تھے، اُنکے کارناموں کا مختصر تذکرہ میں اپنے رسالہ "حکایات صحابہ" میں نمونہ کے طور پر لکھ چکا ہوں،

ملّا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ فخر کرنیکا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں سے

فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ لوگ باوجودیکہ نفس انکے ساتھ ہے، شیطان اُن پر مسلّط ہے، شہوتیں انمیں موجود ہیں، دنیا کی ضرورتیں اُنکے پیچھے لگی ہوئی ہیں، ان سب کے باوجود ان سب کے مقابلہ میں اللہ کے ذکر میں مشغول ہیں اور اتنی کثرت سے ہٹانیوالی چیزوں کے باوجود میرے ذکر سے نہیں ہٹتے، تمھارا ذکر و تسبیح اس لحاظ سے کہ تمھارے لئے کوئی مانع بھی انمیں سے نہیں ہے انکے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہے۔

(۱۰) عَنْ اَنَسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ قَوْمٍ اِجْتَمَعُوْا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ لَا یُرِیْدُوْنَ بِذٰلِکَ اِلَّا وَجْھَہٗ اِلَّا نَادَاھُمْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا لَّکُمْ قَدْ بُدِّلَتْ سَیِّاٰتُکُمْ حَسَنَاتٍ راخرجہ احمد والبزار وابو یعلی والطبرانی واخرجہ الطبرانی عن سہل بن حنظلۃ ایضًا واخرجہ البیہقی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ وزاد وَمَا مِنْ قَوْمٍ اِجْتَمَعُوْا فِیْ مَجْلِسٍ فَتَفَرَّقُوْا وَلَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ اِلَّا کَانَ ذٰلِکَ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ، کذا فی الدر قال المنذری رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورواتہ محتج بھم فی الصّحیح وفی الباب عن ابی ھریرۃ عند احمد وابن حبان وغیرھما وصححہ الحاکم علی شرط مسلم وفی موضع وعلی شرط البخاری فی موضع اخری وعزا السیوطی فی الجامع حدیث سہل الی الطبرانی والبیہقی فی الشعب والضیاء ورقم لہ بالحسن فی الباب روایات ذکرھا فی مجمع الزوائد،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بھی لوگ اللہ کے ذکر کیلئے مجتمع ہوں اور ان کا مقصود صرف اللہ ہی کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیئے گئے اور تمھاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں"۔ دوسری حدیث میں ہے اس کے بالمقابل جو اجتماع ایسا ہو کہ اس میں اللہ پاک کا ذکر کوئی ہو ہی نہیں تو یہ اجتماع قیامت کے دن حسرت و افسوس کا سبب ہو گا"۔

فائدہ: یعنی اس اجتماع کی بے برکتی اور اضاعت پر حسرت ہو گی اور کیا بعید ہے کہ وبال کا سبب کسی وجہ سے بن جائے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ ہو اس مجلس والے ایسے ہیں

جیسے مرے ہوئے گدھے پر سے اٹھے ہوں، ایک حدیث میں آیا ہے کہ مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کے اختتام پر یہ دعا پڑھ لے، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ، ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو بھی مجلس ایسی ہو جس میں اللہ کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ ہو وہ مجلس قیامت کے دن حسرت اور نقصان کا سبب ہوگی، پھر حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے چاہے مغفرت فرمادیں چاہے مطالبہ اور عذاب فرماویں، ایک حدیث میں ہے کہ مجلسوں کا حق ادا کیا کرو اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا ذکر ان میں کثرت سے کرو، راہ گیروں کو (بوقت ضرورت) راستہ بتاؤ اور (نا جائز چیز سامنے آجائے تو) آنکھیں بند کرلو (یا نیچی کرلو کہ اس پر نگاہ نہ پڑے)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کا ثواب بہت بڑی ترازو میں تُلے (یعنی ثواب بہت زیادہ مقدار میں ہو، کہ وہی بڑی ترازو میں تُلے گا معمولی چیز تو بڑی ترازو کے پاسنگ میں آجائیگی) اس کو چاہئے کہ مجلس کے ختم پر یہ دعا پڑھا کرے سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (حصن و ہامش) حدیث بالا میں برائیوں کے نیکیوں سے بدل دینے کی بشارت بھی ہے، قرآن پاک میں بھی سورۂ فرقان کے ختم پر مومنین کی چند صفات ذکر فرمانے کے بعد ارشاد ہے فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ (پس یہی لوگ ہیں جن کی برائیوں کو حق تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں) اس آیت شریفہ کے متعلق علمائے تفسیر کے چند اقوال ہیں:-

ایک یہ کہ سیئات معاف فرمادی جائیں گی اور حسنات باقی رہ جائیں گی گویا یہ بھی تبدیل ہے کہ سیئہ کوئی باقی نہیں رہی، دوسرے یہ کہ ان لوگوں کو بجائے بُرے اعمال کرنے کے نیک اعمال کی توفیق حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں نصیب ہوگی، جیسا کہ بولتے ہیں گرمی کے بجائے سردی ہوگئی، تیسرے یہ کہ اُنکی عادتوں کا تعلق بجائے بُری چیزوں کے اچھی چیزوں کے ساتھ وابستہ ہو جاتا ہے، اس کی توضیح یہ ہے کہ آدمی کی عادتیں طبعی ہوتی ہیں جو بدلتی نہیں اسی وجہ سے ضرب المثل ہے "جبل گردد جبلّت نہ گردد" اور یہ مثل بھی ایک حدیث

سے ماخوذ ہی جس میں ارشاد ہے کہ اگر تم سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا اور دوسری جگہ چلا گیا تو اس کی تصدیق کر لو لیکن اگر سنو کہ طبیعت بدل گئی تو اس کی تصدیق نہ کرو، گویا حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ عادات کا زائل ہونا پہاڑ کے زائل ہونے سے بھی زیادہ مشکل ہی، اس کے بعد پھر اشکال ہوتا ہے کہ صوفیہ اور مشائخ جو عادات کی اصلاح کرتے ہیں اس کا کیا مطلب ہوگا اس کا جواب یہ ہی کہ عادتیں نہیں بدلتیں بلکہ ان کا تعلق بدل جاتا ہی، مثلاً ایک شخص کے مزاج میں غصہ ہی وہ مشائخ کی اصلاح اور مجاہدوں سے ایسا ہو جائے کہ غصہ بالکل نہ رہے، یہ تو دشوار ہی ہاں اس غصہ کا تعلق پہلے سے جن چیزوں کیساتھ تھا مثلاً بے جا ظلم و تکبر وغیرہ اب بجائے اُن کے اللہ کی نافرمانیوں پر اس کے احکام کی خلاف ورزی وغیرہ وغیرہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، وہی حضرت عمرؓ جو ایک زمانہ میں مسلمانوں کی ایذاء رسانی میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتے تھے ایمان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے کفار و فساق پر اُسی طرح ٹوٹتے تھے، اسی طرح اور اخلاق کا بھی حال ہے، اس توضیح کے بعد اب مطلب یہ ہوا کہ حق تعالیٰ شانہٗ ایسے لوگوں کے اخلاق کا تعلق بجائے مَعاصی کے حسنات سے فرما دیتے ہیں،

چوتھے یہ کہ حق تعالیٰ شانہٗ ان کو اپنی بُرائیوں پر توبہ کی توفیق عطا فرماتے ہیں جس کی وجہ سے پُرانے سے پُرانے گناہ یاد آکر ندامت اور توبہ کا سبب ہوتا ہے، اور ہر گناہ کے بدلے ایک توبہ جو عبادت ہی اور نیکی ہی ثبت ہو جاتی ہے، پانچویں یہ ہی کہ مولائے کریم کو کسی کی کوئی ادا پسند ہو اور اس کو اپنے فضل سے بُرائیوں کے برابر نیکیاں دے تو کسی کے باپ کا کیا اجارہ ہی، وہ مالک ہی، بادشاہ ہے قدرت والا ہی، اس کی رحمت کی وسعت کا کیا کہنا اسکی مغفرت کا دروازہ کون بند کر سکتا ہے، اس کی عطا کون روک سکتا ہے، جو دے رہا ہے وہ اپنی ہی ملک سے دیتا ہی اس کو اپنی قدرت کے مظاہر بھی دکھانا ہیں اپنی مغفرت کے کرشمے بھی اسی دن ظاہر کرنا ہیں،

احادیث میں محشر کا نظارہ اور حساب کی جانچ مختلف طریقوں سے وارد ہوئی ہی، جکو بہجۃ النفوس نے مختصر طور پر ذکر کیا ہے، اور لکھا ہے کہ حساب چند انواع پر منقسم ہوگا ایک نوع یہ ہوگی کہ بعض بندوں سے نہایت مخفی رحمت کے پردہ میں محاسبہ ہوگا

اور انکے گناہ انکو گنوائے جائیں گے اور کہا جائیگا کہ تو نے فلاں وقت یہ گناہ کیا فلاں وقت ایسا کیا اور اس کو اقرار کئے بغیر چارہ کار نہ ہوگا حتّٰی کہ وہ گناہوں کی کثرت سے یہ سمجھےگا کہ میں ہلاک ہو گیا تو ارشاد ہوگا کہ ہم نے دنیا میں بھی تجھ پر ستاری کی، آج بھی ستاری کرتے ہیں اور معاف کرتے ہیں چنانچہ جب یہ شخص اور اس جیسا جو ہوگا وہ حساب کے مقام سے واپس جائیگا تو لوگ دیکھ کر کہیں گے کہ یہ کیسا مبارک بندہ ہے کہ اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں اس لئے کہ انکو اس کے گناہوں کی خبر ہی نہ ہوئی، اسی طرح ایک نوع ایسی ہوگی کہ اُن کے لئے چھوٹے بڑے گناہ ہوں گے، اس کے بعد ارشاد ہوگا کہ اچھا اُن کے چھوٹے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دو تو وہ جلدی سے کہیں گے کہ ابھی اور بھی گناہ ایسے ہیں جو یہاں ذکر نہیں کئے گئے، اسی طرح اور انواع کا ذکر کیا ہے، کہ کس کس طرح سے پیشی اور حساب ہوگا، حدیث میں ایک قصہ آتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جو سب سے اخیر میں جہنم سے نکالا جاوےگا اور سب سے اخیر میں جنت میں داخل کیا جائے گا، ایک شخص کو بلایا جائے گا اور فرشتوں سے کہا جاوےگا کہ اس کے بڑے بڑے گناہ تو ابھی ذکر نہ کئے جائیں چھوٹے چھوٹے گناہ اسکے سامنے پیش کئے جائیں اُن پر باز پرس کی جائے، چنانچہ یہ شروع ہو جائے گا، اور ایک ایک گناہ وقت کے حوالہ کیساتھ اسکو جتایا جائیگا وہ انکار کیسے کر سکتا ہے اقرار کرتا جائیگا، اتنے میں ارشاد ربانی ہوگا کہ اسکو ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی دیدی جاوے، تو وہ جلدی سے کہے گا کہ ابھی تو اور بھی بہت سے گناہ باقی ہیں ان کا تو ذکر ہی نہیں آیا، اس قصہ کو نقل فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہنسی آگئی،

اس قصہ میں اوّل تو جہنم میں سب سے اخیر میں نکلنا ہی کیا کم سزا ہے، دوسرے کیا معلوم کون خوش قسمت ایسا ہو سکتا ہے کہ جس کے گناہوں کی تبدیلی ہو، اس لئے اللہ پاک کی ذات سے اُمید کرتے ہوئے فضل کا مانگتے رہنا بندگی کی شان ہے، لیکن اس پر مطمئن ہونا جرأت ہے، البتہ سیئات کو حسنات سے بدلنے کا سبب اخلاص سے مجالس ذکر میں حاضری حدیث بالا سے معلوم ہوتی ہے، لیکن اخلاص بھی اللہ ہی کی عطا سے ہو سکتا ہے،

ایک ضروری بات یہ ہے کہ جہنّم سے اخیر میں نکلنے والے کے بارے میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں لیکن انمیں کوئی اشکال نہیں، ایک معتدبہ جماعت اگر نکلے بھی تو ہر شخص اخیر میں نکلنے والا ہے اور جو قریب اخیر کے نکلے وہ بھی اخیر ہی کہلاتا ہے، نیز خاص خاص جماعت کا اخیر بھی مراد ہوسکتا ہے، اس حدیث میں اہم مسئلہ اخلاص کا ہے اور اخلاص کی قید اور بھی بہت سی احادیث میں اس رسالہ میں نظر سے گذریگی، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اخلاص ہی کی قدر ہے جس درجہ کا اخلاص ہوگا اسی درجہ کی عمل کی قیمت ہوگی، صوفیہ کے نزدیک اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ قال اور حال برابر ہوں" ایک حدیث میں آئندہ آرہا ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ گناہوں سے روکدے،

بہجۃ النفوس میں لکھا ہے ایک بادشاہ کے لئے جو نہایت ہی جابر اور متشدّد تھا، ایک جہاز میں شراب لائی جارہی تھی، ایک صاحب کا اس جہاز پر گذر ہوا اور جس قدر ٹھلیاں شراب سے بھری ہوئی تھیں سب ہی توڑ دیں ایک چھوڑ دی، کسی شخص کی ہمت انکو روکنے کی نہ پڑی، لیکن اس پر حیرت تھی کہ اس بادشاہ کے تشدّد کا مقابلہ بھی کوئی نہیں کرسکتا تھا، پھر اس نے کس طرح جرأت کی، بادشاہ کو اطلاع دیگئی اس کو بھی تعجب ہوا اوّلاً اس بات پر کہ اس کے مال پر کس طرح ایک معمولی آدمی نے جرأت کی، اور پھر اس پر یہ کہ ایک مٹکی کیوں چھوڑ دی، اُن صاحب کو بُلایا گیا پوچھا کہ یہ کیوں کیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ میرے دل میں اس کا تقاضا ہوا اس لئے ایسا کیا، تمھارا جو دل چاہے سزا دیدو، اس نے پوچھا کہ یہ ایک کیوں چھوڑی، انھوں نے کہا کہ مجھے اوّلاً اسلامی غیرت کا تقاضا تھا اس لئے میں نے توڑیں مگر جب ایک ہی تو میرے دل میں ایک خوشی سی پیدا ہوئی کہ میں نے ایک ناجائز کام کو مٹادیا تو مجھے اس کے توڑنے میں یہ شبہ ہوا کہ یہ حظِّ نفس دل کی خوشی کی وجہ سے ہے اس لئے ایک کو چھوڑ دیا، بادشاہ نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو یہ مجبور تھا،

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو ہر وقت عبادت میں مشغول رہتا تھا، ایک جماعت اس کے پاس آئی اور کہا کہ یہاں ایک قوم ہے جو ایک

درخت کو پوجتی ہے، یہ سنکر اس کو غصہ آیا اور کلہاڑا کندھے پر رکھ کر اس کو کاٹنے کیلئے چل دیا، راستہ میں شیطان ایک پیر مرد کی صورت میں ملا عابد سے پوچھا کہاں جارہے ہو، اس نے کہا فلاں درخت کاٹنے جاتا ہوں، شیطان نے کہا تمہیں اس درخت سے کیا واسطہ تم اپنی عبادت میں مشغول رہو تم نے اپنی عبادت کو ایک مہمل کام کیواسطے چھوڑ دیا، عابد نے کہا یہ بھی عبادت ہے، شیطان نے کہا کہ میں نہیں کاٹنے دوں گا، دونوں میں مقابلہ ہوا وہ عابد اس کے سینہ پر چڑھ گیا، شیطان نے اپنے کو عاجز دیکھ کر خوشامد کی اور کہا اچھا ایک بات سُن لے، عابد نے اس کو چھوڑ دیا، شیطان نے کہا اللہ نے تجھ پر اس کو فرض تو کیا نہیں، تیرا اس سے کوئی نقصان نہیں تو اس کی پرستش نہیں کرتا، اللہ کے بہت سے نبی ہیں، اگر وہ چاہتا تو کسی نبی کے ذریعہ سے اس کو کٹوا دیتا، عابد نے کہا میں ضرور کاٹوں گا، پھر مقابلہ ہوا وہ عابد پھر اُس کے سینہ پر چڑھ گیا، شیطان نے کہا اچھا سُن، ایک فیصلہ والی بات تیرے نفع کی کہوں، اس نے کہا کہہ، شیطان نے کہا تو غریب ہے دنیا پر بوجھ بنا ہوا ہے تو اس کام سے باز آ میں تجھے روزانہ تین دینار (اشرفی) دیا کروں گا جو روزانہ تیرے سرہانے رکھے ہوئے ملا کریں گے، تیری بھی ضرورتیں پوری ہو جائیں گی اپنے اعزہ پر بھی احسان کر سکے گا، فقیروں کی مدد کر سکے گا، اور بہت سے ثواب کے کام کر سکے گا، اس میں ایک ہی ثواب ہوگا، اور وہ بھی بیکار، کہ وہ لوگ پھر دوسرا لگالیں گے، عابد کی سمجھ میں آگیا، قبول کرلیا، دو دن تو وہ ملے تیسرے دن سے ندارد، عابد کو غصہ آیا اور کلہاڑی لیکر پھر چلا، راستہ میں وہ بوڑھا ملا پوچھا کہ کہاں جارہا ہے؟ عابد نے بتایا کہ اسی درخت کو کاٹنے جارہا ہوں، بوڑھے نے کہا کہ تو اس کو نہیں کاٹ سکتا، دونوں میں جھگڑا ہوا وہ بوڑھا غالب آگیا اور عابد کے سینہ پر چڑھ گیا، عابد کو بڑا تعجب ہوا اس سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ تو اس مرتبہ غالب ہوگیا، اس بوڑھے نے کہا کہ پہلی مرتبہ تیرا غصہ اللہ کے واسطے تھا، اس لئے اللہ جل شانہ نے مجھے مغلوب کردیا تھا، اس مرتبہ اس میں دیناروں کا دخل تھا اس لئے تو مغلوب ہوا، حق یہ ہے کہ جو کام خالص اللہ کیواسطے کیا جاتا ہے اس میں بڑی قوت ہوتی ہے،

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ (۱۱) "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ اٰدَمِیٌّ عَمَلًا اَنْجٰی لَہٗ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْ ذِکْرِ

کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذابِ قبر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں۔

اللّٰہِ (اخرجہ احمد کذا فی الدر والی احمد عزاہ فی الجامع الصغیر بلفظ انجی لہ من عذاب اللہ ورقم لہ بالصحۃ وفی مجمع الزوائد رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح الا ان زیاداً لم یدرک معاذاً ثم ذکرہ بطریق اٰخر فقال رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح قلت وفی المشکوٰۃ عنہ موقوفا بلفظ مَا عَمِلَ الْعَبْدُ عَمَلًا اَنْجٰی لَہٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وقال رواہ مالک والترمذی وابن ماجۃ اھ قلت ھکذا رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد واقرہ علیہ الذھبی وفی المشکوٰۃ بروایۃ البیھقی فی الدعوات عن ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعا بمعناہ قال القاری رواہ ابن ابی شیبۃ وابن ابی الدنیا وذکرہ فی الجامع الصغیر بروایۃ البیھقی فی الشعب ورقم لہ بالضعف وزاد فی اولہ لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃٌ وَصِقَالَۃُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ وفی مجمع الزوائد بروایۃ جابر مرفوعاً نحوہ وقال رواہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط ورجالھما رجال الصحیح اھ)

فائدہ: عذابِ قبر کتنی سخت چیز ہے، اس سے وہی لوگ واقف ہیں جن کے سامنے وہ احادیث ہیں جو عذابِ قبر کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر تشریف لیجاتے تو اس قدر روتے کہ ڈاڑھی مبارک تر ہوجاتی، کسی نے پوچھا کہ آپ جنت کے دوزخ کے ذکر سے ایسا نہیں روتے جیسا کہ قبر کے سامنے آجانے سے روتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے، جو شخص اس سے نجات پالے بعد کی سب منزلیں اس پر سہل ہوجاتی ہیں، اور جو اس سے نجات نہ پائے بعد کی منزلیں دشوار ہی ہوتی جاتی ہیں، پھر آپ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد سُنایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے کوئی منظر قبر سے زیادہ گھبراہٹ والا نہیں دیکھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد عذابِ قبر سے پناہ مانگتے تھے، حضرت زید رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم ڈر اور خوف کی وجہ سے مُردوں کو دفن

کرنا چھوڑ دو گے ورنہ میں اس کی دعا کرتا کہ اللہ جلّ شانہٗ تمہیں بھی عذابِ قبر سنا دے آدمیوں اور جنّات کے سوا اور جان دار عذابِ قبر کو سنتے ہیں،

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ سفر میں تشریف لیجا رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بدکنے لگی، کسی نے پوچھا حضورؐ کی اونٹنی کو کیا ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی کو قبر کا عذاب ہو رہا ہے اس کی آواز سے بدکنے لگی، ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے، تو چند آدمیوں کو دیکھا کہ کھِل کھِلا کر ہنس رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر موت کو اکثر یاد کیا کرو تو یہ بات نہ ہو، کوئی دن قبر پر ایسا نہیں گزرتا جس میں وہ یہ اعلان نہیں کرتی کہ میں غربت کا گھر ہوں، تنہائی کا گھر ہوں، کیڑوں اور جانوروں کا گھر ہوں، جب کوئی مؤمن (کامل ایمان والا) دفن ہوتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے تیرا آنا مبارک ہے تو نے بہت ہی اچھا کیا کہ آگیا جتنے لوگ میری پشت پر (یعنی زمین پر) چلتے تھے تو اُن سب میں مجھے بہت محبوب تھا، آج تو میرے سپرد ہوا، تو میرا حُسنِ سلوک بھی دیکھیگا اس کے بعد وہ اس قدر وسیع ہو جاتی ہے کہ منتہائے نظر تک کھُل جاتی ہے اور جنّت کا ایک دروازہ اس میں کھُل جاتا ہے جس سے وہاں کی ہوائیں خوشبوئیں وغیرہ پہنچتی رہتی ہیں، اور جب کافر یا فاجر دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے کہ تیرا آنا منحوس اور نامبارک ہے، کیا ضرورت تھی تیرے آنے کی، جتنے آدمی میری پشت پر چلتے تھے سب میں زیادہ بغض مجھے تجھ سے تھا، آج تو میرے حوالہ ہوا تو میرا معاملہ بھی دیکھے گا، اس کے بعد اس کو اس قدر زور سے بھینچتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسری میں گھُس جاتی ہیں، جس طرح ہاتھ میں ہاتھ ڈالنے سے انگلیاں ایک دوسری میں گھُس جاتی ہیں، اس کے بعد نوّے ۹۰ یا ننانوے ۹۹ اژدھے اُس پر مسلّط ہو جاتے ہیں جو اس کو نوچتے رہتے ہیں، اور قیامت تک یہی ہوتا رہے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر ایک اژدہا بھی ان میں سے زمین پر پھُنکار مار دے تو قیامت تک زمین میں گھاس نہ اُگے، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ قبر یا جنّت کا ایک باغ ہی یا جہنّم کا ایک گڑھا، ایک حدیث میں ہی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گزر ہوا ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے ایک کو چغل خوری کے جرم میں، دوسرے کو پیشاب کی احتیاط نہ کرنے میں (کہ بدن کو اس سے بچاتا نہ تھا) ہمارے کتنے مہذب لوگ ہیں جو استنجے کو عیب سمجھتے ہیں اس کا مذاق اُڑاتے ہیں، علماء نے پیشاب سے نہ بچنا گناہ کبیرہ بتایا ہے، ابن حجر مکیؒ نے لکھا ہے کہ صحیح روایت میں آیا ہے کہ اکثر عذابِ قبر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے،

ایک حدیث میں آیا ہے کہ قبر میں سب سے پہلے مطالبہ پیشاب کا ہوتا ہی بالجملہ عذاب قبر نہایت سخت چیز ہے، اور جیسا کہ اس کے ہونے میں بعض گناہوں کو خاص دخل ہی اسی طرح اس سے بچنے میں بھی بعض عبادات کو خصوصی شرافت حاصل ہی چنانچہ متعدد احادیث میں وارد ہی کہ سورۂ تبارک الذی کا ہر رات کو پڑھتے رہنا عذابِ قبر سے نجات کا سبب ہے اور عذابِ جہنّم سے بھی حفاظت کا سبب ہے اور اللہ کے ذکر کے بارے میں تو حدیث بالا ہے ہی،

(۱۲) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَبْعَثَنَّ اللّٰہُ اَقْوَامًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْ وُجُوْھِھِمُ النُّوْرُ عَلٰی مَنَابِرِ اللُّؤْلُؤِ یَغْبِطُھُمُ النَّاسُ لَیْسُوْا بِاَنْبِیَاءَ وَلَا شُھَدَاءَ فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ حَلِّھِمْ لَنَا نَعْرِفْھُمْ قَالَ ھُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ مِنْ قَبَائِلَ شَتّٰی یَجْتَمِعُوْنَ عَلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ یَذْکُرُوْنَہٗ۔ اخرجه الطبرانی باسناد حسن کذا فی الدر ومجمع الزوائد والترغیب للمنذری وذکر الصالحہ متابعۃ بروایۃ عمرو ابن عبسۃ عند الطبرانی مرفوعا قال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ جل شانہ بعضی قوموں کا حشر ایسی طرح فرمائیں گے کہ انکے چہروں میں نور چمکتا ہوا ہوگا وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے، لوگ اُنپر رشک کرتے ہوں گے وہ انبیاء اور شہداء نہیں ہوں گے، کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کا حال بیان کر دیجئے کہ ہم انکو پہچان لیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی محبّت میں مختلف جگہوں سے مختلف خاندانوں سے آکر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور

المنذری واسنادہ مقارب لاباس بہ ورقم بحدیث عمرو ابن عبسۃ فی الجامع الصغیر بالحسن وفی مجمع الزوائد رجالہ موثقون وفی مجمع الزوائد بمعنی ھذا الحدیث مطولا وفیہ حلھم لنا یعنی صفھم لنا شکلھم لنا فسر وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول الاعرابی الحدیث قال رواہ احمد والطبرانی بنحوہ ورجالہ وثقوا قلت وفی الباب عن ابی ھریرۃ رض عند البیھقی فی الشعب ان

اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں، دوسری حدیث میں ہے کہ جنت میں یاقوت کے ستون ہوں گے جن پر زبرجد (زمرّد) کے بالاخانے ہوں گے انمیں چاروں طرف دروازے کھلے ہوں گے جیسے کہ نہایت روشن ستارہ چمکتا ہے، ان بالاخانوں میں وہ لوگ رہیں گے، جو اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کیواسطے ایک جگہ اکٹھے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کیواسطے آپس میں ملتے جلتے ہوں۔"

فِی الْجَنَّةِ لَعُمُدًا مِّنْ یَاقُوْتٍ عَلَیْھَا غُرَفٌ مِّنْ زَبَرْجَدٍ لَّھَا اَبْوَابٌ مُّفَتَّحَةٌ تُضِیْءُ کَمَا یُضِیْءُ الْکَوْکَبُ الدُّرِّیُّ یَسْکُنُھَا الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْمُتَجَالِسُوْنَ فِی اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْمُتَلَاقُوْنَ فِی اللّٰہِ کذا فی الجامع الصغیر ورقم لہ بالضعف وذکر فی مجمع الزوائد لہ شواھد کذا فی المشکوۃ،

فائدہ: اس میں اطباء کا اختلاف ہے کہ زبرجد اور زمرد ایک ہی پتھر کے دو نام ہیں یا ایک پتھر کی دو قسمیں ہیں یا ایک ہی نوع کے دو پتھر ہیں، بہرحال یہ ایک پتھر ہوتا ہے جو نہایت ہی روشن اور چمکدار ہوتا ہے، اس کے پنے بنتے ہیں جو بازار میں چمکدار کاغذ کی طرح سے بکتے ہیں، آج خانقاہوں کے بیٹھنے والوں پر ہر طرح الزام ہے، ہر طرف سے فقرے کسے جاتے ہیں، آج انھیں جتنا دل چاہے برا بھلا کہہ لیں، کل جب آنکھ کھلے گی اس وقت حقیقت معلوم ہوگی کہ یہ بوریوں پر بیٹھنے والے کیا کچھ کما کر لیگئے، جب وہ ان منبروں اور بالاخانوں پر ہوں گے اور یہ ہنسنے والے اور گالیاں دینے والے کیا کما کر لے گئے ؎

فَسَوْفَ تَرٰی اِذَا انْکَشَفَ الْغُبَارُ ؁ اَفَرَسٌ تَحْتَ رِجْلِکَ اَمْ حِمَارٌ

"عنقریب جب غبار ہٹ جائیگا تو معلوم ہوگا کہ گھوڑے پر سوار تھے یا گدھے پر۔"،

ان خانقاہوں کی اللہ کے یہاں کیا قدر رہی جن پر آج چاروں طرف سے گالیاں پڑتی ہیں یہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے جن میں ان کی فضیلتیں ذکر کی گئی ہیں، ایک حدیث میں وارد ہے کہ جس گھر میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہو وہ آسمان والوں کے لئے ایسا چمکتا ہے جیسے زمین والوں کیلئے ستارے چمکتے ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ ذکر کی مجالس پر جو سکینہ (ایک خاص نعمت) نازل ہوتی ہے فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں، رحمتِ الٰہی ان کو ڈھانک لیتی ہے، اور اللہ جل جلالہٗ عرش پر ان کا ذکر فرماتے ہیں، ابو رزین ایک صحابی ہیں وہ کہتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے دین کی تقویت کی چیز بتاؤں جس سے تو دونوں جہان کی بھلائی کو پہنچے وہ اللہ کا ذکر کرنیوالوں کی مجلسیں ہیں انکو مضبوط پکڑ اور جب تو تنہا ہوا کرے توجتنی بھی قدرت ہو اللہ کا ذکر کرتا رہ، حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آسمان والے اُن گھروں کو جن میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، ایسے چمکدار دیکھتے ہیں جیساکہ زمین والے ستاروں کو چمکدار دیکھتے ہیں، یہ گھر جن میں اللہ کا ذکر ہوتا ہو ایسے روشن اور منور ہوتے ہیں کہ اپنے نور کی وجہ سے ستاروں کی طرح چمکتے ہیں، اور جن کو اللہ جل شانہٗ نور کے دیکھنے کی آنکھیں عطا فرماتے ہیں وہ یہاں بھی اُنکی چمک دیکھ لیتے ہیں، بہت سے اللہ کے بندے ایسے ہیں جو بزرگوں کا نور انکے گھروں کا نور اپنی آنکھوں سے چمکتا ہوا دیکھتے ہیں، چنانچہ حضرت فضیل بن عیاض جو مشہور بزرگ ہیں فرماتے ہیں کہ جن گھروں میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہ آسمان والوں کے نزدیک ایسا چمکتے ہیں جیساکہ چراغ، شیخ عبدالعزیز دباغ ابھی قریب ہی زمانہ میں ایک بزرگ گذرے ہیں جو بالکل اُمّی تھے، مگر قرآن شریف کی آیت، حدیث قدسی، حدیث نبویؐ اور موضوع حدیث کو علیحدہ علیحدہ بتا دیتے تھے، اور کہتے تھے کہ متکلم کی زبان سے جب لفظ نکلتے ہیں تو ان الفاظ کے نور سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کس کا کلام ہے، کہ اللہ پاک کے کلام کا نور علیحدہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا نور دوسرا ہے، اور دوسرے کلاموں میں دونوں نور نہیں ہوتے،

تذکرۃ الخلیل یعنی سوانح حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ میں بروایت مولانا ظفر احمد صاحب لکھا ہے کہ حضرتؒ کے پانچویں حج میں جس وقت حضرتؒ

مسجد حرام میں طوافِ قدوم کیلئے تشریف لائے تو احقر مولانا محب الدین صاحب رحؒ (جو اعلیحضرت مولانا الحاج امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہٗ کے خاص خلفاء میں تھے اور صاحبِ کشف مشہور تھے) کے پاس بیٹھا تھا مولانا اس وقت درود شریف کی کتاب کھولے ہوئے اپنا ورد پڑھ رہے تھے کہ دفعۃً میری طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے اس وقت حرم میں کون آگیا کہ دفعۃً سارا حرم انوار سے بھر گیا، میں خاموش رہا کہ اتنے میں حضرتؒ طواف سے فارغ ہو کر مولانا کے پاس کو گزرے مولانا کھڑے ہو گئے اور ہنسکر فرمایا کہ میں بھی تو کہوں آج حرم میں کون آگیا، مجالس ذکر کی فضیلت مختلف عنوانات سے بہت سی احادیث میں وارد ہوئی ہے، ایک حدیث میں وارد ہے کہ افضل ترین رباط نماز ہے اور ذکر کی مجالس، رباط کہتے ہیں دار الاسلام کی سرحد کی حفاظت کرنے کو، تاکہ کفار اس طرف سے حملہ نہ کریں،

(۱۳) عَنْ اَنَسٍ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالَ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ. (اخرجه احمد والترمذى وحسنه

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جنت کے باغوں پر گذرو تو خوب چرو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں، ارشاد فرمایا کہ ذکر کے حلقے"

وذكره فى المشكوٰة برواية الترمذى وزاد فى الجامع الصغير والبيهقى فى الشعب ورقم له بالصحة وفى اللباب عن جابرؓ عند ابن ابى الدنيا والبزار وابى يعلى والحاكم وصححه والبيهقى فى الدعوات كذا فى الدر وفى الجامع الصغير برواية الطبرانى عن ابن عباسؓ بلفظ مجالس العلم وبرواية الترمذى عن ابى هريرةؓ بلفظ المساجد محل حلق الذكر وزاد الرتع سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ کسی خوش قسمت کی ان مجالس اور ان حلقوں تک رسائی ہو جائے تو اس کو بہت زیادہ غنیمت سمجھنا چاہئے کہ یہ دنیا ہی میں جنت کے باغ ہیں اور "خوب چرو" سے اس طرف اشارہ فرمایا کہ جیسے جانور جب کسی سبزہ زار یا کسی باغ میں چرنے لگتا ہے تو معمولی سے ہٹانے سے بھی نہیں ہٹتا، بلکہ مالک کے ڈنڈے وغیرہ بھی کھاتا ہے لیکن ادھر

سے مُنہ نہیں موڑتا اسی طرح ذکر کرنیوالے کو بھی دنیاوی تفکرات اور موانع کی وجہ ادھر سے مُنہ نہ موڑنا چاہیئے، اور جنّت کے باغ اس لئے فرمایا ہو کہ جیساکہ جنّت میں کسی قسم کی آفت نہیں ہوتی، اسی طرح یہ مجالس بھی آفات سے محفوظ رہتی ہیں، ایک حدیث میں آیا ہو کہ اللہ کا ذکر دلوں کی شفا ہو، یعنی دل میں جس قسم کے امراض پیدا ہوتے ہیں تکبر حسد، کینہ وغیرہ سب ہی امراض کا علاج ہے، صاحبِ "الفوائد فی الصّلوٰۃ والعوائد" نے لکھاہے کہ آدمی ذکر پر مداومت سے تمام آفتوں سے محفوظ رہتاہے، اور صحیح حدیث میں آیاہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں تمہیں ذکر اللہ کی کثرت کا حکم کرتا ہوں، اور اس کی مثال ایسی ہی جیسے کسی شخص کے پیچھے کوئی دشمن لگ جائے اور وہ اس سے بھاگ کر کسی قلعہ میں محفوظ ہوجائے اور ذکر کرنیوالا اللہ جل شانہٗ کا ہمنشین ہوتاہو اور اس سے بڑھ کر اور کیا فائدہ ہوگا کہ وہ مالک الملک کا ہمنشین ہوجائے اس کے علاوہ اس سے شرحِ صدر ہوجاتا ہے، دل منوّر ہوجاتاہے، اس کے دل کی سختی دور ہوجاتی ہے، اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ظاہری اور باطنی منافع ہوتے ہیں جن کو بعض علماء نے سوَ تک شمار کیا ہے، انتہیٰ،

حضرت ابو امامہؓ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے خواب میں دیکھا کہ جب بھی آپ اندر جاتے ہیں یا باہر آتے ہیں یا کھڑے ہوتے ہیں یا بیٹھتے ہیں تو فرشتے آپکے لئے دعا کرتے ہیں، ابو امامہؓ نے فرمایا اگر تمھارا دل چاہے تو تمھارے لئے بھی وہ دعا کرسکتے ہیں، پھر یہ آیت پڑھی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا تک گویا اس طرف اشارہ ہو کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت اور ملائکہ کی دعا، تمھارے ذکر پر متفرع ہے، جتنا تم ذکر کروگے اُتنا ہی اُدھر سے ذکر ہوگا،

(۱۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَجِزَ مِنْكُمْ عَنِ اللَّيْلِ اَنْ يُّكَابِدَهٗ وَبَخِلَ بِالْمَالِ اَنْ يُّنْفِقَهٗ وَجَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ اَنْ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو کہ جو تم میں سے عاجز ہو راتوں کو محنت کرنے سے اور بخل کی وجہ سے مال بھی خرچ نہ کیا جاتا ہو (یعنی نفلی صدقات) اور بزدلی کی وجہ سے

يَّجَاهِدَهٗ فَلْيُكْثِرْ ذِكْرَ اللّٰهِ، | جہاد میں بھی شرکت نہ کرسکتا ہو اس کو چاہیے
رواہ الطبرانی والبیہقی والبزار واللفظ | کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے "

له وفی سنده ابویحیی القتات وبقیة محتج بھم فی الصحیح کذا فی الترغیب قلت ھو من رواۃ البخاری فی الادب المفرد والترمذی وابی داؤد وابن ماجة وثقه ابن معین وضعفه اٰخرون وفی التقریب لین الحدیث وفی مجمع الزوائد رواه البزار والطبرانی وفیه القتات قد وثق وضعفه الجمهور وبقیة رجال البزار رجال الصحیح،

فائدہ: یعنی ہر قسم کی کوتاہی جو عباداتِ نفلیہ میں ہوتی ہے اللہ کے ذکر کی کثرت اس کی تلافی کرسکتی ہے، حضرت انس رضؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ اللہ کا ذکر ایمان کی علامت ہی اور نفاق سے برات ہی اور شیطان سے حفاظت ہے اور جہنم کی آگ سے بچاؤ ہی، اور انہی منافع کی وجہ سے اللہ کا ذکر بہت سی عبادتوں سے افضل قرار دیا گیا ہی بالخصوص شیطان کے تسلط سے بچنے میں اس کو خاص دخل ہی ایک حدیث میں آیا ہے کہ شیطان گھٹنے جمائے ہوئے آدمی کے دل پر مسلط رہتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہی تو یہ عاجز و ذلیل ہو کر پیچھے ہٹ جاتا ہی آدمی غافل ہوتا ہے تو یہ وسوسے ڈالنے شروع کر دیتا ہی، اسی لئے صوفیۂ کرام ذکر کی کثرت کراتے ہیں، تاکہ قلب میں اس کے وساوس کی گنجائش نہ رہے اور وہ اتنا قوی ہو جائے کہ اس کا مقابلہ کرسکے، یہی راز ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے یہ قوتِ قلبیہ اعلیٰ درجہ پر حاصل تھی، تو انکو ضربیں لگانے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے جتنا بُعد ہوتا گیا اتنی ہی قلب کیلئے اس مقویِ قلب خمیرہ کی ضرورت بڑھتی گئی، اب قلوب اس درجہ ماؤف ہو چکے ہیں کہ بہت سے علاج سے بھی وہ درجۂ قوت کا تو حاصل نہیں ہوتا، لیکن جتنا بھی ہو جاتا ہی وہی بسا غنیمت ہی کہ وبائی مرض میں جس قدر بھی کمی ہو بہتر ہے،

ایک بزرگ کا قصہ نقل کیا ہے کہ انھوں نے اللہ جل شانہٗ سے دعا کی کہ شیطان کے وسوسہ ڈالنے کی صورت اُن پر منکشف ہو جائے کہ کس طرح ڈالتا ہے تو انھوں نے دیکھا کہ دل کے بائیں طرف مونڈھے کے پیچھے مچھر کی شکل سے بیٹھا ہے، ایک لمبی سی سونڈ منہ پر

ہے جس کو سوئی کی طرح سے دل کی طرف لیجاتا ہے اس کو ذاکر پاتا ہے تو جلدی سے اُس سونڈ کو کھینچ لیتا ہے، غافل پاتا ہے تو اس سُونڈ کے ذریعے سے وساوس اور گناہوں کا زہر انجکشن کے طریقہ سے دل میں بھرتا ہے، ایک حدیث میں یہ مضمون بھی آیا ہے کہ شیطان اپنی ناک کا اگلا حصہ آدمی کے دل پر رکھے ہوئے بیٹھا رہتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ذلت سے پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ غافل ہوتا ہے تو اس کے دل کو لقمہ بنا لیتا ہے،

(۱۵) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ، رواہ احمد و ابو یعلی و ابن حبان و الحاکم

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں، دوسری حدیث میں ہے کہ ایسا ذکر کرو کہ منافق لوگ تمہیں ریاکار کہنے لگیں"

فی صحیحہ وقال صحیح الاسناد وروی عن ابن عباس مرفوعا بلفظ اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ اِنَّکُمْ مُرَاؤُنَ رواہ الطبرانی ورواہ البیہقی عن ابی الجوزاء مرسلا کذا فی الترغیب و المقاصد الحسنۃ للسخاوی وھکذا فی الدر المنثور للسیوطی الا انہ عزا حدیث ابی الجوزاء الی عبد اللہ ابن احمد فی زوائد الزھد وعزاہ فی الجامع الصغیر الی سعید بن منصور فی سننہ والبیہقی فی الشعب ورقم لہ بالضعف وذکر فی الجامع الصغیر ایضا بروایۃ الطبرانی عن ابن عباس مسندا ورقم لہ بالضعف وعزا حدیث ابی سعید الی احمد و ابی یعلی فی مسندہ وابن حبان والحاکم والبیہقی فی الشعب ورقم لہ بالحسن،

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ منافقوں یا بیوقوفوں کے ریاکار کہنے یا مجنون کہنے سے ایسی بڑی دولت چھوڑنا نہ چاہیئے، بلکہ اس کثرت اور اہتمام سے کرنا چاہیئے کہ یہ لوگ تم کو پاگل سمجھ کر تمہارا پیچھا چھوڑ دیں، اور مجنون جب ہی کہا جائیگا جب نہایت کثرت سے اور زور سے ذکر کیا جائے، آہستہ میں یہ بات نہیں ہو سکتی، ابن کثیر نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے کوئی چیز بندوں پر ایسی فرض نہیں فرمائی جس کی کوئی حد مقرر نہ کر دی ہو، اور پھر اس کے عذر کو قبول نہ فرما لیا ہو،

بجز اللہ کے ذکر کے کہ نہ اُس کی کوئی حد مقرر فرمائی اور نہ عقل رہنے تک کسی کو معذور قرار دیا
چنانچہ ارشاد ہے اُذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيرًا اللہ جل شانہ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو) راتمیں
دن میں، جنگل میں، دریا میں، سفر میں حضر میں، فقر میں تونگری میں، بیماری میں صحت میں، آہستہ
اور پکار کر اور ہر حال میں، حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ سے قرآن پاک
کے ارشاد وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَّهُمَا میں منقول ہے کہ وہ سونے کی ایک تختی تھی جس میں سات سطریں
لکھی ہوئی تھیں جن کا ترجمہ یہ ہے (۱) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو موت کو جانتا ہو پھر بھی ہنسے،
(۲) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہے کہ دنیا آخر ایک دن ختم ہونے والی ہے پھر بھی اسمیں
رغبت کرے (۳) مجھے تعجب ہے اُس شخص پر جو یہ جانتا ہو کہ ہر چیز مقدر سے ہے پھر بھی کسی چیز کے
جاتے رہنے پر افسوس کرے (۴) مجھے تعجبّ ہے اس شخص پر جس کو آخرت میں حساب کا یقین ہو پھر
بھی مال جمع کرے (۵) مجھے تعجبّ ہے اُس شخص پر جس کو جہنم کی آگ کا علم ہو پھر بھی گناہ کرے
(۶) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اللہ کو جانتا ہو پھر بھی کسی اور چیز کا ذکر کرے (۷) مجھے تعجب
ہے اس شخص پر جس کو جنت کی خبر ہو پھر دنیا میں کسی چیز سے راحت پائے، بعض نسخوں میں یہ بھی
ہے کہ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو شیطان کو دشمن سمجھے پھر بھی اس کی اطاعت کرے،

حافظؒ نے حضرت جابرؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل کیا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ
مجھے اللہ کے ذکر کی اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ بغیر ذکر کے کوئی چیز نفع نہ دیگی

ان سب روایات سے یہ معلوم ہوا کہ ذکر کی جتنی بھی کثرت ممکن ہو دریغ نہ کرے، لوگوں کے
مجنون یا ریاکار کہنے کی وجہ سے اس کو چھوڑ دینا اپنا ہی نقصان کرنا ہے، صوفیہ نے لکھا ہے کہ یہ
بھی شیطان کا ایک دھوکہ ہے کہ اوّل وہ ذکر سے اس خیال سے روکتا ہے کہ لوگ دیکھیں گے، کوئی
دیکھے گا تو کیا کہے گا، وغیرہ وغیرہ، پھر شیطان کو روکنے کیلئے یہ ایک مستقل ذریعہ اور حیلہ مل جاتا ہے
اس لئے یہ تو ضروری ہے کہ دکھلانے کی نیت سے کوئی عمل نہ کرے، لیکن اگر کوئی دیکھ لے تو بلا سے
دیکھے اس وجہ سے چھوڑنا بھی نہ چاہئے، حضرت عبد اللہ ذو البجادینؓ ایک صحابی ہیں جو لڑکپن
میں یتیم ہو گئے تھے، چچا کے پاس رہتے تھے وہ بہت اچھی طرح رکھتا، گھر والوں سے چھپکر
مسلمان ہو گئے تھے، چچا کو خبر ہو گئی تو اس نے غصہ میں بالکل ننگا کر کے نکال دیا، ماں بھی

بیزار تھی لیکن پھر ماں تھی، ایک موٹی سی چادر ننگا دیکھ کر دیدی جس کو انھوں نے دو ٹکڑے کر کے ایک سے ستر ڈھکا دوسرا اوپر ڈال لیا، مدینہ طیبہ حاضر ہو گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پڑے رہا کرتے، اور بہت کثرت سے بلند آواز کے ساتھ ذکر کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا یہ شخص ریاکار ہے کہ اس طرح ذکر کرتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ یہ اوّابین میں ہے، غزوۂ تبوک میں انتقال ہوا صحابہ نے دیکھا کہ رات کو قبروں کے قریب چراغ جل رہا ہے، قریب جا کر دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اُترے ہوئے ہیں، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ کو ارشاد فرما رہے ہیں کہ لاؤ اپنے بھائی کو مجھے پکڑا دو، دونوں حضرات نے نعش کو پکڑا دیا دفن کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا، حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ سارا منظر دیکھ کر مجھے تمنا ہوئی کہ یہ نعش تو میری ہوتی،

حضرت فضیلؒ جو اکابر صوفیہ میں ہیں وہ فرماتے ہیں کہ کسی عمل کو اس وجہ سے نہ کرنا کہ لوگ دیکھیں گے یہ بھی ریا میں داخل ہے، اور اس وجہ سے کسی عمل کو کرنا تاکہ لوگ دیکھیں یہ شرک میں داخل ہے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ بعض آدمی ذکر کی کنجیاں ہیں کہ جب انکی صورت دیکھی جاوے تو اللہ کا ذکر کیا جاوے، یعنی انکی صورت دیکھ کر ہی اللہ کا ذکر یاد آوے، ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کے ولی ہیں وہ لوگ جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آتے ہوں، ایک حدیث میں آیا ہے کہ تم میں بہترین وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ کی یاد تازہ ہو، ایک حدیث میں ہے تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آتے ہوں اور اس کے کلام سے علم میں ترقی ہوتی ہو، اس کے اعمال سے آخرت کی رغبت پیدا ہوتی ہو، اور یہ بات جب ہی پیدا ہو سکتی ہے جب کوئی شخص کثرت سے ذکر کا عادی ہو اور جس کو خود ہی توفیق نہ ہو اس کو دیکھ کر کیا کسی کو اللہ کی یاد آسکتی ہے، بعض لوگ پکار کر ذکر کرنے کو بدعت اور ناجائز بتلاتے ہیں یہ خیال حدیث پر نظر کی کمی سے پیدا ہو گیا ہے، مولانا عبدالحی صاحبؒ نے ایک رسالہ "سباحۃ الفکر" اسی مسئلہ میں تصنیف فرمایا ہے جس میں تقریباً پچاس حدیثیں ایسی ذکر فرمائی ہیں جن سے جہر (پکار کر) ثابت ہوتا ہے، البتہ

یہ ضروری امر ہے کہ شرائط کیساتھ اپنی حدود کے اندر رہی، کسی کی اذیت کا سبب نہ ہو،

(۱۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ. اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَالشَّابُّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اِجْتَمَعَا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ،

رواہ البخاری ومسلم وغیرھما کذا فی الترغیب والمشکوٰۃ وفی الجامع الصغیر برایۃ مسلم عن ابی ھریرۃ وابی سعید معاوذکرعدۃ طریقۃ اخری،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سات آدمی ہیں جنکو اللہ جل شانہٗ اپنے رحمت کے سایہ میں ایسے دن جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، ایک عادل بادشاہ دوسرے وہ جوان جو جوانی میں عبادت الٰہی کرتا ہو تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہا ہو، چوتھے وہ دو شخص جن میں اللہ ہی کیواسطے محبت ہو اسی پر ان کا اجتماع ہو اسی پر جدائی پانچویں وہ شخص جسکو کوئی حسین شریف عورت اپنی طرف متوجہ کرے اور وہ کہدے کہ مجھے اللہ کا ڈر مانع ہے، چھٹے وہ شخص جو ایسے مخفی طریق سے صدقہ کرے کہ دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو، ساتویں وہ شخص جو اللہ کا ذکر تنہائی میں کرے اور اس کے آنسو بہنے لگیں"

فائدہ: آنسو بہنے کا مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ دیدہ و دانستہ اپنے معاصی اور گناہوں کو یاد کر کے رونے لگے، اور دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غلبۂ شوق میں بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکلنے لگیں، بروایت ثابت بنانیؒ ایک بزرگ کا مقولہ نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ میری کونسی دعاء قبول ہوئی، لوگوں نے پوچھا کہ کس طرح معلوم ہو جاتا ہے، فرمانے لگے کہ جس دعاء میں بدن کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل دھڑکنے لگتا ہے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں وہ دعاء قبول ہوتی ہے، اِن سات آدمیوں میں جن کا ذکر حدیث پاک میں وارد ہوا ایک وہ شخص بھی ہے جو اللہ کا ذکر تنہائی میں کرے اور رونے لگے

اس شخص میں دو خوبیاں جمع ہیں اور دونوں اعلیٰ درجہ کی ہیں، ایک اخلاص کہ تنہائی میں اللہ کی یاد میں مشغول ہو اور دوسرے اللہ کا خوف یا شوق کہ دونوں میں رونا آتا ہے اور دونوں کمال ہیں

ہمارا کام ہے راتوں کو یادِ دلبر میں ؎ ہماری نیند ہے محو خیالِ یار ہو جانا

حدیث کے الفاظ ہیں رَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا (ایک وہ آدمی جو اللہ کا ذکر کرے اس حال میں کہ خالی ہو) صوفیہ نے لکھا ہے کہ خالی ہونے کے دو مطلب ہیں، ایک یہ کہ آدمیوں سے خالی ہو جس کے معنی تنہائی کے ہیں یہ عام مطلب ہے، دوسرے یہ کہ دل اغیار سے خالی ہو، وہ فرماتے ہیں کہ اصل خلوت یہی ہے، اس لئے اکمل درجہ تو یہ ہے کہ دونوں خلوتیں حاصل ہوں لیکن اگر کوئی شخص مجمع میں ہو اور دل بالکل غیروں سے خالی ہو اور ایسے وقت اللہ کے ذکر سے کوئی شخص رونے لگے تو وہ بھی اس میں داخل ہے کہ مجمع کا ہونا نہ ہونا اس کے حق میں برابر ہے، جب اس کا دل مجمع تو درکنار غیر اللہ کے التفات سے بھی خالی ہے تو اس کو مجمع کیا مضر ہو سکتا ہے، اللہ کی یاد میں اس کے خوف سے رونا بڑی ہی دولت ہے، خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو حق تعالیٰ شانہٗ میسر فرمادیں، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے وہ اس وقت تک جہنم میں نہیں جا سکتا جب تک کہ دودھ تھنوں میں واپس جائے (اور ظاہر ہے کہ یہ ناممکن ہے، پس ایسے ہی اس کا جہنم میں جانا بھی ناممکن ہے) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے حتیٰ کہ اس کے آنسوؤں میں سے کچھ زمین پر ٹپک جائے تو اس کو قیامت کے دن عذاب نہیں ہوگا، ایک حدیث میں آیا ہے کہ دو آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام ہے ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی ہو، اور دوسری وہ جو اسلام کی اور مسلمانوں کی کفار سے حفاظت کرنے میں جاگی ہو، ایک اور حدیث میں ہے کہ جو آنکھ اللہ کے خوف سے روئی ہو اس پر جہنم کی آگ حرام ہے، اور جو آنکھ اللہ کی راہ میں جاگی ہو اس پر بھی حرام ہے، اور جو آنکھ ناجائز چیز (مثلاً نامحرم وغیرہ) پر پڑنے سے رُک گئی ہو اس پر بھی حرام ہے، اور جو آنکھ اللہ کی راہ میں ضائع ہو گئی اس پر بھی جہنم کی آگ حرام ہے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص تنہائی میں اللہ کا ذکر کرنے والا ہو وہ ایسا ہے جیسے اکیلا کفار کے مقابلے میں چل دیا ہو،

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُنَادِیْ مُنَادٍ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَیْنَ اُولُو الْاَلْبَابِ قَالُوْا اَیَّ اُولِی الْاَلْبَابِ تُرِیْدُ قَالَ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ عُقِدَ لَهُمْ لِوَاءٌ فَاتَّبَعَ الْقَوْمُ لِوَاءَهُمْ وَقَالَ لَهُمْ اُدْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ، اخرجه الاصبهانی فی الترغیب کذا فی الدر،

(۱۷) "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دیگا کہ عقلمند لوگ کہاں ہیں؟ لوگ پوچھیں گے کہ عقلمندوں سے کون مراد ہیں؟ جواب ملے گا وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کرتے تھے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے (یعنی ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے) اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یا اللہ آپ نے یہ سب بے فائدہ تو پیدا کیا ہی نہیں، ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہم کو جہنّم کے عذاب سے بچا لیجے، اس کے بعد اُن لوگوں کے لئے ایک جھنڈا بنایا جائے گا جس کے پیچھے یہ سب جائیں گے اور اُن سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کے لئے جنّت میں داخل ہو جاؤ"۔

فائدہ:- آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں یعنی اللہ کی قدرت کے مظاہر اور اس کی حکمتوں کے عجائب سوچتے ہیں جس سے اللہ جل جلالہٗ کی معرفت میں قوت پیدا ہوتی ہے ؎ الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا۔

ابن ابی الدنیا نے ایک مرسل روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لےگئے جو چُپ چاپ بیٹھے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا بات ہے کس سوچ میں بیٹھے ہو؟ عرض کیا مخلوقاتِ الٰہیہ کی سوچ میں ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اللہ کی ذات میں غور نہ کیا کرو، (کہ وہ وراء الوراء ہے) اس کی مخلوقات میں غور کیا کرو، حضرت عائشہ رضؓ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب بات سُنا دیجے، فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی بات ایسی تھی جو عجیب نہ تھی، ایک مرتبہ رات کو تشریف لائے میرے بستر پر میرے لحاف میں لیٹ گئے، پھر ارشاد فرمایا، چھوڑ، میں تو اپنے رب کی عبادت

کروں یہ فرما کر اٹھے وضو فرمایا اور نماز کی نیت باندھ کر رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ آنسو سینۂ مبارک پر بہتے رہے پھر اسی طرح رکوع میں روتے رہے پھر سجدہ میں اسی طرح روتے رہے ساری رات اسی طرح گذار دی حتیٰ کہ صبح کی نماز کیواسطے حضرت بلالؓ بلانے کے لئے آگئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو بخشے بخشائے ہیں پھر آپ اتنا کیوں روئے؟ ارشاد فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں، پھر فرمایا میں کیوں نہ روتا حالانکہ آج یہ آیتیں نازل ہوئیں (یعنی آیاتِ بالا اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک) پھر فرمایا کہ ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جو ان کو پڑھے اور غور و فکر نہ کرے، عامر بن عبد قیس کہتے ہیں کہ میں نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے سُنا ہے ایک سے دو سے تین سے نہیں (بلکہ ان سے زیادہ سے سُنا ہے) کہ ایمان کی روشنی اور ایمان کا نور غور و فکر ہے، حضرت ابو ہریرہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی چھت پر لیٹا ہوا آسمان اور ستاروں کو دیکھ رہا تھا، پھر کہنے لگا خدا کی قسم! مجھے یقین ہے کہ تمہارا پیدا کرنے والا بھی کوئی ضرور ہے، اے اللہ! تو میری مغفرت فرما دے، نظر رحمت اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اسکی مغفرت ہوگئی۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک ساعت کا غور تمام رات کی عبادت سے افضل ہے، حضرت ابو درداءؓ اور حضرت انسؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے، حضرت انسؓ سے یہ بھی نقل کیا گیا کہ ایک ساعت کا غور ان چیزوں میں اسّی سال کی عبادت سے افضل ہے، اُمّ درداءؓ سے کسی نے پوچھا کہ ابو درداء کی افضل ترین عبادت کیا تھی؟ فرمایا غور و فکر، بروایت ابو ہریرہؓ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ نقل کیا گیا ہے کہ ایک ساعت کا غور و فکر ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے، لیکن ان روایتوں کا یہ مطلب نہیں کہ پھر عبادت کی ضرورت نہیں رہتی ہر عبادت اپنی جگہ جو درجہ رکھتی ہے فرض ہو یا واجب، سنت ہو یا مستحب، اس کے چھوڑنے پر اسی درجہ کی وعید، عذاب یا ملامت ہوگی، جس درجہ کی وہ عبادت ہوگی،

امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ غور و فکر کو افضل عبادات اس لئے کہا گیا کہ اس میں معنی ذکر کے تو موجود ہوتے ہی ہیں، دو چیزوں کا اضافہ اور ہوتا ہے، ایکؔ اللہ کی معرفت اس لئے کہ غور و فکر معرفت کی کنجی ہے، دوسریؔ اللہ کی محبت کہ فکر پر یہ مرتّب ہوتی ہے، یہی غور و فکر ہے جس کو صوفیہ مراقبہ سے تعبیر فرماتے ہیں، بہت سی روایات سے اس کی فضیلت ثابت ہوتی ہے،

مسند ابویعلی میں بروایت حضرت عائشہ رضؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ وہ ذکرِ خفی جسکو فرشتے بھی نہ سن سکیں ستر درجہ دوچند ہوتا ہے، جب قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ تمام مخلوق کو حساب کیلئے جمع فرمائیں گے اور کراماً کاتبین اعمالنامے لیکر آئیں گے تو ارشاد ہوگا کہ فلاں بندہ کے اعمال دیکھو کچھ اور باقی ہیں، وہ عرض کریں گے کہ ہم نے کوئی بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو لکھی نہ ہو اور محفوظ نہ ہو تو ارشاد ہوگا کہ ہمارے پاس اسکی ایسی نیکی باقی ہے جو تمھارے علم میں نہیں وہ ذکر خفی ہے، بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہ رضؓ سے بھی یہ حدیث نقل کی ہے کہ جس ذکر کو فرشتے بھی نہ سن سکیں وہ اس ذکر پر جسکو وہ سنیں ستر درجے بڑھا ہوا ہے، یہی مراد ہے اس شعر سے جس میں کہا گیا ہے ؎

میانِ عاشق و معشوق رمزیست ؎ کراماً کاتبیں را ہم خبر نیست

کہ عاشق و معشوق میں ایسی رمز بھی ہوتی ہے جس کی فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی، کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنکو ایک لحظہ بھی غفلت نہیں ہوتی، کہ انکی ظاہری عبادت تو اپنے اپنے اجر و ثواب حاصل کریں ہی گی، یہ ہر وقت کا ذکر و فکر پوری زندگی کے اوقات میں ستر گنا مزید برآں' یہی چیز ہے جس نے شیطان کو دِق کر رکھا ہے، حضرت جنیدؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ انھوں نے ایک مرتبہ خواب میں شیطان کو بالکل ننگا دیکھا، انھوں نے فرمایا تجھے شرم نہیں آتی کہ آدمیوں کے سامنے ننگا ہوتا ہے، وہ کہنے لگا کہ یہ کوئی آدمی ہیں، آدمی وہ ہیں جو شونیزیہ کی مسجد میں بیٹھے ہیں جنھوں نے میرے بدن کو دُبلا کر دیا اور میرے جگر کے کباب کر دیئے، حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں شونیزیہ کی مسجد میں گیا، میں نے دیکھا کہ چند حضرات گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں، جب انھوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ خبیث کی باتوں سے کہیں دھوکہ میں نہ پڑ جانا، مسوحی سے بھی اس کے قریب ہی نقل کیا گیا ہے، انھوں نے شیطان کو ننگا دیکھا، انھوں نے کہا تجھے آدمیوں کے درمیان اس طرح چلتے شرم نہیں آتی، کہنے لگا، خدا کی قسم! یہ آدمی نہیں، اگر یہ آدمی ہوتے تو میں اُن کے ساتھ اس طرح نہ کھیلتا جس طرح لڑکے گیند سے کھیلتے ہیں، آدمی وہ لوگ ہیں جنھوں نے میرے بدن کو بیمار کر دیا، اور صوفیہ کی جماعت کی طرف اشارہ کیا،

ابو سعید خزاز کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ شیطان نے مجھ پر حملہ کیا، میں لکڑی سے مارنے لگا، اس نے ذرا بھی پروانہ کی، غیب سے ایک آواز آئی کہ یہ اس سے نہیں ڈرتا، یہ دل کے نور سے ڈرتا ہے، حضرت سعدؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ بہترین ذکر ذکر خفی ہے، اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کا درجہ رکھتا ہے، حضرت عبادہؓ نے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کیا ہو کہ بہترین ذکر ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کا درجہ رکھتا ہو (یعنی نہ کم ہو کہ گذر نہ ہوسکے نہ زیادہ ہو کہ تکبر اور فواحش میں مبتلا کرے) ابن حبان اور ابو یعلی نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے، ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ کو ذکرِ خامل سے یاد کیا کرو، کسی نے دریافت کیا کہ ذکر خامل کیا ہے، ارشاد فرمایا کہ مخفی ذکر،

ان سب روایات سے ذکر خفی کی افضلیت معلوم ہوتی ہے، اور ابھی قریب ہی وہ روایت گذر چکی جس میں مجنون کہنے کا ذکر گذرا ہی، دونوں مستقل چیزیں ہیں، جو حالات کے اعتبار سے مختلف ہیں، اس کو شیخ تجویز کرتا ہے کہ کس شخص کے لئے کس وقت کیا مناسب ہے،

(۱۸) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ نَزَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَعْضِ اَبْيَاتِهٖ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ فَخَرَجَ يَلْتَمِسُهُمْ فَوَجَدَ قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ فِيْهِمْ ثَائِرُ الرَّأْسِ وَجَافُّ الْجِلْدِ وَذُو الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَلَمَّا رَاٰهُمْ جَلَسَ مَعَهُمْ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِيْ اُمَّتِيْ مَنْ اَمَرَنِيْ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِيْ مَعَهُمْ، اخرجه ابن جریر والطبرانی وابن مردویہ کذا فی الدر

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دولتکدہ میں تھے کہ آیت وَاصْبِرْ نَفْسَكَ نازل ہوئی، جس کا ترجمہ یہ ہو کہ "اپنے آپ کو ان لوگوں کے پاس بیٹھنے کا پابند کیجئے جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں" حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے پر اُن لوگوں کی تلاش میں نکلے ایک جماعت کو دیکھا کہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہے، بعض لوگ اُن میں بکھرے ہوئے بالوں والے ہیں اور خشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے والے ہیں، (کہ ننگے بدن ایک لنگی صرف اُن کے پاس ہے) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دیکھا تو انکے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے میری اُمت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ خود مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم ہے۔"

فائدہ: ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو تلاش فرمایا تو مسجد کے آخری حصہ میں بیٹھے ہوئے پایا کہ ذکر اللہ میں مشغول تھے، حضورؐ نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے میری زندگی ہی میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ مجھے انکے پاس بیٹھنے کا حکم ہے، پھر فرمایا تم ہی لوگوں کیساتھ زندگی ہے، اور تمہارے ہی ساتھ مرنا ہے، یعنی مرنے جینے کے ساتھی اور رفیق تم ہی لوگ ہو، ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ وغیرہ حضرات صحابہ کرام کی ایک جماعت ذکر اللہ میں مشغول تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو یہ لوگ چُپ ہو گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا کر رہے تھے، عرض کیا ذکر الٰہی میں مشغول تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ رحمت الٰہی تم لوگوں پر اُتر رہی ہے، تو میرا بھی دل چاہا کہ آکر تمہارے ساتھ شرکت کروں، پھر ارشاد فرمایا کہ الحمد للہ اللہ جل شانہ نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے جن کے پاس بیٹھنے کا مجھے حکم ہوا،

ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں کہ اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ سے مراد ذاکرین کی جماعت ہے، انہی جیسے احکام سے صوفیہ نے استنباط کیا ہے کہ مشائخ کو بھی مُریدین کے پاس بیٹھنا ضروری ہے کہ اس میں علاوہ فائدہ پہنچانے کے اختلاط سے شیخ کے نفس کیلئے بھی مجاہدۂ تامہ ہے کہ غیر مہذب لوگوں کی بدعنوانیوں کے تحمل اور برداشت سے نفس میں انقیاد پیدا ہوگا، اس کی قوت میں انکسار پیدا ہوگا، اس کے علاوہ قلوب کے اجتماع کو اللہ جل شانہ کی رحمت اور رافت کے متوجہ کرنے میں خاص دخل ہے، اسی وجہ سے جماعت کی نماز شروع ہوئی، اور یہی بڑی وجہ ہے کہ عرفات کے میدان میں سب حجاج بیک حال ایک میدان میں اللہ کی طرف متوجہ کئے جاتے ہیں، جیسا کہ ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں متعدد جگہ اس مضمون کو اہتمام سے ارشاد فرمایا ہے، یہ سب اس جماعت کے بارے میں ہے جو اللہ کا ذکر کرنیوالی ہو کہ احادیث میں کثرت سے اس کی ترغیب آئی ہے اس کے بالمقابل اگر کوئی شخص غافلین کی جماعت میں پھنس جائے اور اس وقت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو اس کے بارے میں بھی احادیث میں کثرت سے فضائل آئے ہیں، ایسے موقع پر آدمی کو اور بھی زیادہ اہتمام اور توجہ سے اللہ کی طرف مشغول رہنا چاہیئے، تاکہ انکی نحوست سے

محفوظ رہے، حدیث میں آیا ہے کہ غافلین کی جماعت میں اللہ کا ذکر کرنیوالا ایسا ہے جیسے کہ جہاد میں بھاگنے والوں کی جماعت میں سے کوئی شخص جم کر مقابلہ کرے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ غافلین میں اللہ کا ذکر کرنیوالا ایسا ہی جیسے بھاگنے والوں کی طرف سے کفار کا مقابلہ کرے، نیز وہ ایسا ہی جیسے اندھیرے گھر میں چراغ، نیز وہ ایسا ہے جیسے پت جھڑ والے درختوں میں کوئی شاداب سرسبز درخت ہو، ایسے شخص کو حق تعالیٰ شانہٗ اس کا جنّت کا گھر پہلے ہی دکھا دیں گے، اور ہر آدمی اور حیوان کے برابر اس کی مغفرت کی جاویگی، یہ جب ہی کہ ان مجالس میں اللہ کے ذکر میں مشغول ہو ورنہ ایسی مجالس کی شرکت کی ممانعت آئی ہے، حدیث میں ہو کہ عشیرۃ یعنی یارانہ کی مجلس سے اپنے آپکو بچاؤ، عزیزی کہتے ہیں یعنی ایسی مجالس سے جن میں غیر اللہ کا ذکر کثرت سے ہوتا ہو، لغویات اور لہو ولعب میں مشغولی ہوتی ہو، ایک بزرگ کہتے ہیں میں ایک مرتبہ بازار جا رہا تھا ایک حبشن باندی میرے ساتھ تھی، میں نے بازار میں ایک جگہ اس کو بٹھا دیا کہ میں واپسی میں اس کو لیلونگا وہ وہاں سے چلی آئی، جب میں نے واپسی پر اس کو وہاں نہ دیکھا تو مجھے غصّہ آیا میں گھر واپس آیا تو وہ باندی آئی اور کہنے لگی، میرے آقا خفگی میں جلدی نہ کریں، آپ مجھے ایسے لوگوں کے پاس چھوڑ گئے جو اللہ کے ذکر سے غافل تھے، مجھے یہ ڈر ہوا کہ اُن پر کوئی عذاب نازل نہ ہو وہ زمین میں دھنس نہ جائیں اور میں بھی اُن کے ساتھ عذاب میں دھنس نہ جاؤں،

(۱۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَذْکُرُ عَنْ رَّبِّهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اُذْکُرْنِیْ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الْفَجْرِ سَاعَةً اَکْفِكَ فِیْمَا بَیْنَهُمَا،

(اخرجه احمد کذا فی الدر)

”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل جلالہٗ کا پاک ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ تو صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر مجھے یاد کر لیا کر، میں درمیانی حصّہ میں تیری کفایت کروں گا،، (ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر کیا کر وہ تیری مطلب برآری میں معین ہوگا)

فائدہ: آخرت کے واسطے نہ سہی دنیا کے واسطے ہم لوگ کیسی کیسی کوششیں کر ڈالتے ہیں، کیا بگڑ جائے اگر تھوڑی سی دیر صبح اور عصر کے بعد اللہ کا ذکر بھی کر لیا کریں کہ احادیث میں کثرت سے اِن دو وقتوں میں اللہ کے ذکر کے فضائل وارد ہوئے ہیں،

اور جب اللہ جل جلالہٗ کفایت کا وعدہ فرماتے ہیں پھر کسی دوسری چیز کی کیا ضرورت باقی ہے،

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھوں جو صبح کی نماز کے بعد آفتاب نکلنے تک اللہ کے ذکر میں مشغول ہو، مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ چار عرب غلام آزاد کروں، اسی طرح ایسی جماعت کیساتھ بیٹھوں جو عصر کی نماز کے بعد سے غروب تک اللہ کے ذکر میں مشغول رہے یہ زیادہ پسند ہے چار غلام آزاد کرنے سے، ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص صبح کی نماز جماعت سے پڑھے پھر آفتاب نکلنے تک اللہ کے ذکر میں مشغول رہے اور پھر دو رکعت نفل پڑھے اس کو ایسا ثواب ملے گا جیسا حج اور عمرہ پر ملتا ہے، اور حج اور عمرہ بھی وہ جو کامل ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں ایک جماعت کیساتھ صبح کی نماز کے بعد سے آفتاب نکلنے تک ذکر میں مشغول رہوں یہ مجھے دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے، اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سے غروب تک ایک جماعت کیساتھ ذکر میں مشغول رہوں یہ مجھے دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ پسند ہے، انہی وجوہ سے صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد اوراد کا معمول ہے اور حضرات صوفیہ کے یہاں تو ان دونوں وقتوں کا خاص اہتمام ہے کہ صبح کی نماز کے بعد عموماً اشغال میں اہتمام فرماتے ہیں اور عصر کے بعد اوراد کا اہتمام کرتے ہیں، بالخصوص فجر کے بعد فقہاء بھی اہتمام فرماتے ہیں، مدوّنہ میں امام مالکؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ فجر کی نماز کے بعد طلوعِ آفتاب تک باتیں کرنا مکروہ ہیں، اور حنفیہ میں سے صاحبِ درمختار نے بھی اس وقت باتیں کرنا مکروہ لکھا ہے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد اسی ہیئت سے بیٹھے ہوئے بولنے سے قبل یہ دعا، دس مرتبہ پڑھے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اپنی ذات اور صفات میں اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، سارا ملک دنیا اور آخرت کا اسی کا ہے اور جتنی خوبیاں ہیں وہ اسی پاک ذات کیلئے ہیں، وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) تو اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جائیں، دس برائیاں معاف فرمائی جائیں، اور جنت میں دس درجے بلند کئے جائیں، اور تمام دن شیطان سے اور مکروہات سے محفوظ رہے، ایک حدیث میں آیا ہے جو صبح اور عصر کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ ط (میں اُسی اللہ سے جو زندہ ہی ہمیشہ رہنے والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں توبہ کرتا ہوں) تین مرتبہ پڑھے اسکے گناہ معاف ہوجاتے ہیں خواہ سمندر کی برابر ہوں،

(۳۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَّا فِیْهَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا،

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ دنیا ملعون ہی، اور جو کچھ دنیا میں ہی سب ملعون ہی (اللہ کی رحمت سے دور) ہی، مگر اللہ کا ذکر اور وہ چیز جو اس کے قریب ہو اور عالم اور طالب علم "

رواہ الترمذی وابن ماجة والبیهقی وقال الترمذی حدیث حسن کذا فی الترغیب وذکرہ فی الجامع الصغیر بروایة ابن ماجة ورقم له بالحسن وذکرہ فی مجمع الزوائد بروایة الطبرانی فی الاوسط عن ابن مسعود رض وکذا السیوطی فی الجامع الصغیر وذکرہ بروایة البزار عن ابن مسعود بلفظ الا امرا بمعروف او نهیا عن منکر او ذکر اللّٰه ورقم له بالصّحّة،

فائدہ: اس کے قریب ہونے سے مراد ذکر کے قریب ہونا بھی ہوسکتا ہے، اس صورت میں وہ چیزیں مراد ہوں گی جو اللہ کے ذکر میں معین و مددگار ہوں جن میں کھانا پینا بھی بقدرِ ضرورت داخل ہے، اور زندگی کے اسباب ضروریہ بھی اس میں داخل ہیں، اور اس صورت میں اللہ کا ذکر ہر چیز کو جو عبادت کے قبیل سے ہو شامل ہے، اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ اس کے قریب ہونے سے اللہ کا قرب مراد ہو، تو اس صورت میں ساری عبادتیں اس میں داخل ہونگی، اور اللہ کے ذکر سے مخصوص ذکر مراد ہوگا، اور دونوں صورتوں میں علم ان میں خود داخل ہوگیا تھا، پہلی صورت میں اس وجہ سے کہ علم ہی اللہ کے ذکر کے قریب لیجاتا ہے کہ "بے علم نتواں خدارا شناخت" (بغیر علم کے اللہ کو نہیں پہچان سکتا) اور دوسری صورت میں اس وجہ سے کہ علم سے بڑھ کر کون عبادت ہوگی، لیکن اس کے باوجود پھر عالم اور طالب علم کو علیحدہ اہتمام کی وجہ سے فرمایا کہ علم بہت ہی بڑی دولت ہی،

ایک حدیث میں آیا ہے کہ علم کا صرف اللہ کے لئے سیکھنا اللہ کے خوف کے حکم میں

اور اس کی طلب (یعنی تلاش کیلئے جانا) عبادت ہے، اور اس کا یاد کرنا تسبیح ہے اور اس کی تحقیقات میں بحث کرنا جہاد ہے اور اس کا پڑھنا صدقہ ہے اور اس کا اہل پر خرچ کرنا اللہ کے یہاں قربت ہے، اس لئے کہ علم جائز ناجائز پہچاننے کے لئے علامت ہے، اور جنّت کے راستوں کا نشان ہے وحشت میں جی بہلانیوالا ہے اور سفر کا ساتھی ہے، (کتاب کا دیکھنا دونوں کام دیتا ہے اسی طرح) تنہائی میں ایک محدّث ہے، خوشی اور رنج میں دلیل ہے دشمنوں پر ہتھیار ہے، دوستوں کے لئے حق تعالیٰ شانہٗ اس کی وجہ سے ایک جماعت (علماء) کو بلند مرتبہ کرتا ہے کہ وہ خیر کی طرف بلانے والے ہوتے ہیں اور ایسے امام ہوتے ہیں کہ ان کے نشانِ قدم پر چلا جائے اور اُن کے افعال کا اتباع کیا جائے انکی رائے کی طرف رجوع کیا جائے، فرشتے ان سے دوستی کرنیکی رغبت کرتے ہیں اپنے پروں کو (برکت حاصل کرنے کے لئے یا محبّت کے طور پر) اُن پر ملتے ہیں، اور ہر تر اور خشک چیز دنیا کی اُن کیلئے اللہ سے مغفرت کی دعاء کرتی ہے حتّٰی کہ سمندر کی مچھلیاں اور جنگل کے درندے اور چوپائے اور زہریلے جانور (سانپ وغیرہ) تک بھی دُعاءِ مغفرت کرتے رہتے ہیں، اور یہ سب اس لئے کہ علم دلوں کی روشنی ہے آنکھوں کا نور ہے، علم کی وجہ سے بندہ اُمّت کے بہترین افراد تک پہنچ جاتا ہے، دنیا اور آخرت کے بلند مرتبوں کو حاصل کرلیتا ہے، اس کا مطالعہ روزوں کے برابر ہے، اس کا یاد کرنا تہجّد کے برابر ہے اسی سے رشتے جوڑے جاتے ہیں، اور اسی سے حلال وحرام کی پہچان ہوتی ہے، وہ عمل کا امام ہے، اور عمل اس کا تابع ہے سعید لوگوں کو اس کا الہام کیا جاتا ہے اور بدبخت اس سے محروم رہتے ہیں، اس حدیث پر مجموعی طور سے بعض نے کلام کیا ہے لیکن جس قسم کے فضائل اس میں ذکر کئے گئے ہیں ان کی تائید دوسری روایات سے بھی ہوتی ہے، نیز ان کے علاوہ اور بہت سے فضائل حدیث کی کتابوں میں بکثرت آئے ہیں اسی وجہ سے عالم اور طالبِ علم کو خاص طور سے حدیث بالا میں ذکر فرمایا ہے، حافظ ابن قیم رح ایک مشہور محدّث ہیں، انھوں نے ایک مبسوط رسالہ عربی میں "الوابل الصیّب" کے نام سے ذکر کے فضائل میں تصنیف کیا ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں کہ ذکر میں سَو سے بھی زیادہ فائدے ہیں، اُن میں سے نمبروار اُناسی ۷۹ فائدے انھوں نے ذکر فرمائے ہیں، جن کو مختصراً اس جگہ ترتیب وار نقل کیا جاتا ہے، اور چونکہ بہت سے فوائد ان میں ایسے ہیں

جو کئی کئی فائدوں کو شامل ہیں، اس لحاظ سے یہ سَو سے زیادہ کو مشتمل ہے

(۱) ذکر شیطان کو دفع کرتا ہے اور اس کی قوت کو توڑتا ہے (۲) اللہ جل جلالہٗ کی خوشنودی کا سبب ہے (۳) دل سے فکر و غم کو دور کرتا ہے (۴) دل میں فرحت سرور اور انبساط پیدا کرتا ہے (۵) بدن کو اور دل کو قوّت بخشتا ہے (۶) چہرہ اور دل کو منوّر کرتا ہے، (۷) رزق کو کھینچتا ہے (۸) ذکر کرنیوالے کو ہیبت اور حلاوت کا لباس پہناتا ہے، یعنی اس کے دیکھنے سے رُعب پڑتا ہے اور دیکھنے والوں کو حلاوت نصیب ہوتی ہے (۹) اللہ تعالیٰ شانہٗ کی محبت پیدا کرتا ہے اور محبت ہی اسلام کی رُوح اور دین کا مرکز ہے اور سعادت اور نجات کا مدار ہے، جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ کی محبّت تک اس کی رسائی ہو اس کو چاہیئے کہ اس کے ذکر کی کثرت کرے جیسا کہ پڑھنا اور تکرار کرنا علم کا دروازہ ہے اسی طرح اللہ کا ذکر اس کی محبت کا دروازہ ہے (۱۰) ذکر سے مراقبہ نصیب ہوتا ہے جو مرتبۂ احسان تک پہنچا دیتا ہے یہی مرتبہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی نصیب ہوتی ہے گویا اللہ جل شانہٗ کو دیکھ رہا ہے (یہی مرتبہ صوفیہ کا منتہائے مقصد ہوتا ہے) (۱۱) اللہ کی طرف رجوع پیدا کرتا ہے جس سے رفتہ رفتہ یہ نوبت آجاتی ہے کہ ہر چیز میں حق تعالیٰ شانہٗ اس کی جائے پناہ اور ماویٰ وملجا بن جاتے ہیں اور ہر مصیبت میں اسی کی طرف توجّہ ہو جاتی ہے (۱۲) اللہ کا قرب پیدا کرتا ہے اور جتنا ذکر میں اضافہ ہوتا ہے اُتنا ہی قرب میں اضافہ ہوتا ہے اور جتنی ذکر سے غفلت ہوتی ہے اتنی ہی اللہ سے دُوری ہوتی ہے (۱۳) اللہ کی معرفت کا دروازہ کھولتا ہے (۱۴) اللہ جل شانہٗ کی ہیبت اور اس کی بڑائی دل میں پیدا کرتا ہے اور اللہ کیساتھ حضوری پیدا کرتا ہے (۱۵) اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں ذکر کا سبب ہے، چنانچہ کلام پاک میں ارشاد ہے فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ اور حدیث میں وارد ہے مَنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ الحدیث، چنانچہ آیات اور احادیث کے بیان میں پہلے مفصّل گذر چکا ہے، اگر ذکر میں اس کے سوا اور کوئی بھی فضیلت نہ ہوتی تب بھی شرافت اور کرامت کے اعتبار سے یہی ایک فضیلت کافی تھی چہ جائیکہ اس میں اور بھی بہت سی فضیلتیں ہیں (۱۶) دل کو زندہ کرتا ہے، حافظ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کے لئے ایسا ہے جیسا مچھلی کیلئے پانی

خود غور کرلو کہ بغیر پانی کے مچھلی کا کیا حال ہوتا ہے (۱۷) دل اور رُوح کی روزی ہے، اگر ان دونوں کو اپنی روزی نہ ملے تو ایسا ہے جیسا بدن کو اس کی روزی (یعنی کھانا) نہ ملے، (۱۸) دل کو زنگ سے صاف کرتا ہے جیسا کہ حدیث میں بھی وارد ہوا ہے ہر چیز پر اس کے مناسب زنگ اور میل کچیل ہوتا ہے، دل کا میل اور زنگ خواہشات اور غفلت ہیں، یہ اس کے لئے صفائی کا کام دیتا ہے (۱۹) لغزشوں اور خطاؤں کو دور کرتا ہے (۲۰) بندہ کو اللہ جلّ شانہٗ سے جو وحشت ہو جاتی ہے اس کو دُور کرتا ہے کہ غافل کے دل پر اللہ کی طرف سے ایک وحشت رہتی ہے جو ذکر ہی سے دور ہوتی ہے (۲۱) جو اذکار بندہ کرتا ہے وہ عرش کے چاروں طرف بندہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے (باب نمبر۳ فصل نمبر۲ حدیث نمبر۱۷) (۲۲) جو شخص راحت میں اللہ جلّ شانہٗ کا ذکر کرتا ہے اللہ جل جلالہٗ مصیبت کے وقت اس کو یاد کرتا ہے (۲۳) اللہ کے عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے (۲۴) سکینہ اور راحت کے اُترنے کا سبب ہے اور فرشتے ذکر کرنیوالے کو گھیر لیتے ہیں (سکینہ کے معنی باب ہٰذا کی فصل نمبر۲ حدیث نمبر۸ میں گذر چکے ہیں) (۲۵) اس کی برکت سے زبان غیبت، چغلخوری جھوٹ، بدگوئی، لغوگوئی سے محفوظ رہتی ہے، چنانچہ تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ جس شخص کی زبان اللہ کے ذکر کی عادی ہو جاتی ہے وہ ان اشیاء سے عموماً محفوظ رہتا ہے، اور جس کی زبان عادی نہیں ہوتی ہر نوع کی لغویات میں مبتلا رہتا ہے (۲۶) ذکر کی مجلسیں فرشتوں کی مجلسیں ہیں اور لغویات اور غفلت کی مجلسیں شیطان کی مجلسیں ہیں، اب آدمی کو اختیار ہے جس قسم کی مجلسوں کو چاہے پسند کرے اور ہر شخص اسی کو پسند کرتا ہے جس سے مناسبت رکھتا ہے (۲۷) ذکر کی وجہ سے ذکر کرنیوالا بھی سعید (نیک بخت) ہوتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا بھی، اور غفلت یا لغویات میں مبتلا ہونیوالا خود بھی بدبخت ہوتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا بھی، (۲۸) قیامت کے دن حسرت سے محفوظ رکھتا ہے اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ ہر وہ مجلس جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو قیامت کے دن حسرت اور نقصان کا سبب ہے (۲۹) ذکر کے ساتھ اگر تنہائی کا رونا بھی نصیب ہو جائے تو قیامت کے دن کی تپش اور گرمی میں جبکہ ہر شخص میدانِ حشر میں بِلبلا رہا ہوگا یہ عرش

کے سایہ میں ہوگا (۳۰) ذکر میں مشغول رہنے والوں کو اُن سب چیزوں سے زیادہ ملتا ہے جو دعائیں مانگنے والوں کو ملتی ہیں، حدیث میں اللہ جل شانہٗ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جس شخص کو میرے ذکر نے دعاء سے روک دیا اس کو میں دُعائیں مانگنے والوں سے افضل عطا کروں گا، (۳۱) باوجود سہل ترین عبادت ہونے کے تمام عبادتوں سے افضل ہے اس لئے کہ زبان کو حرکت دینا بدن کے اور تمام اعضاء کو حرکت دینے سے سہل ہے (۳۲) اللہ کا ذکر جنت کے پودے ہیں (چنانچہ باب نمبر ۳ فصل نمبر ۲ حدیث نمبر ۴ میں مفصل آرہا ہے) (۳۳) جس قدر بخشش اور انعام کا وعدہ اس پر ہے اتنا کسی اور عمل پر نہیں ہے، چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ سَو مرتبہ کسی دن پڑھے تو اس کیلئے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوتا ہے اور سو نیکیاں اس کیلئے لکھی جاتی ہیں، اور سو بُرائیاں اس سے معاف کردی جاتی ہیں اور شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور دوسرا کوئی شخص اس سے افضل نہیں ہوتا مگر وہ شخص کہ اس سے زیادہ عمل کرے اسی طرح اور بہت سی احادیث ہیں جن سے ذکر کا افضل اعمال ہونا معلوم ہوتا ہے (اور بہت سی انھیں سے اس رسالہ میں مذکور ہیں) (۳۴) دوامِ ذکر کی بدولت اپنے نفس کو بھولنے سے امن نصیب ہوتا ہے جو سبب ہے دارین کی شقاوت کا اس لئے کہ اللہ کی یاد کو بھلا دینا سبب ہوتا ہے خود اپنے نفس کے بھلا دینے کا اور اپنے تمام مصالح کے بھلا دینے کا، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (سورۂ حشر، رکوع ۳) (تم اُن لوگوں کی طرح نہ بنو جنھوں نے اللہ سے بے پروائی کی پس اللہ نے ان کو اپنی جانوں سے بے پرواہ کر دیا یعنی انکی عقل ایسی ماری گئی کہ اپنے حقیقی نفع کو نہ سمجھا)، اور جب آدمی اپنے نفس کو بھلا دیتا ہے، تو اس کی مصالح سے غافل ہو جاتا ہے اور یہ سبب ہلاکت کا بن جاتا ہے جیسا کہ کسی شخص کی کھیتی ہو یا باغ ہو اور اس کو بھول جائے اس کی خبر گیری نہ کرے تو لامحالہ وہ ضائع ہوگا اور اس سے امن جبھی ہو سکتا ہے جب اللہ کے ذکر سے زبان کو ہر وقت تر و تازہ رکھے، اور ذکر اس کو ایسا محبوب ہو جائے کہ پیاس کی شدّت کے وقت پانی اور بھوک کے وقت کھانا

اور سخت گرمی اور سخت سردی کے وقت مکان اور لباس بلکہ اللہ کا ذکر اس سے زیادہ کا مستحق ہے، اس لئے کہ ان اشیاء کے نہ ہونے سے بدن کی ہلاکت ہی جو روح کی اور دل کی ہلاکت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے ۳۵ ذکر آدمی کی ترقی کرتا رہتا ہے بستر پر بھی اور بازار میں بھی صحت میں بھی اور بیماری میں بھی، نعمتوں اور لذتوں کیساتھ مشغولی میں بھی اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو ہر وقت ترقی کا سبب بنتی ہو حتیٰ کہ جس کا دل نورِ ذکر سے منوّر ہو جاتا ہے وہ سوتا ہوا بھی غافل شب بیداروں سے بڑھ جاتا ہے، ۳۶ ذکر کا نور دنیا میں بھی ساتھ رہتا ہے اور آخرت میں پل صراط پر آگے آگے چلتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے اَوَمَنْ کَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا (س انعام، ع ۱۵) (ایسا شخص جو پہلے مُردہ یعنی گمراہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ یعنی مسلمان بنا دیا، اور اس کو ایسا نور دیدیا کہ وہ اس نور کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے، یعنی وہ نور ہر وقت اُس کے ساتھ رہتا ہے، کیا ایسا شخص بدحالی میں اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو گمراہیوں کی تاریکیوں میں گھرا ہو کہ ان سے نکلنے ہی نہیں پاتا) پس اوّل شخص مؤمن ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی محبت اور اس کی معرفت اور اس کے ذکر سے منوّر ہے، اور دوسرا شخص ان چیزوں سے خالی ہے، حقیقت یہ ہی کہ یہ نور نہایت مہتم بالشان چیز ہے اور اسی میں پوری کامیابی ہے، اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طلب اور دعا میں مبالغہ فرمایا کرتے تھے، اور اپنے ہر ہر جزء میں نور کو طلب فرماتے تھے، چنانچہ احادیث میں متعدد دعائیں ایسی ہیں جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دعاء فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ آپ کے گوشت میں ہڈیوں میں پٹھوں میں بال میں کھال میں کان میں آنکھ میں، اوپر نیچے دائیں بائیں آگے پیچھے نور ہی نور کر دے، حتیٰ کہ یہ بھی دعاء کی کہ خود مجھ ہی کو سرتاپا نور بنا دے کہ آپ کی ذات ہی نور بن جائے، اسی نور کی بقدر اعمال میں نور ہوتا ہی، حتیٰ کہ بعض لوگوں کے نیک عمل ایسی حالت میں آسمان پر جاتے ہیں کہ اُن پر آفتاب جیسا نور ہوتا ہے اور ایسا ہی نور اُن کے چہروں پر قیامت کے دن ہوگا، ۳۷ ذکر تصوّف کا اصل اصول ہے اور تمام صوفیہ کے سب طریقوں میں رائج ہے،

جس شخص کیلئے ذکر کا دروازہ کھل گیا ہے اس کیلئے اللہ جل شانہٗ تک پہنچنے کا دروازہ کھل گیا، اور جو اللہ جل شانہٗ تک پہنچ گیا وہ جو چاہتا ہے پاتا ہے، کہ اللہ جلّ شانہٗ کے پاس کسی چیز کی بھی کمی نہیں ہے (۳۸) آدمی کے دل میں ایک گوشہ ہے جو اللہ کے ذکر کے علاوہ کسی چیز سے بھی پُر نہیں ہوتا اور جب ذکر دل پر مسلط ہو جاتا ہے تو وہ نہ صرف اُس گوشہ کو پُر کرتا ہے بلکہ ذکر کرنیوالے کو بغیر مال کے غنی کر دیتا ہے، اور بغیر کنبہ اور جماعت کے لوگوں کے دلوں میں عزت والا بنا دیتا ہے اور بغیر سلطنت کے بادشاہ بنا دیتا ہے، اور جو شخص ذکر سے غافل ہوتا ہے وہ باوجود مال و دولت کنبہ اور حکومت کے ذلیل ہوتا ہے، (۳۹) ذکر پراگندہ کو مجتمع کرتا ہے اور مجتمع کو پراگندہ کرتا ہے دور کو قریب کرتا ہے اور قریب کو دور کرتا ہے، پراگندہ کو مجتمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کے دل پر جو متفرق ہموم و غموم، تفکرات و پریشانیاں ہوتی ہیں اُن کو دُور کر کے جمعیت خاطر پیدا کرتا ہے، اور مجتمع کو پراگندہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی پر جو تفکرات مجتمع ہوں اُن کو متفرق کر دیتا ہے اور آدمی کی جو لغزشیں اور گناہ جمع ہو گئے ہیں اُن کو پراگندہ کر دیتا ہے، اور جو شیطان کے لشکر آدمی پر مسلط ہیں اُن کو پراگندہ کر دیتا ہے، اور آخرت کو جو دور ہے قریب کر دیتا ہے، اور دنیا کو جو قریب ہے دور کر دیتا ہے، (۴۰) ذکر آدمی کے دل کو نیند سے جگاتا ہے غفلت سے چوکنا کرتا ہے اور دل جب تک سوتا رہتا ہے اپنے سارے ہی منافع کھوتا رہتا ہے، (۴۱) ذکر ایک درخت ہے جس پر معارف کے پھل لگتے ہیں، صوفیہ کی اصطلاح میں احوال اور مقامات کے پھل لگتے ہیں، اور جتنی بھی ذکر کی کثرت ہو گی اتنی ہی اس درخت کی جڑ مضبوط ہو گی اور جتنی جڑ مضبوط ہو گی اتنے ہی زیادہ پھل اُس پر آئیں گے (۴۲) ذکر اس پاک ذات کے قریب کر دیتا ہے جس کا ذکر کر رہا ہے، حتیٰ کہ اس کے ساتھ معیّت نصیب ہو جاتی ہے، چنانچہ قرآن پاک میں ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا (اللہ جل شانہٗ متقیوں کے ساتھ ہے) اور حدیث میں وارد ہے: اَنَا مَعَ عَبْدِیْ مَا ذَکَرَنِیْ (میں اپنے بندے کیساتھ رہتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا ہے) ایک حدیث میں ہے کہ میرا ذکر کرنے والے میرے آدمی ہیں، میں اُن کو اپنی رحمت سے دور نہیں کرتا، اگر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہیں تو میں اُن کا حبیب ہوں اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو میں اُن کا طبیب ہوں کہ اُن کو

پریشانیوں میں مبتلا کرتا ہوں تاکہ ان کو گناہوں سے پاک کروں، نیز ذکر کی وجہ سے جو اللہ جل شانہٗ
کی معیت نصیب ہوتی ہے وہ ایسی معیت ہے جس کی برابر کوئی دوسری معیت نہیں ہے
نہ وہ زبان سے تعبیر ہو سکتی ہے نہ تحریر میں آسکتی ہے اس کی لذت وہی جان سکتا ہے جس کو
یہ نصیب ہو جاتی ہے (اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ مِنْہُ شَیْئًا) (۴۳) ذکر غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ہے
مالوں کے خرچ کرنے کے برابر ہے، اللہ کے راستہ میں جہاد کے برابر ہے (بہت سی روایات
میں اس قسم کے مضامین گذر بھی چکے ہیں اور آئندہ بھی آنے والے ہیں) (۴۴) ذکر شکر کی جڑ
ہے جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ شکر بھی ادا نہیں کرتا، ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ
علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ جل جلالہٗ سے عرض کیا آپ نے مجھ پر بہت احسانات
کئے ہیں، مجھے طریقہ بتا دیجئے کہ میں آپ کا بہت شکر ادا کروں، اللہ جل جلالہٗ نے ارشاد
فرمایا کہ جتنا بھی تم میرا ذکر کروگے اتنا ہی شکر ادا ہوگا، دوسری حدیث میں حضرت موسیٰ
علیہ السلام کی یہ درخواست ذکر کیگئی ہے کہ یا اللہ تیری شان کے مناسب شکر کس طرح ادا ہو
اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا کہ تمھاری زبان ہر وقت ذکر کیساتھ تروتازہ رہے (۴۵) اللہ کے
نزدیک پرہیزگار لوگوں میں زیادہ معزز وہ لوگ ہیں جو ذکر میں ہر وقت مشغول رہتے ہوں
اس لئے کہ تقویٰ کا منتہا جنت ہے اور ذکر کا منتہا اللہ کی معیت ہے (۴۶) دل میں ایک خاص
قسم کی قسوت (سختی) ہے جو ذکر کے علاوہ کسی چیز سے بھی نرم نہیں ہوتی (۴۷) ذکر دِل کی
بیماریوں کا علاج ہے (۴۸) ذکر اللہ کے ساتھ دوستی کی جڑ ہے، اور ذکر سے غفلت اس کے
ساتھ دشمنی کی جڑ ہے (۴۹) اللہ کے ذکر کے برابر کوئی چیز نعمتوں کی کھینچنے والی اور اللہ کے
عذاب کو ہٹانے والی نہیں ہے (۵۰) ذکر کرنے والے پر اللہ کی صلوٰۃ (رحمت) اور فرشتوں
کی صلوٰۃ (دعاء) ہوتی ہے (۵۱) جو شخص یہ چاہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی جنت کے
باغوں میں رہے وہ ذکر کی مجلس میں بیٹھے، کیونکہ یہ مجالس جنت کے باغ ہیں (۵۲) ذکر کی
مجلسیں فرشتوں کی مجلسیں ہیں (احادیث مذکورہ میں یہ مضمون مفصل گذر چکا ہے)
(۵۳) اللہ جل شانہٗ ذکر کرنے والوں پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں (۵۴) ذکر پر
مداومت کرنے والا جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوتا ہے (۵۵) تمام اعمال اللہ کے ذکر

ہی کیواسطے مقرر کیے گئے ہیں (۵۶) تمام اعمال میں وہی عمل افضل ہے جس میں ذکر کثرت سے کیا جائے، روزوں میں وہ روزہ افضل ہے جس میں ذکر کثرت سے ہو، حج میں وہ حج افضل ہے جس میں ذکر کی کثرت ہو، اسی طرح اور اعمالِ جہاد وغیرہ کا حکم ہے (۵۷) یہ نوافل اور دوسری نفل عبادات کے قائم مقام ہے، چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ فقراء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یہ مال دار لوگ بڑے بڑے درجے حاصل کرتے ہیں، یہ روزے نماز میں ہمارے شریک ہیں اور اپنے مالوں کی وجہ سے حج، عمرہ، جہاد میں ہم سے سبقت لیجاتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جس سے کوئی شخص تم تک نہ پہونچ سکے، مگر وہ شخص جو یہ عمل کرے، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنے کو فرمایا (جیساکہ باب نمبر ۳ فصل نمبر ۲ حدیث نمبر ۷ میں آرہا ہے) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج، عمرہ، جہاد وغیرہ ہر عبادت کا بدل ذکر کو قرار دیا ہے (۵۸) ذکر دوسری عبادات کے لئے بڑا معین و مددگار ہے کہ اس کی کثرت سے ہر عبادت محبوب بن جاتی ہے، اور عبادات میں لذت آنے لگتی ہے اور کسی عبادت میں بھی مشقت اور بار نہیں رہتا (۵۹) ذکر کی وجہ سے ہر مشقت آسان بن جاتی ہے اور ہر دشوار چیز سہل ہو جاتی ہے اور ہر قسم کے بوجھ میں خفت ہوتی ہے اور ہر مصیبت زائل ہو جاتی ہے (۶۰) ذکر کی وجہ سے دل سے خوف و ہراس دُور ہو جاتا ہے، ڈر کے مقام پر اطمینان پیدا کرنے اور خوف کے زائل کرنے میں اللہ کے ذکر کو خصوصی دخل ہے، اور اس کی یہ خاص تاثیر ہے جتنی بھی ذکر کی کثرت ہوگی اتنا ہی اطمینان نصیب ہوگا، اور خوف زائل ہوگا (۶۱) ذکر کی وجہ سے آدمی میں ایک خاص قوت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ ایسے کام اس سے صادر ہونے لگتے ہیں جو دشوار نظر آتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضؓ کو جب انھوں نے چکّی کی مشقت اور کاروبار کی دشواری کی وجہ سے ایک خادم طلب کیا تھا تو سوتے وقت سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳، ۳۳ مرتبہ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ مرتبہ پڑھنے کا حکم فرمایا تھا، اور یہ ارشاد فرمایا تھا کہ یہ خادم سے بہتر ہے (۶۲) آخرت کے لئے کام کرنے والے سب دوڑ رہے ہیں اور اس

دوڑ میں ذاکرین کی جماعت سب سے آگے ہے، عمر مولیٰ غفرہ سے نقل کیا گیا ہے کہ قیامت میں جب لوگوں کو اعمال کا ثواب ملیگا تو بہت سے لوگ اس وقت حسرت کریں گے کہ ہم نے ذکر کا اہتمام کیوں نہ کیا کہ سب سے زیادہ سہل عمل تھا، ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مفرّد لوگ آگے بڑھ گئے صحابہؓ نے عرض کیا کہ مفرّد لوگ کون ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ذکر پر مرمٹنے والے کہ ذکر اُن کے بوجھوں کو ہلکا کر دیتا ہے (۶۳) ذکر کرنیوالے کی اللہ تعالیٰ شانہٗ تصدیق کرتے ہیں اور اسکو سچا بتاتے ہیں، اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ خود سچا بتائیں اسکا حشر جھوٹوں کیساتھ نہیں ہو سکتا، حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں میرے بندے نے سچ کہا ہے میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں سب سے بڑا ہوں،

(۶۴) ذکر سے جنت میں گھر تعمیر ہوتے ہیں، جب بندہ ذکر سے رُک جاتا ہے تو فرشتے تعمیر سے رُک جاتے ہیں، جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ فلاں تعمیر تم نے کیوں روک دی تو وہ کہتے ہیں کہ اس تعمیر کا خرچ ابھی تک آیا نہیں ہے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ سات مرتبہ پڑھے ایک گنبد اس کیلئے جنت میں تعمیر ہو جاتا ہے (۶۵) ذکر جہنم کیلئے آڑ ہے، اگر کسی بد عملی کی وجہ سے جہنم کا مستحق ہو جائے تو ذکر درمیان میں آڑ بن جاتا ہے، اور جتنی ذکر کی کثرت ہو گی اتنی ہی پختہ آڑ ہو گی (۶۶) ذکر کرنے والے کیلئے فرشتے استغفار کرتے ہیں، حضرت عمرو بن العاصؓ سے ذکر کیا گیا ہے کہ جب بندہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کہتا ہے یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہتا ہی تو فرشتے دعاء کرتے ہیں کہ اے اللہ اسکی مغفرت فرما (۶۷) جس پہاڑ پر یا میدان میں اللہ کا ذکر کیا جائے وہ فخر کرتے ہیں، حدیث میں آیا ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو آواز دے کر پوچھتا ہے کہ کوئی ذکر کرنیوالا تجھ پر آج گذرا ہی، اگر وہ کہتا ہی کہ گذرا ہی تو وہ خوش ہوتا ہے (۶۸) ذکر کی کثرت نفاق سے بری ہونے کا اطمینان (اور سند) ہے، کیونکہ اللہ جل شانہٗ نے منافقوں کی صفت یہ بیان کی ہی کہ لَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ (نہیں ذکر کرتے اللہ کا مگر تھوڑا سا) کعب احبارؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرے وہ نفاق سے بری ہے، (۶۹) تمام نیک اعمال

کے مقابلہ میں ذکر کیلئے ایک خاص لذت ہے جو کسی عمل میں بھی نہیں پائی جاتی، اگر ذکر میں اس لذت کے سوا کوئی بھی فضیلت نہ ہوتی تو یہی چیز اسکی فضیلت کیلئے کافی تھی، مالک بن دینار کہتے ہیں کہ لذت پانیوالے کسی چیز میں بھی ذکر کے برابر لذت نہیں پاتے (۷۰) ذکر کرنیوالوں کے چہرہ پر دنیا میں رونق اور آخرت میں نور ہوگا (۷۱) جو شخص راستوں میں اور گھروں میں سفر میں اور حضر میں کثرت سے ذکر کرے قیامت میں اس کے گواہی دینے والے کثرت سے ہوں گے، حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن کے بارے میں فرماتے ہیں یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا اس دن زمین اپنی خبریں بیان کریگی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جانتے ہو اسکی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ نے لاعلمی ظاہر کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مرد و عورت نے جو کام زمین پر کیا ہے وہ بتائیگی، کہ فلاں دن فلاں وقت مجھ پر یہ کام کیا ہے (نیک ہو یا بُرا) اس لئے مختلف جگہوں میں کثرت سے ذکر کرنیوالوں کے گواہ بھی بکثرت ہوں گے (۷۲) زبان جتنی دیر ذکر میں مشغول رہیگی لغویات، جھوٹ، غیبت وغیرہ سے محفوظ رہیگی، اس لئے کہ زبان چُپ تو رہتی ہی نہیں، یا ذکر اللہ میں مشغول ہوگی ورنہ لغویات میں، اسی طرح دل کا حال ہے کہ اگر وہ اللہ کی محبت میں مشغول نہ ہوگا تو مخلوق کی محبت میں مبتلا ہوگا، (۷۳) شیاطین آدمی کے کھلے دشمن ہیں اور ہر طرح سے اس کو وحشت میں ڈالتے رہتے ہیں، اور ہر طرف سے اس کو گھیرے رہتے ہیں، جس شخص کا یہ حال ہو کہ اس کے دشمن ہر وقت اس کا محاصرہ کئے رہتے ہوں اس کا جو حال ہوگا ظاہر ہے، اور دشمن بھی ایسے کہ ہر ایک انمیں سے یہ چاہے کہ جو تکلیف بھی پہنچا سکوں پہنچاؤں، ان لشکروں کو ہٹانیوالی چیز ذکر کے سوا کوئی نہیں ہے، بہت سی احادیث میں بہت سی دُعائیں آئی ہیں جن کے پڑھنے سے شیطان قریب بھی نہیں آتا، اور سوتے وقت پڑھنے سے رات بھر حفاظت رہتی ہے، حافظ ابن قیمؒ نے بھی ایسی دعائیں متعدد ذکر کی ہیں، اُن کے علاوہ مصنف نے چھ نمبروں میں انواعِ ذکر کا تفاضل اور ذکر کی بعض کلی فضیلتیں ذکر کی ہیں، اور اس کے بعد پچھتّر فصلیں خصوصی دُعاؤں میں جو خاص خاص اوقات میں وارد ہوئی ہیں ذکر کی ہیں، جن کو اختصار کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے، کہ توفیق والے کیلئے جو ذکر کیا گیا ہے یہ بھی کافی سے زیادہ ہے اور جسکو توفیق نہیں ہے اس کیلئے ہزارہا فضائل بھی بیکار ہیں،

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ؕ

باب دوم کلمۂ طیبہ

کلمۂ طیبہ جس کو کلمۂ توحید بھی کہا جاتا ہے، جس کثرت سے قرآن پاک اور حدیث شریف میں ذکر کیا گیا ہے شاید ہی اس کثرت سے کوئی دوسری چیز ذکر کی گئی ہو، اور جبکہ اصل مقصود تمام شرائع اور تمام انبیاء کی بعثت سے توحید ہی ہے تو پھر جتنی کثرت سے اس کا بیان ہو وہ قرین قیاس ہے، کلام پاک میں مختلف عنوانات اور مختلف ناموں سے اس پاک کلمہ کو ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ کلمۂ طیبہ، قول ثابت، کلمۂ تقویٰ، مقالید السمٰوات والارض (آسمانوں اور زمینوں کی کنجیاں) وغیرہ الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ آئندہ آیات میں آرہا ہے، امام غزالیؒ نے احیاء میں نقل کیا ہے کہ یہ کلمۂ توحید ہے، کلمۂ اخلاص ہے، کلمۂ تقویٰ ہے، کلمۂ طیبہ ہے، عروۃ الوثقیٰ ہے، دعوۃ الحق ہے ثمن الجنۃ ہے، اور چونکہ قرآن پاک میں مختلف عنوانات سے اس کو ذکر فرمایا گیا ہے، اس لئے اس باب کو تین فصلوں پر منقسم کیا گیا، **پہلی فصل** میں اُن آیات کا ذکر ہے جن میں کلمۂ طیبہ مراد ہے، اور کلمۂ طیبہ کا لفظ نہیں ہے، اس لئے ان آیات کی مختصر تفسیر حضرات صحابۂ کرام اور خود سید البشر علیہ افضل الصلوات والسلام سے نقل کی گئی، **دوسری فصل** میں اُن آیات کا حوالہ ہے جنمیں کلمۂ طیبہ پورا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تمام کا تمام ذکر کیا گیا ہے، یا کسی معمولی تغیر کے ساتھ جیسے:- لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور چونکہ انمیں یہ کلمہ خود ہی موجود ہے یا اس کا ترجمہ دوسرے الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے اس لئے ان آیات کے ترجمہ کی ضرورت نہیں سمجھی صرف حوالہ سورۃ اور رکوع پر اکتفاء کیا گیا، اور **تیسری فصل** میں اُن احادیث کا ترجمہ اور مطلب ذکر کیا گیا جن میں اس پاک کلمہ کی ترغیب اور حکم فرمایا گیا، وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ،

پہلی فصل

اُن آیات میں جنمیں لفظ کلمۂ طیبہ کا نہیں ہے اور مراد کلمۂ طیبہ ہے؛

(۱) اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ

"کیا آپکو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی اچھی مثال بیان فرمائی ہے کلمۂ طیبہ کی کہ وہ

وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۙ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾

(سورۂ ابراهیم، رکوع ۴)

مشابہ ہے ایک عمدہ پاکیزہ درخت کے جسکی جڑ زمین کے اندر گڑی ہوئی ہو اور اسکی شاخیں اوپر آسمان کی طرف جارہی ہوں اور وہ درخت اللہ کے حکم سے ہر فصل میں پھل دیتا ہو (یعنی خوب پھلتا ہو) اور اللہ تعالیٰ مثالیں اس لئے بیان فرماتے ہیں تاکہ لوگ خوب سمجھ لیں، اور خبیث کلمہ (یعنی کلمۂ کفر) کی مثال ایسی ہے جیسے ایک خراب درخت ہو کہ وہ زمین کے اوپر سے اکھاڑ لیا جاوے اور اس کو زمین میں ثبات نہ ہو"

فائدہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کلمۂ طیبہ سے کلمۂ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مراد ہے جس کی جڑ مؤمن کے قول میں ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں کہ اس کی وجہ سے مؤمن کے اعمال آسمان تک جاتے ہیں، اور کلمۂ خبیثہ شرک ہے کہ اس کیساتھ کوئی عمل قبول نہیں ہوتا، ایک دوسری حدیث میں ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہر وقت پھل دینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو دن رات ہر وقت یاد کرتا ہو، حضرت قتادہؒ تابعی نقل کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ مالدار (صدقات کی بدولت) سارا ثواب اُڑا لیگئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا بتاؤ تو سہی اگر کوئی شخص سامان کو اوپر نیچے رکھتا چلا جاوے تو کیا آسمان پر چڑھ جائیگا؟ میں تجھے ایسی چیز بتاؤں جس کی جڑ زمین میں ہو اور شاخیں آسمان پر، ہر نماز کے بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ دس دس مرتبہ پڑھا کر، اس کی جڑ زمین میں ہے اور شاخیں آسمان پر،

(۲) مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۭ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ۭ

(سورۂ فاطر، رکوع ۲)

"جو شخص عزت حاصل کرنا چاہے تو وہ اللہ ہی سے عزت حاصل کرے کیونکہ ساری عزت اللہ ہی کیواسطے ہے اسی تک اچھے کلمے پہنچتے ہیں اور نیک عمل اُن کو پہنچاتا ہے"۔

فائدہ: اچھے کلموں سے مراد بہت سے مفسرین کے نزدیک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہی جیسا کہ

عام مفسرین نے نقل کیا ہے اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد کلماتِ تسبیح ہیں، جیساکہ دوسرے باب میں آئے گا،

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۚ (سورۂ انعام، رکوع ۱۴) ③ "اور تیرے رب کا کلمہ سچائی اور انصاف (واعتدال) کے اعتبار سے پورا ہے"

فائدہ:۔ حضرت انس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ رب کے کلمہ سے مراد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہے، اور اکثر مفسرین کے نزدیک اس سے کلام اللہ شریف مراد ہے،

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ (سورۂ ابراھیم، رکوع ۴) ④ "اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ) سے دُنیا اور آخرت دونوں میں مضبوط رکھتا ہے، اور کافروں کو دونوں جہانمیں بچلادیتا ہے اور اللہ تعالیٰ (اپنی حکمت سے) جو چاہتا ہے کرتا ہے"۔

فائدہ: حضرت براء فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب قبر میں سوال ہوتا ہے تو مسلمان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دیتا ہے آیت شریفہ میں پکی بات سے یہی مراد ہے، حضرت عائشہ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ اس سے مراد قبر کا سوال وجواب ہے، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ مسلمان جب مرتا ہے تو فرشتے اُس وقت حاضر ہوتے ہیں اس کو سلام کرتے ہیں، جنّت کی خوشخبری دیتے ہیں، جب وہ مرجاتا ہے تو فرشتے اُس کے ساتھ جاتے ہیں، اس کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوتے ہیں اور جب وہ دفن ہوجاتا ہے تو اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال وجواب ہوتے ہیں جن میں یہ بھی پوچھا جاتا ہے کہ تیری گواہی کیا ہے وہ کہتا ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، یہی مراد ہے آیت شریفہ میں، حضرت ابوقتادہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں پکی بات سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے، اور آخرت میں قبر کا سوال و جواب مراد ہے، حضرت طاؤس سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے،

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۖ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ ⑤ "سچا پکارنا اُسی کیلئے خاص ہے اور (خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ انکی درخواست کو

اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۚ وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ (سورۂ رعد، رکوع ۲)

اس سے زیادہ منظور نہیں کر سکتے جتنا پانی اس شخص کی درخواست کو منظور کرتا ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے اور اس پانی کو اپنی طرف بلائے تاکہ وہ اس کے مُنہ تک آجائے اور وہ (پانی اُڑ کر) اس کے مُنہ تک آنیوالا کسی طرح بھی نہیں اور کافروں کی درخواست محض بے اثر ہے "

فائدہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ دعوۃ الحق سے مراد توحید یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہی حضرت ابن عباسؓ سے بھی یہی منقول ہے کہ دعوۃ الحق سے شہادت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی مراد ہے، اسی طرح ان کے علاوہ دوسرے حضرات سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے،

(۶) قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ (سورۂ آل عمران، رکوع ۷)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسے کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان (مسلّم ہونے میں) برابر ہے وہ یہ کہ بجز اللہ تعالیٰ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب قرار نہ دے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر پھر اس کے بعد بھی وہ اعراض کریں تو تم لوگ کہہ دو کہ تم اس کے گواہ رہو کہ ہم لوگ تو مسلمان ہیں "

فائدہ: آیت شریفہ کا مضمون خود ہی صاف ہے، کہ کلمہ سے مراد توحید اور کلمہ طیبہ ہے، حضرت ابو العالیہ اور مجاہدؒ سے صراحت کے ساتھ منقول ہے کہ کلمہ سے مراد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہے،

(۷) كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّھُمْ ۭ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم لوگ (سب اہل مذاہب سے) بہترین جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کو نفع پہنچانے کے لئے ظاہر کی گئی ہے، تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان

(سورۂ آلِ عمران، رکوع ۱۲) رکھتے ہو، اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کیلئے بہتر تھا، ان میں سے بعض تو مسلمان ہیں (جو ایمان لے آئے) لیکن اکثر حصہ انہیں سے کافر ہیں"

فائدہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ (اچھی بات کا حکم کرتے ہو) کا مطلب یہ ہے کہ اس کا حکم کرتے ہو کہ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دیں اور اللہ کے احکام کا اقرار کریں اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ساری اچھی چیزوں میں سے بہترین چیز ہے اور سب سے بڑھی ہوئی۔

(٨) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ ۚ (سورۂ ھود، رکوع ۱۰)

"اور (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نماز کی پابندی رکھئے دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں بیشک نیک کام مٹا دیتے ہیں (نامۂ اعمال سے) بُرے کاموں کو، یہ بات ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے"

فائدہ: اس آیتِ شریفہ کی تفسیر میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت شریفہ کی توضیح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ نیکیاں (اعمالنامہ سے) برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، حضرت ابوذرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمادیجئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ سے ڈرتے رہو جب کوئی برائی صادر ہو جائے فوراً کوئی بھلائی اس کے بعد کرو تاکہ اس کی مکافات ہو جائے اور وہ زائل ہو جائے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بھی نیکیوں میں شمار ہے، یعنی اُس کا وِرد اُس کا پڑھنا بھی اس میں داخل ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو نیکیوں میں افضل ترین چیز ہے، حضرت انسؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جو بندہ رات میں یا دن میں کسی وقت بھی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتا ہے اس کے اعمال نامہ سے برائیاں دُھل جاتی ہیں،

(٩) اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَیَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ

"بیشک اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں عدل کا اور احسان کا اور قرابت داروں کو دینے کا اور

وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ج يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ (سورۂ نحل، رکوع ۱۳)

منع فرماتے ہیں فحش باتوں سے اور بُری باتوں سے اور کسی پر ظلم کرنے سے، حق تعالیٰ شانہ تم کو نصیحت فرماتے ہیں تاکہ تم نصیحت کو قبول کرو"

فائدہ: عدل کے معنی تفاسیر میں مختلف آئے ہیں، ایک تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی منقول ہے کہ عدل سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کرنا ہے، اور احسان سے مراد فرائض کا ادا کرنا ہے،

(۱۰) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (سورۂ احزاب، رکوع ۹)

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور راستی کی (پکی) بات کہو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال اچھے کر دیگا اور گناہ معاف فرما دیگا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریگا، وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا"

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عکرمہؓ دونوں حضرات سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا کے معنی یہ ہیں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا کرو، ایک حدیث میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ پکے اعمال تین چیزیں ہیں، ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنا (غمی ہو یا خوشی، تنگی ہو یا فراخی)، دوسرے اپنے بارے میں انصاف کا معاملہ کرنا (یہ نہ ہو کہ دوسروں پر تو زور دکھلائے اور جب کوئی اپنا معاملہ ہو تو ادھر اُدھر کی کہنے لگے)، تیسرے بھائی کے ساتھ مالی ہمدردی کرنا،

(۱۱) فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ لا الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (سورۂ زمر، رکوع ۲)

"پس آپؐ میرے ایسے بندوں کو خوشخبری سُنا دیجئے جو اس کلام پاک کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر اسکی بہترین باتوں کا اتباع کرتے ہیں یہی ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی اور یہی ہیں جو اہلِ عقل ہیں"

فائدہ: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن زیدؓ، حضرت ابو ذرؓ

غفاریؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ یہ تینوں حضرات جاہلیت کے زمانہ ہی میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرتے تھے، اور یہی مراد ہے اس آیت شریفہ میں احسن القول سے، حضرت زید بن اسلمؓ سے بھی اس کے قریب ہی منقول ہے کہ یہ آیتیں ان تین آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو جاہلیت کے زمانہ میں بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرتے تھے، زید بن عمرو بن نفیلؓ اور ابو ذر غفاریؓ اور سلمان فارسیؓ،

(۱۲) وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِیْنَ ۝ لِیُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ عَمِلُوْا وَیَجْزِیَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۂ زمر، رکوع ۴)

"اور جو لوگ (اللہ کی طرف سے یا اسکے رسول کی طرف سے) سچی بات لیکر آئے اور خود بھی اسکی تصدیق کی (اس کو سچا جانا) تو یہ لوگ پرہیزگار ہیں، یہ لوگ جو کچھ چاہیں گے انکے لئے انکے پروردگار کے پاس سب کچھ ہے، یہ بدلہ ہے نیک کام کرنیوالوں کا، تاکہ اللہ تعالیٰ اُن کے بُرے اعمال کو ان سے دُور کردے (اور معاف کردے) اور نیک کاموں کا بدلہ (ثواب) دے"

فائدہ: جو لوگ اللہ کی طرف سے لانیوالے ہیں وہ انبیا علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اور جو لوگ اسکے رسول کی طرف سے لانیوالے ہیں وہ علماء کرام ہیں شکر اللہ سعیہم، حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ سچی بات سے مراد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے، بعض مفسرین سے نقل کیا گیا ہے کہ اَلَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ (جو شخص سچی بات اللہ کی طرف سے لیکر آیا) سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور صَدَّقَ بِهٖ (وہ لوگ جنھوں نے اسکی تصدیق کی) سے مراد مؤمنین ہیں،

(۱۳) اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ

بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ (جل جلالہٗ) ہے پھر مستقیم رہے (یعنی جمے رہے اس کو چھوڑا نہیں) اُن پر فرشتے اُتریں گے (موت کے وقت اور قیامت میں یہ کہتے ہوئے) کہ نہ اندیشہ کرو نہ رنج کرو اور خوش خبری لو

فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ (سورۂ حٰمٓ سجدہ، رکوع ۴)

اُس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے، ہم تمہارے رفیق تھے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے، اور آخرت میں تمہارے لئے جس چیز کو تمہارا دل چاہے وہ موجود ہے اور وہاں جو تم مانگو گے ملے گا (اور یہ سب انعام و اکرام) بطور مہمانی کے ہے اللہ عزوجل کی طرف سے (کہ تم اس کے مہمان ہوگے اور مہمان کا اکرام کیا جاتا ہے)"

فائدہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ثُمَّ اسْتَقَامُوا کے یہ معنی ہیں کہ پھر لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے اقرار پر قائم رہے، حضرت ابراہیمؒ اور حضرت مجاہدؒ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ پھر لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پر مرنے تک قائم رہے، شرک وغیرہ میں مبتلا نہیں ہوئے،

⑭ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ○ (سورۂ حٰمٓ سجدہ، رکوع ۵)

"بات کی عمدگی کے لحاظ سے کون شخص اس سے اچھا ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں"

فائدہ: حضرت حسنؒ کہتے ہیں کہ دَعَا إِلَى اللّٰهِ سے مؤذن کا لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنا مراد ہے، عاصم بن ہبیرہؒ کہتے ہیں کہ جب تو اذان سے فارغ ہو تو لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ کہا کر،

⑮ هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ (سورۂ رحمٰن، رکوع ۳)

"بھلا احسان کا بدلہ احسان کے سوا اور بھی کچھ ہو سکتا ہے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے"

فائدہ: حضرت ابن عباسؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آیت شریفہ کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص پر میں نے دنیا میں لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنے کا انعام کیا بھلا آخرت میں جنت کے سوا اور کیا بدلہ ہو سکتا ہے، حضرت عکرمہؓ سے بھی یہی منقول ہے کہ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنے کا بدلہ جنت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے، حضرت حسنؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے،

⑯ فَأَنزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ

"پس اللہ تعالیٰ نے اپنی سکینہ (سکون تحمل یا خاص رحمت) اپنے رسول پر نازل فرمائی

التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ط (سورۂ فتح رکوع ۳)

اور مؤمنین برادران کو تقویٰ کے کلمہ پر (تقویٰ کی بات پر) جمائے رکھا اور وہی اس کلمہ کے مستحق اور اہل تھے"

فائدہ، تقویٰ کے کلمہ سے مراد اکثر روایات میں یہی وارد ہوا ہے کہ کلمۂ طیبہ ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ و حضرت سلمہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہے، اور حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمرؓ وغیرہ بہت سے صحابہ سے یہی نقل کیا گیا ہے، عطاء خراسانی سے پورا کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نقل کیا گیا ہے، حضرت علیؓ سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ بھی نقل کیا گیا ہے، ترمذیؒ نے حضرت براءؓ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے،

(۱۷) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ٥ (سورۂ اعلیٰ، رکوع ۱)

"فلاح کو پہنچ گیا وہ شخص جس نے تزکیہ کر لیا (پاکی حاصل کی)"

فائدہ، حضرت جابرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ تزکّٰی سے مراد یہ ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دے، اور بتوں کو خیرباد کہے، حضرت عکرمہؓ کہتے ہیں کہ تزکّٰی کے معنی یہ ہیں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے، یہی حضرت ابن عباسؓ سے بھی نقل کیا گیا ہے،

(۱۸) فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ٥ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ٥ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ٥ (سورۂ لیل، رکوع ۱)

"پس جس شخص نے (اللہ کی راہ میں مال) دیا اور اللہ سے ڈرا اور (اچھی بات کی تصدیق کی تو آسان کر دینگے ہم اسکو آسانی کی چیز کے لئے"

فائدہ، آسانی کی چیز سے جنت مراد ہے کہ ہر قسم کی راحت اور سہولتیں وہاں میسّر ہیں، اور مطلب یہ ہے کہ ایسے اعمال کی توفیق اس کو دیں گے جس سے وہ اعمال سہولت سے ہونے لگیں گے جو جنت میں جلد پہنچا دینے والے ہوں، اکثر مفسرین سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے،

حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اچھی بات کی تصدیق سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تصدیق مراد ہے، ابو عبدالرحمن سلمیؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ اچھی بات سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مراد ہے، حضرت امام اعظمؒ نے بروایت ابوالزبیر حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى پڑھا اور ارشاد فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تصدیق کرے اور کَذَّبَ بِالْحُسْنٰى پڑھا اور ارشاد فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تکذیب کرے،

(۱۹) مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ (سورۂ انعام، رکوع ۲۰)

"جو شخص نیک کام کریگا اس کو (کم از کم) دس حصے ثواب کے ملیں گے، اور جو بُرا کام کریگا اس کو اسکے برابر ہی بدلہ ملے گا اور اُن لوگوں پر ظلم نہ ہوگا (کہ کوئی نیکی درج نہ کیجائے یا بدی کو بڑھا کر لکھ لیا جائے)"

فائدہ، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آیت شریفہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ نازل ہوئی تو کسی شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بھی حسنہ (نیکی) میں داخل ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو ساری نیکیوں میں افضل ہے،

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حسنہ سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مراد ہے، حضرت ابوہریرہؓ غالباً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مراد ہے، حضرت ابوذرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو ساری نیکیوں میں افضل ہے، جیسا کہ آیت نمبر ۸ کے ذیل میں گذر چکا ہے، حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ دس گنا ثواب عوام کے لئے ہے، مہاجرین کے لئے سات سو گنا تک ثواب ہو جاتا ہے،

(۲۰) حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِى الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ (سورۂ غافر، رکوع ۱)

"یہ کتاب اُتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ کا بخشنے والا ہے اور توبہ کا قبول کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے قدرت (یا عطا) والا ہے، اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے"

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اس آیتِ شریفہ کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے کہ گناہ کی مغفرت فرمانے والا ہے اس شخص کیلئے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے، اور توبہ قبول کرنیوالا ہے اس شخص کی جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے، سخت عذاب والا ہے اس شخص کے لئے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہ کہے، ذِی الطَّوْلِ کے معنی غنا والا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَد ہے کفارِ قریش پر جو توحید کے قائل نہ تھے، اور اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ کے معنی اسی کی طرف لوٹنا ہے اس شخص کا جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے، تاکہ اس کو جنت میں داخل کرے، اور اسی کی طرف لوٹنا ہے اس شخص کا جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہ کہے تاکہ اس کو جہنم میں داخل کرے،

(۲۱) فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا ط (سورۂ بقرہ، رکوع ۳۴)

"پس جو شخص شیطان سے بد اعتقاد ہو اور اللہ کے ساتھ خوش عقیدہ ہو تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ پکڑ لیا جس کو کسی طرح شکستگی نہیں"

فائدہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى (مضبوط حلقہ) پکڑ لیا، یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا، سفیانؒ سے بھی یہی منقول ہے کہ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى سے کلمۂ اخلاص مراد ہے،

تکمیل

قلت وقد ورد فی تفسیر آیات اخر عدیدة ایضا ان المراد ببعض الالفاظ فی هذه الآیات کلمة التوحید عند بعضهم فقد قال الراغب فی قوله تعالیٰ فی قصة زکریا مصدقا بکلمة قیل کلمة التوحید وکذا قال فی قوله تعالیٰ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ الآیة قیل هی کلمة التوحید واقتصرت علیٰ ما مر للاختصار

فصل دوم

میں اُن آیات کا ذکر ہے جن میں کلمۂ طیبہ کا ذکر کیا گیا ہے

اکثر جگہ پورا کلمہ مذکور ہے اور کہیں مختصر اور کہیں دوسرے الفاظ میں، بعینہٖ کلمۂ طیبہ کے معنی مذکور ہیں کہ کلمۂ طیبہ (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) کے معنی ہیں "کوئی معبود نہیں ہے اللہ پاک کے سوا" یہی معنی مَامِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ کے ہیں کہ کوئی معبود نہیں ہے اس کے سوا، یہی معنیٰ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کے ہیں، اور یہی معنی قریب قریب ہیں لَا نَعْبُدُ اِلَّا اللّٰہَ کے کہ نہیں عبادت کرتے ہم اللہ کے سوا کسی کی، اور یہی معنی ہیں لَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِیَّاہُ کے کہ نہیں عبادت کرتے ہیں ہم اس کے سوا کسی کی، اسی طرح اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ کے معنی ہیں اس کے سوا نہیں کہ معبود وہی ایک ہے، اسی طرح اور آیات بھی ہیں جن کا مفہوم کلمۂ طیبہ ہی کے ہم معنی ہے، ان آیات کی سورتوں اور رکوعوں کا حوالہ اسی لئے لکھا جاتا ہے کہ پوری آیت کا ترجمہ کوئی دیکھنا چاہے تو مترجم قرآن شریف کو سامنے رکھ کر حوالوں سے دیکھتا رہے، اور حق تو یہ ہے کہ سارا ہی کلام مجید کلمۂ طیبہ کا مفہوم ہے کہ اصل مقصد قرآن شریف کا اور تمام دین کا توحید ہی ہے، توحید ہی کی تعلیم کیلئے مختلف زبانوں میں مختلف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے، توحید ہی سب مذاہب میں مشترک رہی ہے، اور توحید کے اثبات کے لئے مختلف عنوانات اختیار فرمائے گئے ہیں، اور یہی مفہوم کلمۂ طیبہ کا ہے،

(۱) وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ہ (سورۂ بقرہ، رکوع ۱۹) (۲) اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (سورۂ بقرہ، رکوع ۳۴) (۳) اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (سورۂ آل عمران رکوع ۱) (۴) شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ (سورۂ آل عمران، رکوع ۲) (۵) لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (سورۂ آلِ عمران رکوع ۲) (۶) وَمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ وَاِنَّ اللّٰہَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ہ (سورۂ آل عمران، رکوع ۶) (۷) تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ (سورۂ آلِ عمران رکوع ۷) (۸) اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَیَجْمَعَنَّکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ

رسورۂ نساء رکوع ۱۱) (۹) وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ رسورۂ مائدہ رکوع ۱۰) (۱۰) قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ رسورۃ انعام رکوع ۲) (۱۱) مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ رسورہ انعام، رکوع ۵) (۱۲) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رسورہ انعام رکوع ۱۳) (۱۳) لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ رسورۂ انعام رکوع ۱۳) (۱۴) قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا رسورۂ اعراف رکوع ۱۶) (۱۵) لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ رسوۂ اعراف رکوع ۲۰) (۱۶) وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رسورۂ توبہ رکوع ۵) (۱۷) حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رسورۂ توبہ، رکوع ۱۶) (۱۸) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ رسورۂ یونس رکوع ۱) (۱۹) فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ رسورۂ یونس، رکوع ۴) (۲۰) قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ رسورۂ یونس رکوع ۹) (۲۱) فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ رسورۂ یونس ۱۱) (۲۲) فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رسورۂ ہود رکوع ۲) (۲۳) اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ رسورۂ ہود، رکوع ۳) (۲۴، ۲۵، ۲۶) قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ رسورۂ ہود رکوع ۵، ۶، ۸) (۲۷) ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رسورۂ یوسف رکوع ۵) (۲۸) اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ رسورۂ یوسف رکوع ۵) (۲۹) قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رسورۂ رعد رکوع ۴) (۳۰) وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ رسورۂ ابراہیم رکوع ۷) (۳۱) لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ، رسورۂ نحل رکوع ۱) (۳۲) اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ رسورۂ نحل، رکوع ۳) (۳۳) اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ رسورۂ نحل رکوع ۷) (۳۴) لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ، رسورہ بنی اسرائیل رکوع ۲) (۳۵) قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ رسورۂ بنی اسرائیل رکوع ۵) (۳۶) فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا رسورۂ کہف رکوع ۲) (۳۷) هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ط رسورۂ کہف رکوع ۲) (۳۸) يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

وَاحِدٌ (سورہ کہف رکوع ۱۲) (۳۹) وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ (سورہ مریم رکوع ۱)
(۴۰) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورہ طٰہٰ رکوع ۱) (۴۱) اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ
(سورہ طٰہٰ رکوع ۱) (۴۲) اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورہ طٰہٰ رکوع ۵)
(۴۳) لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (سورہ انبیاء رکوع ۲) (۴۴) اَمِ اتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً (سورہ انبیاء رکوع ۲) (۴۵) اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا
(سورہ انبیاء رکوع ۲) (۴۶) اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا (سورہ انبیاء رکوع ۴)
(۴۷) اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ (سورہ انبیاء
رکوع ۵) (۴۸) لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ (سورہ انبیاء رکوع ۶) (۴۹) اِنَّمَا يُوْحٰٓى
اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (سورہ انبیاء رکوع ۷) (۵۰) فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا (سورہ حج رکوع ۵) (۵۱، ۵۲) اُعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ
(سورہ مؤمنون رکوع ۲) (۵۳) وَمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ (سورہ مومنون رکوع ۵)
(۵۴) فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورہ مؤمنون رکوع ۶) (۵۵) وَمَنْ
يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ (سورہ مومنون رکوع ۶)
(۵۶) ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ (پانچ مرتبہ سورہ نمل رکوع ۵ میں وارد ہے) (۵۷) وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ (سورہ قصص رکوع ۷) (۵۸) مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ
بِلَيْلٍ (سورہ قصص رکوع ۷) (۵۹) وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
(سورہ قصص رکوع ۹) (۶۰) وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (سورہ عنکبوت رکوع ۵)
(۶۱) لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (سورہ فاطر رکوع ۱) (۶۲) اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ
(سورہ صافات رکوع ۱) (۶۳) اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ
(سورہ صافات رکوع ۲) (۶۴) اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا (سورہ ص رکوع ۱)
(۶۵) وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (سورہ ص رکوع ۵) (۶۶) هُوَ اللّٰهُ
الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (سورہ زمر رکوع ۱) (۶۷) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ (سورہ زمر رکوع ۱) (۶۸) لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (سورہ مؤمن رکوع ۱)

(۶۹) لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ (سورۂ مؤمن رکوع ۷) (۷۰) هُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ (سورۂ مؤمن رکوع ۷) (۷۱) یُوْحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (سورۂ حٰمٓ سجدہ رکوع ۱) (۷۲) اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ (سورۂ حٰمٓ سجدہ رکوع ۲) (۷۳) اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ (سورۂ شوریٰ رکوع ۲) (۷۴) اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ (سورۂ زخرف رکوع ۱۴) (۷۵) رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا (سورۂ دخان رکوع ۱) (۷۶) لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ (سورۂ دخان، رکوع ۱) (۷۷) اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ (سورۂ احقاف رکوع ۳) (۷۸) فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (سورۂ محمد رکوع ۲) (۷۹) وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (سورۂ ذاریات رکوع ۳) (۸۰) هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورۂ حشر رکوع ۳) (۸۱) اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (سورۂ ممتحنہ رکوع ۱) (۸۲) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورۂ تغابن رکوع ۲) (۸۳) رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورۂ مزمل رکوع ۱) (۸۴) لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ (سورۂ کافرون) (۸۵) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (سورۂ اخلاص)۔

یہ پچاسی ۸۵ آیات ہیں جن میں کلمہ طیبہ یا اس کا مضمون وارد ہوا ہے، ان کے علاوہ اور بھی آیات بکثرت ہیں جن میں اس کے معنی اور مفہوم وارد ہوا ہے، اور جیسا میں اس فصل کے شروع میں لکھ چکا ہوں توحید ہی اصل دین ہے اس لیے جتنا اس میں انہماک اور شغف ہوگا دین میں پختگی پیدا ہوگی، اسی لیے اس مضمون کو مختلف عبارات میں مختلف طریقوں سے ذکر فرمایا ہے کہ دل کی گہرائیوں میں اُتر جائے اور اندرونِ دل میں پختہ ہو جائے، اور دل میں اللہ کے ماسوا کی کوئی جگہ باقی نہ رہے ۞

فصلِ سوم

میں اُن احادیث کا ذکر ہے جن میں کلمۂ طیبہ کی ترغیب و فضائل ذکر فرمائے گئے ہیں، اس مضمون میں جب آیات اتنی کثرت سے ذکر فرمائی ہیں تو احادیث کا کیا پوچھنا، سب کا احاطہ ناممکن ہے، اس لئے چند احادیث بطور نمونہ کے ذکر کی جاتی ہیں:-

(۱) عَنْ جَابِرٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَفْضَلُ الدُّعَآءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمام اذکار میں افضل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اور تمام دعاؤں میں افضل اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔

کذا فی المشکوٰۃ بروایۃ الترمذی وابن ماجۃ وقال المنذری رواہ ابن ماجۃ والنسائی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم کلھم من طریق طلحۃ بن خراش عنہ وقال الحاکم صحیح الاسناد قلت رواہ الحاکم بسندین وصححھما واقرہ علیھما الذھبی وکذا رقم لہ بالصحۃ السیوطی فی الجامع۔

فائدہ: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا افضل الذکر ہونا تو ظاہر ہے، اور بہت سی احادیث میں کثرت سے وارد ہوا ہے، نیز سارے دین کا مدار ہی کلمۂ توحید پر ہو تو پھر اس کے افضل ہونے میں کیا تردد ہے، اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کو افضل دعا اس لحاظ سے فرمایا ہے کہ کریم کی ثناء کا مطلب سوال ہی ہوتا ہے، عام مشاہدہ ہے کہ کسی رئیس، امیر، نواب کی تعریف میں قصیدہ خوانی کا مطلب اس سے سوال ہی ہوتا ہے، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے اس کے بعد اس کو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بھی کہنا چاہئے، اس لئے کہ قرآن پاک میں فَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وارد ہے، ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ تمام ذکروں میں افضل اور سب سے بڑھا ہوا ذکر کلمۂ طیبہ ہے، کہ یہی دین کی وہ بنیاد ہے جس پر سارے دین کی تعمیر ہے اور یہ وہ پاک کلمہ ہے کہ دین کی چکی اسی کے گرد گھومتی ہے، اسی وجہ سے صوفیہ اور عارفین اسی کلمہ کا اہتمام فرماتے ہیں، اور سارے اذکار پر اس کو ترجیح دیتے ہیں، اور اسی کی جتنی

ممکن ہو کثرت کراتے ہیں کہ تجربہ سے اس میں جس قدر فوائد اور منافع معلوم ہوئے ہیں کسی دوسرے میں نہیں، چنانچہ سید علی بن میمون مغربی کا قصہ مشہور ہے کہ جب شیخ علوان حمویؒ جو ایک متبحر عالم اور مفتی اور مدرس تھے، سید صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سید صاحبؒ کی اُن پر خصوصی توجہ ہوئی تو ان کو سارے مشاغل درس و تدریس وفتویٰ وغیرہ سے روک دیا، اور سارا وقت ذکر میں مشغول کر دیا، عوام کا تو کام ہی اعتراض اور گالیاں دینا ہے لوگوں نے بڑا شور مچایا کہ شیخ کے منافع سے دنیا کو محروم کر دیا، اور شیخ کو ضائع کر دیا وغیرہ وغیرہ، کچھ دنوں بعد سید صاحبؒ کو معلوم ہوا کہ شیخ کسی وقت کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں، سید صاحبؒ نے اس کو بھی منع کر دیا تو پھر تو پوچھنا ہی کیا، سید صاحبؒ پر زندیقی اور بددینی کا الزام لگنے لگا، لیکن چند ہی روز بعد شیخ پر ذکر کا اثر ہو گیا اور دل رنگ گیا، تو سید صاحب نے فرمایا کہ اب تلاوت شروع کر دو، کلام پاک جو کھولا تو ہر ہر لفظ پر وہ وہ علوم و معارف کھلے کہ پوچھنا ہی کیا ہے، سید صاحبؒ نے فرمایا کہ میں نے خدانخواستہ تلاوت کو منع نہیں کیا تھا بلکہ اس چیز کو پیدا کرنا چاہا تھا،

چونکہ یہ پاک کلمہ دین کی اصل ہے ایمان کی جڑ ہے، اس لئے جتنی بھی اس کی کثرت کی جائے گی اتنی ہی ایمان کی جڑ مضبوط ہو گی، ایمان کا مدار اسی کلمہ پر ہے، بلکہ دنیا کے وجود کا مدار اسی کلمہ پر ہے، چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والا کوئی زمین پر ہو، دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ جب تک کوئی بھی اللہ اللہ کہنے والا روئے زمین پر ہو قیامت نہیں ہوگی،

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ مُوْسٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا رَبِّ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَذْکُرُكَ بِہٖ وَاَدْعُوْكَ بِہٖ قَالَ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ یَا رَبِّ کُلُّ عِبَادِكَ یَقُوْلُ هٰذَا قَالَ

(۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ جل جلالہٗ کی پاک بارگاہ میں عرض کیا کہ مجھے کوئی ورد تعلیم فرما دیجئے جس سے آپ کو یاد کیا کروں اور آپ کو پکارا کروں ارشادِ خداوندی ہوا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ

قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ اِنَّمَا اُرِيْدُ شَيْئًا تَخُصُّنِيْ بِهٖ قَالَ يَا مُوْسٰى لَوْ اَنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ فِيْ كَفَّةٍ وَّلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِيْ كَفَّةٍ مَالَتْ بِهِمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،

رواه النسائی وابن حبان والحاکم کلهم من طریق دراج عن ابی الهیثم عنه وقال الحاکم صحیح الاسناد ولم

کہا کرو انھوں نے عرض کیا اے پروردگار یہ تو ساری ہی دنیا کہتی ہے ارشاد ہوا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا کرو، عرض کیا میرے رب میں تو کوئی ایسی مخصوص چیز مانگتا ہوں جو مجھ ہی کو عطا ہو ارشاد ہوا کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھدیجائیں اور دوسری طرف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو رکھدیا جائے تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ والا پلڑا جھک جائے گا،

یخرجاه واقره علیه الذهبی واخرج فی المشکوٰة بروایة شرح السنة نحوه زاد فی المنتخب لکنز ابا یعلی والحکیم وابا نعیم فی الحلیة والبیهقی فی الاسماء وسعید بن منصور فی سننه وفی مجمع الزوائد رواه ابو یعلی ورجاله وثقوا وفیهم ضعف،

فائدہ: اللہ جل جلالہ عم نوالہٗ کی عادت شریفہ یہی ہے کہ جو چیز جس قدر ضرورت کی ہوتی ہے اتنی ہی عام عطا کی جاتی ہے، ضروریاتِ دنیویہ ہی میں دیکھ لیا جائے کہ سانس، پانی، ہوا کیسی عام ضرورت کی چیزیں ہیں، اللہ جل شانہٗ نے ان کو کس قدر عام فرما رکھا ہے البتہ یہ ضروری چیز ہے کہ اللہ کے یہاں وزن اخلاص کا ہے، جس قدر اخلاص سے کوئی کام کیا جائیگا اتنا ہی وزنی ہوگا اور جس قدر اخلاص کی کمی اور بے دلی سے کیا جائے گا اتنا ہی ہلکا ہوگا، اخلاص پیدا کرنے کے لئے بھی جس قدر مفید اس کلمہ کی کثرت ہے اتنی کوئی دوسری چیز نہیں کہ اس کلمہ کا نام ہی جلاء القلوب (دلوں کی صفائی) ہے، اسی وجہ سے حضراتِ صوفیہ اس کا ورد کثرت سے بتاتے ہیں، اور سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی مقدار میں روزانہ کا معمول تجویز کرتے ہیں،

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ ایک مرید نے اپنے شیخ سے عرض کیا تھا کہ میں ذکر کرتا ہوں مگر دل غافل رہتا ہے، انھوں نے فرمایا کہ ذکر برابر کرتے رہو اور اس پر اللہ کا شکر کرتے رہو کہ اس نے ایک عضو یعنی زبان کو اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی اور اللہ

سے دل کی توجہ کیلئے دُعا کرتے رہو، اس قسم کا واقعہ احیاء العلوم میں بھی ابو عثمان مغربیؒ کے متعلق نقل کیا گیا کہ اُن سے کسی مُرید نے شکایت کی تھی جس پر انھوں نے یہ جواب دیا تھا درحقیقت بہترین نسخہ ہے، حق تعالیٰ شانہٗ کا کلام پاک میں ارشاد ہے کہ اگر تم شکر کروگے تو میں اضافہ کروں گا، ایک حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کا ذکر اس کی بڑی نعمت ہے، اس کا شکر ادا کیا کرو کہ اللہ کے ذکر کی توفیق عطا فرمائی،

(۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ ظَنَنْتُ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ اَنْ لَّا یَسْئَلُنِیْ عَنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ اَحَدٌ اَوَّلَ مِنْكَ لِمَا رَاَیْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَی الْحَدِیْثِ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ،

رواہ البخاری وقد اخرجہ الحاکم بمعناہ وذکرہ صاحب بهجة النفوس فی الحدیث اربعا وثلثین بحثًا،

حضرت ابوہریرہؓ نے ایک مرتبہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپؐ کی شفاعت کا سب سے زیادہ نفع اٹھانے والا قیامت کے دن کون شخص ہوگا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے احادیث پر تمہاری حرص دیکھ کر یہی گمان تھا کہ اس بات کو تم سے پہلے کوئی دوسرا شخص نہ پوچھے گا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کا جواب ارشاد فرمایا، کہ سب سے زیادہ سعادت مند اور نفع اٹھانے والا میری شفاعت کے ساتھ وہ شخص ہوگا جو دل کے خلوص کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے"

فائدہ، سعادت کہتے ہیں آدمی کو خیر کی طرف پہنچانے کے لئے توفیقِ الٰہی کے شاملِ حال ہونے کو، اب اخلاص سے کلمہ طیبہ پڑھنے والے کا سب سے زیادہ مستحقِ شفاعت ہونے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، ایک تو یہ کہ اس حدیث سے وہ شخص مراد ہے جو اخلاص سے مسلمان ہوا اور کوئی نیک عمل بجز کلمہ طیبہ پڑھنے کے اس کے پاس نہ ہو، اس صورت میں ظاہر ہے کہ سب سے زیادہ سعادت اس کو شفاعت ہی سے حاصل ہو سکتی ہے کہ اپنے پاس تو کوئی عمل نہیں ہے، اس مطلب کے موافق یہ حدیث اُن احادیث

کے قریب قریب ہو گی جن میں ارشاد ہے کہ میری شفاعت میری اُمت کے کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہے کہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم میں ڈالے جائیں گے، لیکن کلمۂ طیبہ کی برکت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ان کو نصیب ہو گی، دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کے مصداق وہ لوگ ہیں جو اخلاص سے اس کلمہ کا ورد رکھیں اور نیک اعمال ہوں اُن کے سب سے زیادہ سعادت مند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ نفع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ان کو پہنچے گا کہ ترقیِ درجات کا سبب بنے گی،

علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قیامت کے دن چھ طریقہ سے ہو گی، اوّل میدانِ حشر کی قید سے خلاصی کی ہو گی کہ حشر میں ساری مخلوق طرح طرح کے مصائب میں مبتلا پریشان حال یہ کہتی ہوئی گی کہ ہم کو جہنم میں ہی ڈال دیا جائے، مگر ان مصائب سے تو خلاصی ہو، اس وقت جلیل القدر انبیاء کی خدمت میں یکے بعد دیگرے حاضری ہو گی کہ آپ ہی اللہ کے یہاں سفارش فرمائیں مگر کسی کو جرأت نہ ہو گی کہ سفارش فرما سکیں بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے، یہ شفاعت تمام عالم تمام مخلوق جن وانس، مسلم و کافر سب کے حق میں ہو گی اور سب ہی اس سے منتفع ہوں گے، احادیثِ قیامت میں اس کا مفصل قصہ مذکور ہے، دوسری شفاعت بعض کفار کے حق میں تخفیفِ عذاب کی ہو گی، جیسا ابو طالب کے بارے میں صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے، تیسری شفاعت بعض مؤمنوں کو جہنم سے نکالنے کے بارے میں ہو گی جو اس میں داخل ہو چکے ہیں، چوتھی شفاعت بعض مؤمن جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہونے کے مستحق ہو چکے ہیں اُن کی جہنم سے معافی اور جہنم میں نہ داخل ہونے کے بارے میں ہو گی، پانچویں شفاعت بعض مؤمنین کے بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونے میں ہو گی، اور چھٹی شفاعت مؤمنین کے درجات بلند ہونے میں ہو گی،

(۴) عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ

زید بن ارقم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جو شخص اخلاص کے ساتھ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قِيْلَ وَمَا اِخْلَاصُهَا قَالَ اَنْ تَحْجُزَهٗ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ،

رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر

لاالٰہ الا اللہ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا، کسی نے پوچھا کہ کلمہ کے اخلاص (کی علامت) کیا ہے، آپؐ نے فرمایا کہ حرام کاموں سے اس کو روک دے"

فائدہ:۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب حرام کاموں سے رُک جائے گا اور لاالٰہ الا اللہ کا قائل ہوگا تو اس کے سیدھا جنت میں جانے میں کیا تردد ہے، لیکن اگر حرام کاموں سے نہ بھی رُکے تب بھی اس کلمۂ پاک کی یہ برکت تو بلا تردد ہے کہ اپنی بداعمالیوں کی سزا بھگتنے کے بعد کسی نہ کسی وقت جنت میں ضرور داخل ہوگا، البتہ اگر خدانخواستہ بداعمالیوں کی بدولت اسلام وایمان ہی سے محروم ہو جائے تو دوسری بات ہے،

فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ تنبیہ الغافلین میں لکھتے ہیں ہر شخص کیلئے ضروری ہے کہ کثرت سے لاالٰہ الا اللہ پڑھتا رہا کرے، اور حق تعالیٰ شانہٗ سے ایمان کے باقی رہنے کی دعا بھی کرتا رہے اور اپنے کو گناہوں سے بچاتا رہے، اس لئے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ گناہوں کی نحوست سے آخر میں ان کا ایمان سلب ہو جاتا ہے' اور دنیا سے کفر کی حالت میں جاتے ہیں، اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہوگی کہ ایک شخص کا نام ساری عمر مسلمانوں کی فہرست میں رہا ہو، مگر قیامت میں وہ کافروں کی فہرست میں ہو، یہ حقیقی حسرت اور کمال حسرت ہے، اُس شخص پر افسوس نہیں ہوتا جو گرجا یا بُت خانہ میں ہمیشہ رہا ہو اور وہ کافروں کی فہرست میں آخر میں شمار ہو جائے، افسوس اس پر ہے جو مسجد میں رہا ہو اور کافروں میں شمار ہو جائے، اور یہ بات گناہوں کی کثرت سے اور تنہائیوں میں حرام کاموں میں مبتلا ہونے سے پیدا ہوتی ہے، بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس دوسروں کا مال ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ دوسروں کا ہے مگر دل کو سمجھاتے ہیں کہ میں کسی وقت اس کو واپس کر دوں گا اور صاحب حق سے معاف کرا لوں گا، مگر اس کی نوبت نہیں آتی، اور موت اس سے قبل آجاتی ہے، بہت سے لوگ ہیں کہ بیوی کو طلاق ہو جاتی ہے اور وہ اس کو سمجھتے ہیں مگر پھر بھی اس سے ہمبستری کرتے ہیں، اور اسی حالت میں موت آجاتی ہے، کہ توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی ہے

ایسے ہی حالات میں آخر میں ایمان سلب ہو جاتا ہے، اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ،

حدیث کی کتابوں میں ایک قصہ لکھا ہے کہ حضورؐ کے زمانہ میں ایک نوجوان کا انتقال ہونے لگا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ اس سے کلمہ نہیں پڑھا جاتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیگئے اور اس سے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے، عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ ایک قفل سا دل پر لگا ہوا ہے، تحقیق حالات سے معلوم ہوا کہ اس کی ماں اس سے ناراض ہے، اور اس نے ماں کو ستایا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کو بلایا اور دریافت فرمایا کہ اگر کوئی شخص بہت سی آگ جلا کر اس میں تمہارے لڑکے کو ڈالنے لگے تو تم سفارش کروگی؟ انھوں نے عرض کیا ہاں حضور کروں گی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا ہے تو اس کا قصور معاف کردے، انھوں نے سب معاف کردیا، پھر اس سے کلمہ طیبہ پڑھنے کو کہا گیا، تو فوراً پڑھ لیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے انھوں نے آگ سے نجات پائی،

اس قسم کے سینکڑوں واقعات پیش آتے ہیں کہ ہم لوگ ایسے گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں جن کی نحوست دین اور دنیا دونوں میں نقصان پہنچاتی ہے، صاحبِ احیاء نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے خطبہ پڑھا جس میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کو اس طرح سے کہے کہ خلط ملط نہ ہو تو اس کیلئے جنت واجب ہوجاتی ہے، حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ اس کو واضح فرمادیں خلط ملط کا کیا مطلب ہے؟ ارشاد فرمایا کہ دنیا کی محبت اور اس کی طلب میں لگ جانا، بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ انبیاءؑ کی سی باتیں کرتے ہیں اور متکبر اور جابر لوگوں کے سے عمل کرتے ہیں، اگر کوئی اس کلمہ کو اس طرح کہے کہ یہ کام نہ کرتا ہو تو جنت اس کے لئے واجب ہے،

(۵) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ عَبْدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اِلَّا فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ السَّمَآءِ حَتّٰی یُفْضِیَ اِلَی الْعَرْشِ

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہے اور اس کے لیے آسمانوں کے دروازے نہ کھل جائیں یہاں تک کہ یہ کلمہ سیدھا

مَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ، رواه الترمذی وقال حدیث حسن غریب کذا فی الترغیب

عرش تک پہنچتا ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے،،

وھکذا فی المشکوٰۃ لکن لیس فیھا حسن بل غریب فقط قال القاری ورواہ النسائی وابن حبان وعزاہ السیوطی فی الجامع الی الترمذی ورقم لہ بالحسن وحکاہ السیوطی فی الدر من طریق ابن مردویہ عن ابی ھریرۃ ولیس فیہ ما اجتنبت الکبائر وفی الجامع الصغیر بروایۃ الطبرانی عن معقل بن یسار لکل شیٔ مفتاح ومفتاح السموٰت قول لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ورقم لہ بالضعف،

فائدہ، کتنی بڑی فضیلت ہے اور قبولیت کی انتہا ہے کہ یہ کلمہ براہ راست عرشِ معلّٰی تک پہنچتا ہے، اور یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ اگر کبیرہ گناہوں کے ساتھ بھی کہا جاوے تو نفع سے اس وقت بھی خالی نہیں، ملّا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ کبائر سے بچنے کی شرط قبول کی جلدی اور آسمان کے سب دروازے کھلنے کے اعتبار سے ہے، ورنہ ثواب اور قبول سے کبائر کے ساتھ بھی خالی نہیں، بعض علماء نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ ایسے شخص کے واسطے مرنے کے بعد اس کی رُوح کے اعزاز میں آسمان کے سب دروازے کھل جائیں گے، ایک حدیث میں آیا ہے دو کلمے ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک کے لئے عرش سے نیچے کوئی منتہا نہیں، دوسرا آسمان اور زمین کو (اپنے نور یا اپنے اجر سے) بھر دے، ایک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرا اَللّٰهُ اَكْبَرُ

(۶) عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ شَدَّادُ بْنُ اَوْسٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ حَاضِرٌ يُصَدِّقُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ غَرِيْبٌ يَعْنِيْ اَهْلَ الْكِتَابِ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَمَرَ بِغَلْقِ الْاَبْوَابِ وَقَالَ ارْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ وَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ

حضرت شدادؓ فرماتے ہیں اور حضرت عبادہؓ اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کوئی اجنبی (غیر مسلم) تو مجمع میں نہیں، ہم نے عرض کیا کوئی نہیں، ارشاد فرمایا کواڑ بند کردو اس کے بعد ارشاد فرمایا ہاتھ اٹھاؤ

اِلَّا اللّٰہُ فَرَفَعْنَا اَیْدِیَنَا سَاعَۃً ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ بَعَثْتَنِیْ بِھٰذِہِ الْکَلِمَۃِ وَوَعَدْتَّنِیْ عَلَیْھَا الْجَنَّۃَ وَاَنْتَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ثُمَّ قَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لَکُمْ، رواہ احمد باسناد حسن والطبرانی وغیرھما کذا فی الترغیب

اور کہو لا الٰہ الا اللہ ہم نے تھوڑی دیر ہاتھ اٹھائے رکھے اور (کلمہ طیبہ پڑھا) پھر فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اے اللہ تو نے مجھے یہ کلمہ دے کر بھیجا ہے اور اس کلمہ پر جنت کا وعدہ کیا ہے اور تو وعدہ خلاف نہیں ہے، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے تمہاری مغفرت فرمادی"

قلت واخرجہ الحاکم وقال اسمٰعیل بن عیاش احد ائمۃ اھل الشام وقد نسب الی سوء الحفظ وانا علی شرطی فی امثالہ وقال الذہبی راشد ضعفہ الدارقطنی وغیرہ ووثقہ رحیم اھ وفی مجمع الزوائد رواہ احمد والطبرانی والبزار ورجال موثقون اھ،

فائدہ:۔ غالباً اجنبی کو اسی لئے دریافت فرمایا تھا اور اسی لئے کواڑ بند کرائے تھے کہ ان لوگوں کے کلمہ طیبہ پڑھنے پر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مغفرت کی بشارت کی امید ہو گی اوروں کے متعلق یہ امید نہ ہو، صوفیہ نے اس حدیث سے مشائخ کا اپنی مریدین کی جماعت کو ذکر تلقین کرنے پر استدلال کیا ہے، چنانچہ جامع الاصول میں لکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کو جماعۃً اور منفرداً ذکر تلقین کرنا ثابت ہے، جماعت کو تلقین کرنے میں اس حدیث کو پیش کیا ہے، اس صورت میں کواڑوں کا بند کرنا مستفیدین کی توجہ کے تام کرنے کی غرض سے ہو اور اسی وجہ سے اجنبی کو دریافت فرمایا کہ غیر کا مجمع میں ہونا حضورؐ پر تشتت کا سبب اگرچہ نہ ہو لیکن مستفیدین کے تشتت کا تو احتمال تھا ہی ؎

چہ خوش است باتو بزمے بہنفتہ ساز کردن ٭ درِ خانہ بند کردن سرِ شیشہ باز کردن (نامعلوم)

(کیسے مزے کی چیز ہے تیرے ساتھ خفیہ ساز کر لینا، گھر کا دروازہ بند کر دینا اور بوتل کا منہ کھول دینا)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ⑦ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ نُجَدِّدُ اِیْمَانَنَا قَالَ اَکْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، رواہ احمد والطبرانی واسناد احمد حسن کذا فی الترغیب

فرمایا ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو یعنی تازہ کرتے رہا کرو، صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایمان کی تجدید کس طرح کریں؟ ارشاد فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کثرت سے پڑھتے رہا کرو"

قلت ورواہ الحاکم فی صحیحہ وقال صحیح الاسناد وقال الذھبی صدقۃ (الراوی) ضعفوہ قلت ھو من رواۃ ابی داؤد والترمذی واخرج لہ البخاری فی الادب المفرد وقال فی التقریب صدوق لہ اوھام وذکرہ السیوطی فی الجامع الصغیر بروایۃ احمد والحاکم ورقم لہ بالصحۃ وفی مجمع الزوائد رواہ احمد واسنادہ جید وفی موضع اٰخر رواہ احمد والطبرانی ورجال احمد ثقاتہ،

فائدہ: ایک روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ ایمان پرانا ہو جاتا ہے جیسا کہ کپڑا پرانا ہو جاتا ہے، اس لئے اللہ جل شانہٗ سے ایمان کی تجدید مانگتے رہا کرو، پرانے ہو جانے کا مطلب یہی ہے کہ معاصی سے قوتِ ایمانیہ اور نورِ ایمان جاتا رہتا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نشان (دھبہ) اس کے دل میں ہو جاتا ہے، اگر وہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو وہ نشان دھل جاتا ہے ورنہ جما رہتا ہے، اور پھر جب دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا نشان ہو جاتا ہے، اسی طرح سے آخر دل بالکل کالا ہو جاتا ہے اور زنگ آلود ہو جاتا ہے، جس کو حق تعالیٰ شانہٗ نے سورۃ تطفیف میں ارشاد فرمایا ہے کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ؁ اس کے بعد اس کے دل کی حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ حق بات اس میں اثر اور سرایت ہی نہیں کرتی،

ایک حدیث میں آیا ہے کہ چار چیزیں آدمی کے دل کو برباد کر دیتی ہیں، احمقوں سے مقابلہ، گناہوں کی کثرت، عورتوں کے ساتھ کثرتِ اختلاط اور مردہ لوگوں کے پاس کثرت سے بیٹھنا، کسی نے پوچھا مُردوں سے کیا مراد ہے، فرمایا ہر وہ مالدار جس کے اندر مال نے اکڑ پیدا کر دی ہو،

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوْا مِنْ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَبْلَ اَنْ یُّحَالَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهَا، رواه ابو یعلی باسناد جید قوی کذا فی الترغیب وعزاه فی الجامع الیٰ ابی یعلی وابن عدی فی الکامل ورقم له بالضعف وزاد لقنوها موتاکم وفی مجمع الزوائد رواه ابو یعلی ورجاله رجال الصحیح غیر ضمام وهو ثقة،

(۸) ”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کثرت سے کرتے رہا کرو قبل اس کے کہ ایسا وقت آئے کہ تم اس کلمہ کو نہ کہہ سکو،،

فائدہ: یعنی موت حائل ہو جائے، اس کے بعد کسی عمل کا بھی وقت نہیں، زندگی کا زمانہ بہت ہی تھوڑا سا ہے اور یہ ہی عمل کرنے اور تخم بولینے کا وقت ہے اور مرنے کے بعد کا زمانہ بہت وسیع ہے اور وہاں وہی مل سکتا ہے جو یہاں بو دیا گیا ہے،

عَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَةً لَّا یَقُوْلُهَا عَبْدٌ حَقًّا مِّنْ قَلْبِهٖ فَیَمُوْتُ عَلٰی ذٰلِكَ اِلَّا حُرِّمَ عَلَی النَّارِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، رواه الحاکم وقال صحیح علی شرطهما ورویاه بنحوه کذا فی الترغیب،

(۹) ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ کوئی بندہ ایسا نہیں ہو کہ دل سے حق سمجھ کر اس کو پڑھے اور اسی حال میں مر جائے مگر وہ جہنم پر حرام ہو جاتے، وہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے

فائدہ: بہت سی روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے، ان سب سے اگر یہ مراد ہے کہ وہ مسلمان ہی اس وقت ہوا ہے تب تو کوئی اشکال ہی نہیں کہ اسلام لانے کے بعد کفر کے گناہ بالاتفاق معاف ہیں، اور اور اگر یہ مراد ہو کہ پہلے سے مسلمان تھا اور اخلاص کے ساتھ اس کلمہ کو کہہ کر مرا ہے تب بھی کیا بعید ہو کہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے سارے ہی گناہ معاف فرمادیں، حق تعالیٰ شانہٗ کا تو خود ہی ارشاد ہے کہ شرک کے علاوہ سارے ہی گناہ جس کے چاہیں گے معاف فرمادیں گے، مُلّا علی قاریؒ نے بعض علماء سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ اور اس قسم کی احادیث اس وقت کے اعتبار سے ہیں جب تک دوسرے احکام

نازل نہیں ہوئے تھے، بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد اس کلمہ کو اس کے حق کی ادائیگی کے ساتھ کہنا ہے، جیسا کہ پہلے حدیث نمبر ۴ میں گزر چکا ہے، حسن بصریؒ وغیرہ حضرات کی بھی یہی رائے ہے۔ امام بخاریؒ کی تحقیق یہ ہے کہ ندامت کے ساتھ اس کلمہ کو کہا ہو کہ یہی حقیقت توبہ کی ہے اور پھر اسی حال پر انتقال ہوا ہو، مُلّا علی قاریؒ کی تحقیق یہ ہے کہ اس سے ہمیشہ جہنم میں رہنے کی حرمت مراد ہے، ان سب کے علاوہ ایک کھلی ہوئی بات اور بھی ہے وہ یہ کہ کسی چیز کا کوئی خاص اثر ہونا اس کے منافی نہیں کہ کسی عارض کی وجہ سے وہ اثر نہ کر سکے، سقمونیا کا اثر اسہال ہو لیکن اگر اس کے بعد کوئی سخت قابض چیز کھالی جائے تو یقیناً سقمونیا کا اثر نہ ہوگا، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس دوا کا وہ اثر نہیں رہا بلکہ اس عارض کی وجہ سے اس شخص پر اثر نہ ہو سکا،

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،	(۱۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لآ الٰہ الا اللہ کا اقرار کرنا جنّت کی کنجیاں ہیں“

رواہ احمد کذا فی المشکوٰۃ والجامع الصغیر ورقم لہ بالضعف وفی مجمع الزوائد رواہ احمد ورجالہ وثقوا الا ان شہرا لم یسمعہ عن معاذ اھ ورواہ البزار کذا فی الترغیب وزاد السیوطی فی الدر ابن مردویہ والبیہقی وذکرہ فی المقاصد الحسنۃ بروایۃ احمد بلفظ مفتاح الجنۃ لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ واختلف فی وجہ حمل الشہادۃ وھی مفرد علی المفاتیح وھی جمع علی اقوال وجیھا عندی انھا لما کانت مفتاحا لکل باب من ابوابہ صارت کالمفاتیح،

فائدہ، کنجیاں اس لحاظ سے فرمایا کہ ہر دروازہ کی اور ہر جنّت کی کنجی یہی کلمہ ہے اسی لئے ساری کنجیاں یہی کلمہ ہوا، یا اس لحاظ سے کہ یہ کلمہ بھی دو جز ولئے ہوئے ہے، ایک لآ الٰہ الا اللہ کا اقرار دوسرے محمد رسول اللہ کا اقرار، اس لئے دو ہو گئے کہ دونوں کے مجموعہ سے کُھل سکتا ہے، اور بھی ان روایات میں جہاں جہاں جنّت کے دخول یا جہنم کے حرام ہونیکا ذکر ہے اس سے مراد پورا ہی کلمہ ہے ایک حدیث میں وارد ہے کہ جنّت کی قیمت لآ الٰہ الا اللہ ہے ؂

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَامِنْ عَبْدٍ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فِیْ سَاعَۃٍ مِّنْ لَیْلٍ اَوْنَہَارٍ اِلَّا طُمِسَتْ مَا فِی الصَّحِیْفَۃِ مِنَ السَّیِّئَاتِ

(۱۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بھی بندہ کسی وقت بھی دن میں یا رات میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو اعمال نامہ میں سے برائیاں مٹ جاتی ہیں اور ان کی جگہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں"

حَتّٰی تَسْکُنَ اِلٰی مِثْلِہَا مِنَ الْحَسَنَاتِ، رواہ ابو یعلی کذا فی الترغیب وفی مجمع الزوائد فیہ عثمان بن عبد الرحمٰن الزہری وھو متروک اھ،

فائدہ، برائیاں مٹ کر نیکیاں لکھی جانے کے متعلق باب اول فصل ثانی کے نمبر ۱۰ پر مفصل گذر چکا ہے، اور اس قسم کی آیات و روایات کے چند معنی لکھے گئے ہیں، ہر معنی کے اعتبار سے گناہوں کا اس حدیث میں اعمالنامہ سے مٹانا تو معلوم ہوتا ہی ہے، البتہ اخلاص ہونا ضروری ہے، اور کثرت سے اللہ پاک کا نام لینا اور کلمۂ طیبہ کا کثرت سے پڑھنا خود بھی اخلاص پیدا کرنے والا ہے، اسی لئے اس پاک کلمہ کا نام کلمۂ اخلاص ہے،

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَمُوْدًا مِّنْ نُّوْرٍ بَیْنَ یَدَیِ الْعَرْشِ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اھْتَزَّ ذٰلِکَ الْعَمُوْدُ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اُسْکُنْ فَیَقُوْلُ کَیْفَ اَسْکُنُ وَلَمْ تَغْفِرْ لِقَائِلِہَا فَیَقُوْلُ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَہٗ فَیَسْکُنُ عِنْدَ ذٰلِکَ، رواہ البزار وھو غریب کذا فی الترغیب

(۱۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عرش کے سامنے نور کا ایک ستون ہے جب کوئی شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو وہ ستون ہلنے لگتا ہے اللہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ ٹھیر جا وہ عرض کرتا ہے کیسے ٹھیروں، حالانکہ کلمہ طیبہ پڑھنے والے کی ابھی تک مغفرت نہیں ہوئی، ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا میں نے اس کی مغفرت کردی تو وہ ستون ٹھیر جاتا ہے"

وفی مجمع الزوائد فیہ عبد اللہ بن ابراہیم بن ابی عمرو وھو ضعیف جدًا اھ قلت وبسط السیوطی فی اللآلی علی طرقہ وذکر لہ شواھد،

فائدہ، محدثین حضرات کو اس روایت میں کلام ہے، لیکن علامہ سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ یہ روایت کئی طریقوں سے مختلف الفاظ سے نقل کی گئی ہے، بعض روایتوں

میں اس کے ساتھ اللہ جل شانہٗ کا یہ بھی ارشاد وارد ہوا ہے کہ میں نے کلمۂ طیبہ اس شخص کی زبان پر اسی لئے جاری کرادیا تھا کہ اس کی مغفرت کروں، کس قدر لطف وکرم ہے اللہ کا کہ خود ہی توفیق عطا فرماتے ہیں اور پھر خود ہی اس لطف کی تکمیل میں مغفرت فرماتے ہیں،

حضرت عطارؒ کا قصہ مشہور ہے کہ وہ ایک مرتبہ بازار میں تشریف لے گئے وہاں ایک دیوانی باندی فروخت ہو رہی تھی انھوں نے خرید لی، جب رات کا کچھ حصہ گذرا تو وہ دیوانی اُٹھی اور وضو کرکے نماز شروع کردی، اور نماز میں اس کی یہ حالت تھی کہ آنسوؤں سے دم گھٹا جارہا تھا، اس کے بعد اُس نے کہا اے میرے معبود آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم مجھ پر رحم فرما دیجئے، عطا نے یہ سُن کر فرمایا کہ لونڈی یوں کہہ اے اللہ مجھے آپ سے محبت رکھنے کی قسم! یہ سُن کر اس کو غصہ آیا اور کہنے لگی اس کے حق کی قسم اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمہیں یوں میٹھی نیند نہ سُلاتا، اور مجھے یوں کھڑا نہ کرتا، اس کے بعد اس نے یہ اشعار پڑھے:۔

اَلْکَرْبُ مُجْتَمِعٌ وَّالْقَلْبُ مُحْتَرِقٌ ؛ وَالصَّبْرُ مُفْتَرِقٌ وَّالدَّمْعُ مُسْتَبِقٌ

کَیْفَ الْقَرَارُ مَنْ لَّا قَرَارَ لَہٗ ؛ مِمَّا جَنَاہُ الْھَوٰی وَالشَّوْقُ وَالْقَلَقُ

یَارَبِّ اِنْ کَانَ شَیْئٌ فِیْہِ لِیْ فَرَجٌ ؛ فَامْنُنْ عَلَیَّ بِہٖ مَادَامَ بِیْ رَمَقٌ

ترجمہ:۔ "بےچینی جمع ہورہی ہے اور دل جل رہا ہے اور صبر جدا ہوگیا اور آنسو بہہ رہے ہیں، اُس کو کس طرح قرار آسکتا ہے جس کو عشق وشوق اور بےچینی کے حملوں کی وجہ سے ذرا بھی سکون نہیں لے اللہ اگر کوئی چیز ایسی ہوسکتی ہے جس میں غم سے نجات ہو تو زندگی میں اس کو عطا فرما کر مجھ پر احسان فرما"۔

اس کے بعد اس نے کہا اے اللہ میرا اور آپ کا معاملہ اب راز میں نہیں رہا، مجھے اٹھا لیجئے، یہ کہہ کر ایک چیخ ماری اور مرگئی،

اس قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں، اور کھلی ہوئی بات ہے کہ توفیق جب تک شامل حال نہ ہو کیا ہوسکتا ہے، وَمَا تَشَاۗءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (اور تم بدون خدائے رب العالمین کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے ہو)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ (۱۳) "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلٰى اَهْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْشَةٌ فِىْ قُبُوْرِهِمْ وَلَا مَنْشَرِهِمْ وَكَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى اَهْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَهُمْ يَنْفُضُوْنَ التُّرَابَ عَنْ رُءُوْسِهِمْ وَيَقُوْلُوْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ وَفِىْ رِوَايَةٍ لَيْسَ عَلٰى اَهْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْشَةٌ عِنْدَ الْمَوْتِ وَلَا عِنْدَ الْقَبْرِ،

کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ والوں پر نہ قبروں میں وحشت ہے نہ میدانِ حشر میں اس وقت گویا وہ منظر میرے سامنے ہے کہ جب وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے (قبروں سے) اٹھیں گے اور کہیں گے کہ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے (ہمیشہ کیلئے) رنج وغم دور کر دیا، دوسری حدیث میں ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ والوں پر نہ موت کیوقت وحشت ہوگی نہ قبر میں وقت"

رواہ الطبرانی والبیہقی کلاھما من رواية يحيى بن عبد الحميد الحمانی وفی متنه نكارة كذا فی الترغيب وذكره فی الجامع الصغير برواية الطبرانی عن ابن عمرؓ ورقم له بالضعف وفی اسنی المطالب رواہ الطبرانی وابو يعلى بسند ضعيف وفی مجمع الزوائد رواہ الطبرانی وفی رواية ليس على اهل لا اله الا الله وحشة عند الموت ولا عند القبر فی الاولى يحيى الحمانی وفی الاخرى مجاشع بن عمرو وكلاهما ضعيف اھ وقال السخاوی فی المقاصد الحسنة رواہ ابو يعلى والبيهقی فی الشعب والطبرانی بسند ضعيف عن ابن عمرؓ اھ قلت وما حكم عليه المنذری بالنكارة لمبناه انه حمل اهل لآ اله الا الله على الظاهر على كل مسلم ومعلوم ان بعض المسلمين يعذبون فی القبر والحشر فيكون الحديث مخالفا للمعروف فيكون منكرا لكنه ان اريد به المخصوص بهذا الصفة فيكون موافقا للنصوص الكثيرة من القرآن والحديث فالسابقون السابقون اولئك المقربون ومنهم سابق بالخيرات باذن الله وسبعون ايضا يدخلون الجنة بغير حساب وغير ذلك من الآيات والروايات فالحديث موافق لها لا مخالف فيكون معروفا لا منكرا وذكر السيوطی فی الجامع الصغير برواية ابن مردوية والبيهقی فی البعث عن عمر بلفظ سابقنا سابق ومقتصدنا

ناج وظالمنا مغفور له ورقم له بالحسن قلت ویؤیدہ حدیث سبق المفردون المستھترون فی ذکر اللہ یضع الذکر عنھم اثقالھم فیاتون یوم القیمۃ خفافا رواہ الترمذی والحاکم عن ابی ھریرۃ رض والطبرانی عن ابی الدرداء رض کذا فی الجامع ورقم له بالصحۃ وفی الاتحاف عن ابی الدرداء رض موقوفا الذین لاتزال السنتھم رطبۃ من ذکر اللہ یدخلون الجنۃ وھم یضحکون وفی الجامع الصغیر بروایۃ الحاکم ورقم له بالصحۃ السابق والمقتصد یدخلان الجنۃ بغیر حساب والظالم لنفسه یحاسب حسابا یسیرا ثم یدخل الجنۃ،

فائدہ :- حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غمگین تھے، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ جل جلالہٗ نے آپ کو سلام فرمایا ہے، اور ارشاد فرمایا کہ آپ کو رنجیدہ اور غمگین دیکھ رہا ہوں یہ کیا بات ہے؟ (حالانکہ حق تعالیٰ شانہٗ دلوں کے بھید جاننے والے ہیں لیکن اکرام و اعزاز اور اظہارِ شرافت کے واسطے اس قسم کے سوال کرائے جاتے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل! مجھے اپنی امت کا فکر بہت بڑھ رہا ہے کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ کفار کے بارے میں یا مسلمانوں کے بارے میں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے بارے میں فکر ہے، حضرت جبرئیلؑ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لیا اور ایک مقبرہ پر تشریف لے گئے، جہاں قبیلہ بنو سلمہ کے لوگ دفن تھے حضرت جبرئیلؑ نے ایک قبر پر ایک پر مارا اور ارشاد فرمایا کہ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ (اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا) اس قبر سے ایک شخص نہایت حسین خوب صورت چہرہ والا اٹھا، وہ کہہ رہا تھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، حضرت جبرئیلؑ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ لوٹ جا وہ چلا گیا، پھر دوسری قبر پر دوسرا پر مارا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا، اس میں سے ایک شخص نہایت بدصورت کالا منہ کیری آنکھوں والا کھڑا ہوا کہہ رہا تھا ہائے افسوس، ہائے شرمندگی، ہائے مصیبت، پھر حضرت

جبرئیلؑ نے فرمایا اپنی جگہ لوٹ جا، اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جس حالت پر یہ لوگ مرتے ہیں اُسی حالت پر اُٹھیں گے، حدیث بالا میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ والوں سے بظاہر وہ لوگ مراد ہیں جن کو اس پاک کلمہ کے ساتھ خصوصی لگاؤ خصوصی مناسبت خصوصی اشتغال ہو، اس لئے کہ دودھ والا، جوتوں والا، موتی والا، برف والا وہی شخص کہلاتا ہے جس کے یہاں ان چیزوں کی خصوصی بکری اور خصوصی ذخیرہ موجود ہو، اس لئے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ والوں کے ساتھ اس معاملہ میں کوئی اشکال نہیں، قرآن پاک میں سورۂ فاطر میں اس اُمت کے تین طبقے بیان فرمائے ہیں، ایک طبقہ سابق بالخیرات کا بیان فرمایا جن کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ وہ بے حساب جنت میں داخل ہوں گے، ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص سَو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھا کرے اس کو حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ان کا چہرہ روشن ہوگا، حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کی زبانیں اللہ کے ذکر سے تازہ رہتی ہیں وہ جنت میں ہنستے ہوئے داخل ہوں گے،

عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللہَ یَسْتَخْلِصُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَیَنْشُرُ عَلَیْہِ تِسْعَةً وَّ تِسْعِیْنَ سِجِلًّا کُلُّ سِجِلٍّ مِّثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَتُنْکِرُ مِنْ ھٰذَا شَیْئًا اَظَلَمَكَ کَتَبَتِی الْحَافِظُوْنَ فَیَقُوْلُ لَا یَا رَبِّ فَیَقُوْلُ اَفَلَكَ عُذْرٌ فَیَقُوْلُ لَا یَا رَبِّ فَیَقُوْلُ اللہُ تَعَالٰی بَلٰی اِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً فَاِنَّہٗ لَا ظُلْمَ عَلَیْكَ

(۱۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن میری امت میں سے ایک شخص کو منتخب فرماکر تمام دنیا کے سامنے بلائیں گے اور اس کے سامنے ننانوے دفتر اعمال کے کھولیں گے، ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا کہ منتہائے نظر تک یعنی جہاں تک نگاہ جاسکے وہاں تک) پھیلا ہوا ہوگا، اس کے بعد اس سے سوال کیا جائے گا کہ ان اعمال ناموں میں سے تو کسی چیز کا انکار کرتا ہے کیا میرے اُن فرشتوں نے جو اعمال لکھنے پر متعین تھے تجھ پر ظلم کیا ہے (کہ کوئی

الیوم فتخرج بطاقۃ فیھا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ فیقول احضر وزنک فیقول یارب ماھٰذہ البطاقۃ مع ھٰذہ السجلات فقال فانک لا تظلم الیوم فتوضع السجلات فی کفۃ والبطاقۃ فی کفۃ فطاشت السجلات وثقلت البطاقۃ فلا یثقل مع اللہ شیٔ، رواہ الترمذی وقال حسن غریب وابن ماجۃ وابن حبان فی صحیحہ والبیہقی والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم کذا فی الترغیب قلت کذا قال الحاکم فی کتاب الایمان و اخرجہ ایضًا فی کتاب الدعوات وقال صحیح الاسناد واقرہ فی الموضعین الذہبی وفی المشکوٰۃ اخرجہ بروایۃ الترمذی وابن ماجۃ وزاد السیوطی فی الدر فیمن عزاہ الیھم احمد وابن مردویۃ و اللالکائی والبیہقی فی البعث وفیہ

گناہ بغیر کیے ہوئے لکھ لیا ہو یا کرنے سے زیادہ لکھ لیا ہو) وہ عرض کرے گا نہیں، (نہ انکار کی گنجائش ہے نہ فرشتوں نے ظلم کیا) پھر ارشاد ہوگا کہ تیرے پاس ان بداعمالیوں کا کوئی عذر ہے؟ وہ عرض کریگا کوئی عذر نہیں ارشاد ہوگا اچھا تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہے، پھر ایک کاغذ کا پرزہ نکالا جائے گا جس میں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ لکھا ہوا ہوگا ارشاد ہوگا کہ جا اس کو تلوالے وہ عرض کریگا کہ اتنے دفتروں کے مقابلے میں یہ پرزہ کیا کام دیگا ارشاد ہوگا کہ آج تجھ پر ظلم نہیں ہوگا، پھر ان سب دفتروں کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا اور دوسری جانب وہ پرزہ ہوگا تو دفتروں والا پلڑا اڑنے لگے گا اُس پرزہ کے وزن کے مقابلہ میں، پس بات یہ ہو کہ اللہ کے نام سے کوئی چیز وزنی نہیں۔"

اختلاف فی بعض الالفاظ کقولہ فی اول الحدیث یصلح برجل من امتی علی رؤس الخلائق وفیہ ایضًا فیقول افلک عذر او حسنۃ فیھاب الرجل فیقول بلی ان لک عندنا حسنۃ الحدیث وعلم منہ ان الاستدراک فی الحدیث علی محلہ ولاحاجۃ اذا الی ما اولہ القاری فی المرقاۃ وذکر السیوطی مایؤید الروایۃ من الروایات الاُخر،

فائدہ: یہ اخلاص ہی کی برکت ہے کہ ایک مرتبہ کلمہ طیبہ اخلاص کیساتھ کا پڑھا ہوا ان سب دفتروں پر غالب آگیا، اسی لئے ضروری ہے کہ آدمی کسی مسلمان کو بھی حقیر نہ سمجھے اور اپنے کو اس سے افضل نہ سمجھے، کیا معلوم اس کا کونسا عمل اللہ کے یہاں مقبول ہو جائے جو اس کی نجات کیلئے کافی ہو جائے اور اپنا حال معلوم نہیں کہ کوئی عمل قابلِ قبول ہوگا یا نہیں،

حدیث شریف میں ایک قصہ آتا ہے کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی تھے، ایک عابد تھا، دوسرا گنہگار، وہ عابد اس گنہگار کو ہمیشہ ٹوکا کرتا تھا، وہ کہہ دیتا کہ مجھے میرے خدا پر چھوڑ، ایک دن اس عابد نے غصہ میں آکر کہہ دیا کہ خدا کی قسم! تیری مغفرت کبھی نہیں ہوگی، حق تعالیٰ شانہٗ نے عالمِ ارواح میں دونوں کو جمع فرمایا اور گنہگار کو اس لئے کہ وہ رحمت کا امیدوار تھا معاف فرمایا اور عابد کو اس کے قسم کھانے کی پاداش میں عذاب کا حکم فرما دیا، اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ قسم نہایت سخت تھی، خود حق تعالیٰ تو ارشاد فرمائیں اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (حق تعالیٰ شانہٗ کفر و شرک کی مغفرت نہیں فرمائیں گے اس کے علاوہ ہر گناہ کی جس کیلئے چاہیں گے مغفرت فرما دیں گے) تو کسی کو کیا حق ہے یہ کہنے کا کہ فلاں کی مغفرت نہیں ہو سکتی، لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ معاصی پر، گناہوں پر، ناجائز باتوں پر گرفت نہ کی جائے ٹوکا نہ جائے، قرآن و حدیث میں سینکڑوں جگہ اس کا حکم ہے، نہ ٹوکنے پر وعید ہے، احادیث میں بکثرت آیا ہے کہ جو لوگ کسی گناہ کو کرتے دیکھیں اور اس کے روکنے پر قادر ہوں اور نہ روکیں تو وہ خود اس کی سزا میں مبتلا ہوں گے، عذاب میں شریک ہوں گے، اس مضمون کو میں اپنے رسالہ تبلیغ[1] میں مفصل لکھ چکا ہوں، جس کا دل چاہے اس کو دیکھے، یہاں ایک ضروری چیز یہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ جہاں دینداروں کا گنہگاروں کو قطعی جہنمی سمجھ لینا مہلک ہے، وہاں جہلاء کا ہر شخص کو مقتدا، اور بڑا بنا لینا خواہ کتنے ہی کفریات بکے سمِّ قاتل اور نہایت مہلک ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی بدعتی کی تعظیم کرتا ہے وہ اسلام کے منہدم کرنے پر اعانت کرتا ہے، بہت سی احادیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں

[1] یہ رسالہ نہایت مفید اور ضروری ہے، مکتبہ رشیدیہ قاری منزل مرار اسٹریٹ پاکستان چوک کراچی سے طلب فرمائیں

دجال، مکار، کذاب پیدا ہوں گے جو ایسی احادیث تم کو سناویں گے جو تم نے نہ سنی ہونگی ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کریں اور فتنہ میں ڈال دیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْجِیْٓءَ بِالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَمَا بَیْنَهُنَّ وَمَا تَحْتَهُنَّ فَوُضِعَ فِیْ کِفَّةِ الْمِیْزَانِ وَوُضِعَتْ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ فِی الْکِفَّةِ الْاُخْرٰی لَرَجَحَتْ بِهِنَّ، اخرجه الطبرانی کذا فی الدر وهکذا فی مجمع الزوائد وزاد فی اوله لقنوا موتاکم شهادة اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ فمن قالها عند موته وجبت له الجنة قالوا یا رسول اللّٰہ فمن قالها فی صحته قال تلك اوجب واوجب ثم قال والذی نفسی بیده الحدیث قال رواه الطبرانی ورجاله ثقات الا ان ابن ابی طلحة لم یسمع عن ابن عباسؓ،

(۱۵) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمام آسمان و زمین اور جو لوگ ان کے درمیان میں ہیں وہ سب اور جو چیزیں ان کے درمیان میں ہیں وہ سب کچھ اور جو کچھ ان کے نیچے ہے وہ سب کا سب ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور لا الہ الا اللہ کا اقرار دوسری جانب ہو تو وہی تول میں بڑھ جائیگا"

فائدہ: اس قسم کا مضمون بہت سی مختلف روایتوں میں ذکر کیا گیا ہے، اس میں شک نہیں کہ اللہ کے پاک نام کے برابر کوئی بھی چیز نہیں، بدقسمتی اور محرومی ہے اُن لوگوں کی جو اس کو ہلکا سمجھتے ہیں، البتہ اس میں وزن اخلاص سے پیدا ہوتا ہے جس قدر اخلاص ہوگا اتنا ہی وزنی یہ پاک نام ہو سکتا ہے، اسی اخلاص کے پیدا کرنے کے واسطے مشائخ صوفیہ کی جوتیاں سیدھی کرنا پڑتی ہیں، ایک حدیث میں اس ارشاد نبوی سے پہلے ایک اور مضمون مذکور ہے وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ میت کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کیا کرو، جو شخص مرتے وقت اس پاک کلمہ کو کہتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی تندرستی ہی میں کہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو اور بھی زیادہ جنت کو واجب کرنے والا ہے، اس

کے بعد یہ قسمیہ مضمون ارشاد فرمایا جو اوپر ذکر کیا گیا،

(۱۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ النَّحَّامُ ابْنُ زَيْدٍ وَقُرْدُمُ بْنُ كَعْبٍ وَبَحْرِيُّ بْنُ عَمْرٍو فَقَالُوْا يَا مُحَمَّدُ مَا تَعْلَمُ مَعَ اللهِ اِلٰهًا غَيْرَهٗ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ بِذٰلِكَ بُعِثْتُ وَاِلٰى ذٰلِكَ اَدْعُوْا فَاَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى فِيْ قَوْلِهِمْ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً، الاٰية،

اخرجه ابن اسحٰق وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ کذا فی الدر المنثور،

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ تین کافر حاضر ہوئے اور پوچھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں جانتے (نہیں مانتے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ (نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا) اسی کلمہ کیساتھ میں مبعوث ہوا ہوں، اور اسی کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں، اسی بارے میں آیت قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً نازل ہوئی۔"

فائدہ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسی کلمہ کے ساتھ میں مبعوث ہوا ہوں یعنی نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں، اسی کلمہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یہ مطلب نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں خصوصیت ہی، بلکہ سارے ہی نبی اسی کلمہ کے ساتھ نبی بنا کر بھیجے گئے، اور سب ہی انبیاء نے اسی کلمہ کی طرف دعوت دی ہے، حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر خاتم الانبیاء فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی بھی نبی ایسا نہیں ہے جو اس مبارک کلمہ کی دعوت نہ دیتا ہو، کس قدر بابرکت اور مہتم بالشان کلمہ ہے کہ سارے انبیاء اور سارے سچے مذہب اسی پاک کلمہ کی طرف بلانے والے اور اس کے شائع کرنے والے رہے، آخر کوئی تو بات ہو کہ اس سے کوئی بھی سچا مذہب خالی نہیں، اسی کلمہ کی تصدیق میں قرآن پاک کی آیت قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً (س انعام، ع ۲) جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں حق تعالیٰ شانہٗ کی گواہی کا ذکر ہے نازل ہوئی، ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کی تصدیق فرماتے ہیں،

اور ارشاد فرماتے ہیں میرے بندہ نے سچ کہا ہے میرے سوا کوئی معبود نہیں،

عَنْ لَيْسٍ قَالَ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَثْقَلُ النَّاسِ فِي الْمِيزَانِ ذَلَّتْ أَلْسِنَتُهُمْ بِكَلِمَةٍ ثَقُلَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ،

اخرج الاصبہانی فی الترغیب کذا فی الدر

(١٧) حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اعمال (حشر کی ترازو میں اس لئے) سب سے زیادہ بھاری ہیں کہ ان کی زبانیں ایک ایسے کلمہ کے ساتھ مانوس ہیں جو اُن سے پہلی امتوں پر بھاری تھا وہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے۔

فائدہ: یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وتحیۃ کے درمیان کلمہ طیبہ کا جتنا زور اور کثرت ہے کسی امت میں بھی اتنی کثرت نہیں ہے مشائخ سلوک کی لاکھوں نہیں کروڑوں کی مقدار ہے، اور پھر ہر شیخ کے کم وبیش سینکڑوں مرید اور تقریباً سب ہی کے یہاں کلمہ طیبہ کا ورد ہزاروں کی مقدار میں روزانہ کے معمولات میں داخل ہے، جامع الاصول میں لکھا ہے کہ لفظ اَللّٰہُ کا ذکر ورد کے طور پر کم از کم پانچہزار کی مقدار ہے، اور زیادہ کیلئے کوئی حد نہیں، اور صوفیہ کیلئے کم از کم پچیس ہزار روزانہ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی مقدار کے متعلق لکھا ہے کہ کم از کم پانچہزار روزانہ ہو، یہ مقداریں مشائخ سلوک کی تجویز کے موافق کم وبیش ہوتی رہتی ہیں، میرا مقصود حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں مشائخ کا اندازہ بیان کرنا ہے، کہ ایک ایک شخص کیلئے روزانہ کی مقداریں کم از کم یہ بتائی گئی ہیں، ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح نے قولِ جمیل میں اپنے والد رح سے نقل کیا ہے کہ میں ابتداءِ سلوک میں ایک سانس میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دو سو مرتبہ کہا کرتا تھا، شیخ ابو یزید قرطبی رح فرماتے ہیں میں نے یہ سُنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھے اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملیگی، میں نے یہ خبر سنکر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لئے بھی پڑھا، اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرۂ آخرت بنایا،

ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحبِ کشف ہے

جنت و دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے، مجھے اس کی صحت میں کچھ تردد تھا، ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعۃً اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے، اس کی حالت مجھے نظر آئی، قرطبیؒ کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا، مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخشدوں جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا، چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا اُن نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے اس کی ماں کو بخش دیا، میں نے اپنے دل میں چُپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی، مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹادی گئی، قرطبیؒ کہتے ہیں کہ مجھے اس قصہ سے دو فائدے ہوئے، ایک تو اس کی برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار پر میں نے سُنی تھی، اس کا تجربہ ہوا اور دوسرا اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا،

یہ ایک واقعہ ہے کہ اس قسم کے نہ معلوم کتنے واقعات اس امت کے افراد میں پائے جاتے ہیں، صوفیہ کی اصطلاح میں ایک معمولی چیز پاس انفاس ہے، یعنی اس کی مشق کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر بغیر اندر جائے نہ باہر آئے، اُمتِ محمدیہ کے کروڑوں افراد ایسے ہیں جن کو اس کی مشق حاصل ہے، تو پھر کیا تردد ہے حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد میں کہ اُن کی زبانیں اس کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ مانوس اور منقاد ہو گئیں،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَكْتُوْبٌ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ اِنِّىْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لَا اُعَذِّبُ مَنْ قَالَهَا،

اخرجہ ابو الشیخ کذا فی الدر،

(۱۸) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا ہے، اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا لَا اُعَذِّبُ مَنْ قَالَھَا (میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، جو شخص اس کلمہ کو کہتا رہے گا میں اس کو عذاب نہیں کروں گا)،

فائدہ، گناہوں پر عذاب کا ہونا دوسری احادیث میں بکثرت آیا ہے، اس لئے

اس سے اگر دائمی عذاب مراد ہو تو کوئی اشکال نہیں، لیکن کوئی خوش قسمت ایسے اخلاص سے اس جملہ کا ورد رکھنے والا ہو کہ باوجود گناہوں کے اس کو بالکل عذاب نہ کیا جائے، یہ بھی رحمت خداوندی سے بعید نہیں ہے جیسا حدیث نمبر ۱۴ میں گذرا، اس کے علاوہ نمبر ۹ میں بھی کچھ تفصیل گذر چکی ہے،

(۱۹) عَنْ عَلِيٍّ رض قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِيْ مَنْ جَاءَنِيْ مِنْكُمْ بِشَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بِالْاِخْلَاصِ دَخَلَ فِيْ حِصْنِيْ وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِيْ اٰمِنَ عَذَابِيْ، اخرجه ابونعيم فى الحلية كذا فى الدر وابن عساكر كذا فى الجامع الصغير وفيه ايضا برواية الشيرازى عن علی ورقم له بالصحة وفی الباب عن عتبان ابن مالك بلفظ ان الله قد حرم على النار من قال لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يبتغى بذلك وجه الله رواه الشيخان وعن ابن عمر بلفظ ان الله لا يعذب من عباده الا المارد المتمرد الذى يتمرد على الله وابى ان يقول لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رواه ابن ماجة،

”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے کہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کیا کرو جو شخص تم میں سے اخلاص کے ساتھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی گواہی دیتا ہوا آوے گا، وہ میرے قلعہ میں داخل ہو جائے گا اور جب میرے قلعہ میں داخل ہوگا وہ میرے عذاب سے مامون ہوگا“

فائدہ: اگر یہ بھی کبائر سے بچنے کے ساتھ مشروط ہو جیسا کہ حدیث نمبر ۵ میں گذر چکا تب تو کوئی اشکال ہی نہیں، اور اگر کبائر کے باوجود یہ کلمہ کہے تو پھر قواعد کے موافق تو عذاب سے مراد دائمی عذاب ہے، ہاں اللہ جل شانہ کی رحمت قواعد کی پابند نہیں، قرآن پاک کا صاف ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ شرک کو معاف نہیں فرمائیں گے، اس کے علاوہ جسکو چاہیں گے معاف کر دیں گے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اسی شخص کو عذاب کرتے ہیں جو اللہ پر تمرد (ہیکڑی) کرے، اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے سے

انکار کرے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حق تعالیٰ شانہٗ کے غصّہ کو دور کرتا رہتا ہے جبتک کہ دُنیا کو دین پر ترجیح نہ دینے لگیں، اور جب دُنیا کو دین پر ترجیح دینے لگیں اور لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے رہیں تو حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ تم اپنے دعوے میں سچے نہیں ہو،

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْاِسْتِغْفَارُ ثُمَّ قَرَأَ فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ الْاٰیۃَ،

(۲۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمام ذکروں میں افضل لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اور تمام دعاؤں میں افضل استغفار ہے، پھر اس کی تائید میں سورۂ محمّد کی آیت فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تلاوت فرمائی،

اخرجہ الطبرانی وابن مردویۃ والدیلمی کذا فی الدر وفی الجامع الصغیر بروایۃ الطبرانی ما من ذکر افضل من لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ولا من الدعاء افضل من الاستغفار ورقم لہ بالحسن،

فائدہ، اس فصل کی سب سے پہلی حدیث میں بھی یہ مضمون گذر چکا ہے کہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سب اذکار سے افضل ہے جس کی وجہ صوفیہ نے یہ لکھی ہے کہ دل کے پاک ہونے میں اس ذکر کو خاص مناسبت ہے، اس کی برکت سے دل ساری ہی گندگیوں سے پاک ہوجاتا ہے اور جب اس کے ساتھ استغفار بھی شامل ہوجائے تو پھر کیا ہی کہنا،

ایک حدیث میں وارد ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کو جب مچھلی نے نگل لیا تھا، تو اس کے پیٹ میں ان کی دُعاء یہ تھی، لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ جو شخص بھی ان الفاظ سے دُعاء مانگے گا وہ ضرور قبول ہوگی، اس فصل کی سب سے پہلی حدیث میں بھی یہ مضمون گذرا ہے کہ سب سے افضل اور بہترین ذکر لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے، لیکن وہاں سب سے افضل دُعاء، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ارشاد ہوا تھا اور یہاں استغفار وارد ہوا ہے، اس قسم کا اختلاف حالات کے اعتبار سے بھی ہوتا ہے، ایک متقی پرہیزگار ہے اس کے لئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سب سے افضل ہے، ایک گنہگار ہے وہ توبہ اور استغفار کا بہت محتاج ہے، اس کے حق میں استغفار سب سے اہم ہے، اس کے علاوہ افضلیت بھی مختلف وجوہ

سے ہوتی ہے، منافع کے حاصل کرنے کے واسطے اللہ کی حمد وثنا سب سے زیادہ نافع ہے اور مضرتیں اور تنگیاں دور کرنے کے لئے استغفار سب سے زیادہ مفید ہے، ان کے علاوہ اور بھی وجوہ اس قسم کے اختلاف کی ہوتی ہیں،

(۲۱) عَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رض عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْاِسْتِغْفَارِ فَاَکْثِرُوْا مِنْھُمَا فَاِنَّ اِبْلِیْسَ قَالَ اَھْلَکْتُ النَّاسَ بِالذُّنُوْبِ وَاَھْلَکُوْنِیْ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْاِسْتِغْفَارِ فَلَمَّا رَاَیْتُ ذٰلِکَ اَھْلَکْتُھُمْ بِالْاَھْوَآءِ وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ مُّھْتَدُوْنَ، اخرجه ابو یعلی کذا فی الدر والجامع الصغیر ورقم له بالضعف،

حضرت ابوبکر صدیق رض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور استغفار کو بہت کثرت سے پڑھا کرو، شیطان کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انھوں نے مجھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور استغفار سے ہلاک کیا، جب میں نے دیکھا (کہ یہ تو کچھ بھی نہ ہوا) تو میں نے ان کو ہوائے نفس (یعنی بدعات) سے ہلاک کیا، اور وہ اپنے کو ہدایت پر سمجھتے رہے"

فائدہ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور استغفار سے ہلاک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کا منتہائے مقصد دل پر اپنا زہر چڑھانا ہے، جس کا ذکر باب اوّل فصل دوم کے نمبر ۱۴ پر گذر چکا، اور یہ زہر جب ہی چڑھتا ہے، جب دل اللہ کے ذکر سے خالی ہو ورنہ شیطان کو ذلت کے ساتھ دل سے واپس ہونا پڑتا ہے، اللہ کا ذکر دلوں کی صفائی کا ذریعہ ہے، چنانچہ مشکوٰۃ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ ہر چیز کے لئے ایک صفائی ہوتی ہے، دلوں کی صفائی اللہ کا ذکر ہے، اسی طرح استغفار کے بارے میں کثرت سے احادیث میں یہ وارد ہوا ہے کہ وہ دلوں کے میل اور زنگ کو دور کرنے والا ہے، ابو علی دقاق رح کہتے ہیں کہ جب بندہ اخلاص سے لَا اِلٰہَ کہتا ہے تو ایک دم دل صاف ہو جاتا ہے، (جیسا آئینہ پر بھیگا ہوا کپڑا پھیرا جاوے) پھر وہ اِلَّا اللّٰہ کہتا ہے تو صاف دل پر اس کا نور ظاہر ہوتا ہے، ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ شیطان

کی ساری کوشش بیکار ہوگئی اور ساری محنت رائیگاں گئی، ہوائے نفس سے ہلاک کرنے کا مطلب یہ ہو کہ ناحق کو حق سمجھنے لگے اور جو دل میں آجائے اسی کو دین اور مذہب بنالے، قرآن شریف میں کئی جگہ اس کی مذمت وارد ہوئی ہے، ایک جگہ ارشاد ہے اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلۡمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمۡعِهٖ وَقَلۡبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنۡ یَّهۡدِیۡهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ۝ (سورۂ جاثیہ، رکوع ۳)

"کیا آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی ہے جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفس کو بنا رکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا ہو اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی اور آنکھ پر پردہ ڈال دیا کہ حق بات کو نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ دل میں اُترتی ہے، پس اللہ کے (گمراہ کر دینے کے) بعد کون ہدایت کر سکتا ہے، پھر بھی تم نہیں سمجھتے"

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔ وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَیۡرِ هُدًی مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ۝ (سورۂ قصص رکوع ۵)

"ایسے شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہو بغیر اس کے کہ کوئی دلیل اللہ کی طرف سے (اس کے پاس) ہو، اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا"

اور بھی متعدد جگہ اس قسم کا مضمون وارد ہوا ہے، یہ شیطان کا بہت ہی سخت حملہ ہو کہ وہ غیر دین کو دین کے لباس میں سمجھاوے اور آدمی اس کو دین سمجھ کر کرتا رہے اور اس پر ثواب کا امیدوار بنا رہو اور جب وہ اس کو عبادت اور دین سمجھ کر کرتا رہے تو اس سے توبہ کیونکر کر سکتا ہو، اگر کوئی شخص زناکاری، چوری وغیرہ گناہوں میں مبتلا ہو تو کسی نہ کسی وقت توبہ اور چھوڑ دینے کی امید ہے، لیکن جب کسی ناجائز کام کو وہ عبادت سمجھتا ہے تو اس سے توبہ کیوں کرے اور کیوں اس کو چھوڑے بلکہ دن بدن اس میں ترقی کرے گا، یہی مطلب ہے شیطان کے اس کہنے کا کہ میں نے گناہوں میں مبتلا کیا، لیکن ذکر اذکار، توبہ و استغفار سے وہ مجھے دق کرتے رہے تو میں نے ایسے جال میں پھانس دیا کہ اس سے نکل ہی نہیں سکتے، اس لئے دین کے ہر کام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے طریقہ کو اپنا رہبر بنانا بہت ہی ضروری امر ہو اور کسی ایسے طریقہ کو اختیار کرنا جو خلاف سنت ہو نیکی برباد گناہ لازم ہے،

امام غزالیؒ نے حسن بصریؒ سے بھی نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں ہمیں یہ روایت پہنچی کہ شیطان کہتا ہے میں نے امتِ محمدیہ کے سامنے گناہوں کو زیب و زینت کے ساتھ پیش کیا مگران کے استغفار نے میری کمر توڑ دی، تو میں نے ایسے گناہ ان کے پاس پیش کئے جن کو وہ گناہ ہی نہیں سمجھتے تاکہ ان سے استغفار کریں، اور وہ اہواء یعنی بدعات ہیں کہ وہ انکو دین سمجھ کر کرتے ہیں، وہب بن منبہؒ کہتے ہیں کہ اللہ سے ڈرا تو شیطان کو مجمعوں میں لعنت کرتا ہے، اور چپکے سے اس کی اطاعت کرتا ہے، اور اس سے دوستی کرتا ہے، بعض صوفیہ سے منقول ہے کہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ جیسے محسن کے احسانات معلوم ہونے کے بعد ان کے اقرار کے بعد اس کی نافرمانی کی جائے، اور شیطان کی دشمنی کے باوجود اس کی عیاری اور سرکشی معلوم ہونے کے باوجود اس کی اطاعت کی جائے،

(۲۲) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَمُوْتُ عَبْدٌ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَرْجِعُ ذٰلِکَ اِلٰی قَلْبِ مُؤْمِنٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ، وفی روایۃ الا غفر اللہ لہ اخرجہ احمد والنسائی و

”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص بھی اس حال میں مرے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی سچے دل سے شہادت دیتا ہو تو ضرور وہ جنت میں داخل ہوگا، دوسری حدیث میں ہے کہ ضرور اسکی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادیں گے،،

الطبرانی والحاکم والترمذی فی نوادر الاصول وابن مردویہ والبیہقی فی الاسماء والصفات کذا فی الدر وابن ماجۃ وفی الباب عن عمران بلفظ من علم ان اللہ ربہ وانی نبیہ موقنا من قلبہ حرمہ اللہ علی النار رواہ البزار ورقم لہ فی الجامع بالصحۃ وفیہ ایضا بروایۃ البزار عن ابی سعید من قال لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مخلصا دخل الجنۃ ورقم لہ بالصحۃ،

فائدہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں یہ بھی نقل کیا گیا کہ خوشخبری سنو اور دوسروں کو بھی بشارت سنادو کہ جو شخص سچے دل سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کرے وہ جنت میں داخل ہوگا، اللہ جل جلالہٗ کے یہاں اخلاص کی قدر ہے، اور اخلاص کے

ساتھ تھوڑا سا عمل بھی بہت زیادہ اجر و ثواب رکھتا ہے، دنیا کے دکھاوے کے واسطے لوگوں کے خوش کرنے کے واسطے کوئی کام کیا جاوے وہ تو ان کی سرکار میں بیکار ہے بلکہ کرنے والے کے لئے وبال ہے، لیکن اخلاص کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی بہت کچھ رنگ لاتا ہے، اس لئے اخلاص سے جو شخص کلمۂ شہادت پڑھے اس کی ضرور مغفرت ہوگی، وہ ضرور جنت میں داخل ہو کر رہیگا اس میں ذرا بھی تردد نہیں یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے کچھ دنوں سزا بھگت کر داخل ہو، لیکن ضروری نہیں کسی مخلص کا اخلاص مالک الملک کو پسند ہو اس کی کوئی خدمت پسند آجائے تو وہ سارے ہی گناہوں کو معاف فرما سکتے ہیں، ایسی کریم ذات پر ہم نہ مرمٹیں کتنی سخت محرومی ہے، بہر حال ان احادیث میں کلمۂ طیبہ کے پڑھنے والے کے لئے بہت کچھ وعدے ہیں جن میں دونوں احتمال ہیں، قواعد کے موافق گناہوں کی سزا کے بعد معافی اور کرم و لطف و احسان اور مراحم خسروانہ میں بلا عذاب معافی،

یحییٰ بن اکثمؒ ایک محدث ہیں، جب اُن کا انتقال ہوا تو ایک شخص نے ان کو خواب میں دیکھا، ان سے پوچھا کیا گذری، فرمانے لگے کہ میری پیشی ہوئی، مجھ سے فرمایا او گنہگار بوڑھے! تو نے فلاں کام کیا فلاں کیا، میرے گناہ گنوائے گئے اور کہا گیا تو نے ایسے ایسے کام کئے، میں نے عرض کیا یا اللہ مجھے آپ کی طرف سے یہ حدیث نہیں پہنچی، فرمایا اور کیا حدیث پہنچی، عرض کیا مجھ سے عبد الرزاقؒ نے کہا اُن سے معمرؒ نے کہا ان سے زہریؒ نے کہا ان سے عروہؒ نے کہا ان سے حضرت عائشہؓ نے کہا ان سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان سے حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا ان سے آپ نے فرمایا کہ جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوا اور میں اس کو (اس کے اعمال کی وجہ سے) عذاب دینے کا ارادہ بھی کروں لیکن اس کے بڑھاپے سے شرما کر معاف کر دیتا ہوں، اور یہ آپ کو معلوم ہے کہ میں بوڑھا ہوں، ارشاد ہوا کہ عبد الرزاق نے سچ کہا اور معمر نے بھی سچ کہا زہری نے بھی سچ کہا، عروہ نے بھی سچ نقل کیا، عائشہؓ نے بھی سچ کہا اور نبیؐ نے بھی سچ کہا اور جبرئیل نے بھی سچ کہا اور میں نے بھی سچی بات کہی، یحییٰ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے جنت میں داخلہ کا ارشاد فرما دیا،

---

(۲۳) عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ شَیْءٌ اِلَّا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ اِلَّا قَوْلَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَدُعَاءَ الْوَالِدِ، اخرجه ابن مردوية كذا في الدر وفي الجامع الصغير برواية الترمذي عن ابن عمرو ورقم له بالصحة التسبيح نصف الميزان والحمد لله و تملأه ولآ اله الا الله ليس لها دون الله حجاب حتى تخلص اليه،

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر عمل کیلئے اللہ کے یہاں پہنچنے کے لئے درمیان میں حجاب ہوتا ہے مگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور باپ کی دعاء بیٹے کے لئے ان دونوں کے لئے کوئی حجاب نہیں"

فائدہ: پردہ نہ ہونے کا یہ مطلب ہو کہ ان چیزوں کے قبول ہونے میں ذرا سی بھی دیر نہیں لگتی، اور امور کے درمیان میں قبول تک اور بھی واسطے حائل ہوتے ہیں، لیکن یہ چیزیں براہِ راست بارگاہِ الٰہی تک فوراً پہنچتی ہیں،

ایک کافر بادشاہ کا قصہ لکھا ہے کہ نہایت متشدد و متعصب تھا، اتفاق سے مسلمانوں کی ایک لڑائی میں گرفتار ہو گیا، چونکہ مسلمانوں کو اس سے تکلیفیں بہت پہنچی تھیں اس لئے انتقام کا جوش ان میں بھی بہت تھا، اس کو ایک دیگ میں ڈال کر آگ پر رکھ دیا، اس نے اوّل اپنے بتوں کو پکارنا شروع کیا اور مدد چاہی، جب کچھ بن نہ پڑا تو وہیں مسلمان ہوا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ورد شروع کیا، لگاتار پڑھ رہا تھا، اور ایسی حالت میں جس خلوص اور جوش سے پڑھا جا سکتا ہے ظاہر ہے، فوراً اللہ تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے مدد ہوئی، اور اس زور سے بارش ہوئی کہ وہ ساری آگ بھی بجھ گئی، اور دیگ ٹھنڈی ہو گئی، اس کے بعد زور سے آندھی چلی جس سے وہ دیگ اُڑی اور دور کسی شہر میں جہاں سب ہی کافر تھے جا کر گری، یہ شخص لگاتار کلمۂ طیبہ پڑھ رہا تھا، لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور اعجوبہ دیکھ کر متحیر تھے، اس سے حال دریافت کیا، اس نے اپنی سرگذشت سنائی جس سے وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے،

(۲۴) عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَنْ یُّوَافِیَ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے نہیں آئے گا کوئی شخص قیامت کے

عَبْدٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَقُوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْہَ اللّٰہِ اِلَّا حُرِّمَ عَلَی النَّارِ، اخرجہ احمد والبخاری ومسلم وابن ماجۃ والبیہقی فی الاسماء والصّفات کذا فی الدر،

دن کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو اس طرح سے کہتا ہو کہ اللہ کی رضا کے سوا کوئی مقصود نہ ہو، مگر جہنم اس پر حرام ہو گی "

فائدہ: جو شخص اخلاص کے ساتھ کلمۂ طیبّہ کا ورد کرتا رہا ہو اس پر جہنم کی آگ کا حرام ہونا ظاہری قواعد کے موافق تو مقید ہی کبائر گناہ نہ ہونے کے ساتھ یا جہنم کے حرام ہونے سے اس میں ہمیشہ کا رہنا حرام ہے، لیکن اللہ جل شانہٗ اس پاک کلمہ کو اخلاص سے پڑھنے والے کو باوجود گناہوں کے بالکل ہی جہنّم سے معاف فرما دیں تو کون روکنے والا ہے؟ احادیث میں ایسے بندوں کا بھی ذکر آتا ہے، کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ بعض لوگوں کو فرمائیں گے تو نے فلاں گناہ کیا فلاں کیا، اس طرح جب بہت سے گناہ گنوائے جا چکیں گے اور وہ سمجھے گا کہ میں ہلاک ہو گیا، اور اقرار بغیر چارۂ کار نہ ہوگا تو ارشاد ہوگا کہ ہم نے دنیا میں تیری ستاری کی آج بھی ستاری کرتے ہیں، تجھے معاف کر دیا، اس نوع کے بہت سے واقعات احادیث میں موجود ہیں، اس لئے ان ذاکرین کے لئے بھی اس قسم کا معاملہ ہو تو بعید نہیں ہے، اللہ کے پاک نام میں بڑی برکت اور بہبودی ہے اس لئے جتنی بھی کثرت ہو سکے دریغ نہ کرنا چاہئے، کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ مبارک ہستیاں جنھوں نے اس پاک کلمہ کی برکات کو سمجھا اور اس کے ورد میں عمریں ختم کر دیں،

(۲۵) عَنْ یَحْیٰی بْنِ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ رُوِیَ طَلْحَۃُ حَزِیْنًا فَقِیْلَ لَہٗ مَالَکَ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَۃً لَا یَقُوْلُھَا عَبْدٌ عِنْدَ مَوْتِہٖ اِلَّا نَفَّسَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَتَہٗ

حضرت طلحہؓ کو لوگوں نے دیکھا کہ نہایت غمگیں بیٹھے ہیں، کسی نے پوچھا کیا بات ہے؟ فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا تھا کہ مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ جو شخص مرتے وقت اُس کو کہے تو موت کی تکلیف اس سے ہٹ جاوے اور رنگ

وَاَشْرَقَ لَوْنُہٗ وَرَاَیٰ مَایَسُرُّہٗ وَمَامَنَعَنِیْ اَنْ اَسْئَلَہٗ عَنْہَا اِلَّا الْقُدْرَۃُ عَلَیْہِ حَتّٰی مَاتَ فَقَالَ عُمَرُؓ اِنِّیْ لَاَعْلَمُہَا قَالَ فَمَاہِیَ قَالَ لَانَعْلَمُ کَلِمَۃً ہِیَ اَعْظَمُ مِنْ کَلِمَۃٍ اَمَرَبِہَا اَعَمَّہٗ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ فَہِیَ وَاللّٰہِ ہِیَ، اخرجہ البیہقی فی الاسماء والصفات کذا فی الدر قلت اخرجہ الحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین واقرہ علیہ الذہبی

چمکنے لگے اور خوشی کا منظر دیکھے، مگر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کلمہ کے پوچھنے کی قدرت نہ ہوئی (اس کا رنج ہو رہا ہے) حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے معلوم ہی، طلحہؓ (خوش ہو کر) کہنے لگے کیا ہی، حضرت عمرؓ نے فرمایا ہمیں معلوم ہے کہ کلمہ کوئی اس سے بڑھا ہوا نہیں ہے جسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابوطالب) پر پیش کیا تھا، اور وہ ہی لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فرمایا واللہ یہی ہے واللہ یہی ہے

واخرجہ احمد واخرج ایضا من مسند عمرؓ بمعناہ بزیادۃ فیہما واخرجہ ابن ماجۃ عن یحیی بن طلحۃ عن امہ وفی شرح الصدور للسیوطی واخرج ابو یعلی والحاکم بسند صحیح عن طلحۃ وعمر قالا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اعلم کلمۃ الحدیث،

فائدہ، کلمہ طیبہ کا سراسر نور و سرور ہونا بہت سی روایات سے معلوم اور مفہوم ہوتا ہے، حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے نقل کیا ہے کہ اندھیرے پانچ ہیں، اور پانچ ہی اُن کے لئے چراغ ہیں، دنیا کی محبت اندھیرا ہے، جس کا چراغ تقویٰ ہے، اور گناہ اندھیرا ہے جس کا چراغ توبہ ہے، اور قبر اندھیرا ہے جس کا چراغ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے، اور آخرت اندھیرا ہے جس کا چراغ نیک عمل ہے، اور پُل صراط اندھیرا ہے جس کا چراغ یقین ہے،

رابعہ عدویہ مشہور ولیہ ہیں، رات بھر نماز میں مشغول رہتیں، صبح صادق کے بعد تھوڑی دیر سو رہتیں، اور جب صبح کا چاندنا اچھی طرح ہو جاتا تو گھبرا کر اٹھتیں، اور نفس کو ملامت کرتیں کہ کب تک سوتا رہے گا، عنقریب قبر کا زمانہ آنے والا ہے، جس میں صُور پھونکنے تک سونا ہی ہوگا، جب انتقال کا وقت قریب ہوا تو ایک خادمہ

کو وصیت فرمائی کہ یہ اُونی گُدڑی جس کو وہ تہجد کے وقت پہنا کرتی تھیں اس میں مجھے کفن دیدینا اور کسی کو میرے مرنے کی خبر نہ کرنا چنانچہ حسبِ وصیت تجہیز و تکفین کر دی گئی بعد میں اس خادمہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت عمدہ لباس پہنے ہوئے ہیں، اس نے دریافت کیا کہ وہ آپ کی گدڑی کیا ہوئی جس میں کفن دیا گیا تھا، فرمایا کہ لپیٹ کر میرے اعمال کے ساتھ رکھ دی گئی، انھوں نے درخواست کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں، کہا کہ اللہ کا ذکر جتنا بھی کر سکو کرتی رہو کہ اس کی وجہ سے تم قبر میں قابلِ رشک بنجاؤ گی،

(۲۶) عَنْ عُثْمَانَ رضؓ قَالَ اِنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ حَزِنُوْا عَلَیْہِ حَتّٰی کَادَ بَعْضُھُمْ یُوَسْوِسُ قَالَ عُثْمَانُ رضؓ وَکُنْتُ مِنْھُمْ فَبَیْنَا اَنَا جَالِسٌ مَرَّ عَلَیَّ عُمَرُ رضؓ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَشْعُرْ بِہٖ فَاشْتَکٰی عُمَرُ رضؓ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ رضؓ ثُمَّ اَقْبَلَا حَتّٰی سَلَّمَا عَلَیَّ جَمِیْعًا فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ مَّا حَمَلَکَ عَلٰی اَنْ لَّا تَرُدَّ عَلٰی اَخِیْکَ عُمَرَ رضؓ سَلَامَہٗ قُلْتُ مَا فَعَلْتُ فَقَالَ عُمَرُ رضؓ بَلٰی وَاللّٰہِ لَقَدْ فَعَلْتَ قَالَ قُلْتُ وَاللّٰہِ مَا شَعَرْتُ اَنَّکَ مَرَرْتَ وَلَا سَلَّمْتَ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ رضؓ صَدَقَ عُثْمَانُ رضؓ قَدْ شَغَلَکَ عَنْ ذٰلِکَ اَمْرٌ فَقُلْتُ اَجَلْ قَالَ مَا ھُوَ قُلْتُ تَوَفَّی اللّٰہُ تَعَالٰی نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ نَّسْاَلَہٗ عَنْ نَّجَاۃِ ھٰذَا الْاَمْرِ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ قَدْ سَاَلْتُہٗ عَنْ ذٰلِکَ فَقُمْتُ اِلَیْہِ وَقُلْتُ لَہٗ بِاَبِیْ اَنْتَ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداہ کے وصال کے وقت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس قدر سخت صدمہ تھا کہ بہت سے مختلف طور کے وساوس میں مبتلا ہو گئے، حضرت عثمان رضؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی انہی لوگوں میں تھا جو وساوس میں گھرے ہوئے تھے، حضرت عمر رضؓ میرے پاس تشریف لائے، مجھے سلام کیا، مگر مجھے مطلق پتہ نہ چلا، انھوں نے حضرت ابوبکر رضؓ سے شکایت کی (کہ عثمان بھی بظاہر خفا ہیں کہ میں نے سلام کیا انھوں نے جواب بھی نہ دیا) اس کے بعد دونوں حضرات اکٹھے تشریف لائے اور سلام کیا اور حضرت ابوبکر رضؓ نے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی عمر کے سلام کا بھی جواب نہ دیا (کیا بات ہی) میں نے عرض کیا میں نے تو ایسا نہیں کیا حضرت عمر رضؓ نے فرمایا ایسا ہی ہوا، میں نے عرض کیا مجھے تو آپکے

وَاُمِّیْ اَنْتَ اَحَقُّ بِهَا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رض قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَجَاةُ هٰذَا الْاَمْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَبِلَ مِنِّي الْكَلِمَةَ الَّتِيْ عَرَضْتُ عَلٰى عَمِّيْ فَرَدَّهَا فَهِيَ لَهٗ نَجَاةٌ، رواه احمد كذا فى المشكوة وفى مجمع الزوائد رواه احمد والطبرانى فى الاوسط باختصار وابو يعلى بتمامه والبزار بنحوه وفى رجل لم يسم لكن الزهرى وثقه وابهمه اه قلت وذكر فى مجمع الزوائد له متابعات بالفاظ متقاربة،

آنے کی بھی خبر نہیں ہوئی کہ کب آئے نہ سلام کا پتہ چلا، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا سچ ہے، ایسا ہی ہوا ہوگا، غالباً تم کسی سوچ میں بیٹھے ہوگے، میں نے عرض کیا واقعی میں ایک گہری سوچ میں تھا حضرت ابوبکرؓ نے دریافت فرمایا کیا تھا؟ میں نے عرض کیا حضورؐ کا وصال ہوگیا اور ہم نے یہ بھی نہ پوچھ لیا کہ اس کام کی نجات کس چیز میں ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں پوچھ چکا ہوں، میں اٹھا اور میں نے کہا تم پر میرے ماں باپ قربان واقعی تم ہی زیادہ مستحق تھے اس کے دریافت کرنے کے (کہ دین کی ہر چیز میں آگے بڑھنے والے ہو) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا، میں نے حضورؐ سے دریافت کیا تھا کہ اس کام کی نجات کیا ہے، آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص اس کلمہ کو قبول کرلے جسکو میں نے اپنے چچا (ابوطالب) پر ان کے انتقال کے وقت) پیش کیا تھا، اور انھوں نے رد کردیا تھا وہی کلمہ نجات ہے "

فائدہ:- وساوس میں مبتلا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صحابۂ کرام اس وقت رنج وغم کی شدت میں ایسے پریشان ہوگئے تھے کہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر بہادر تلوار ہاتھ میں لے کر کھڑے ہوگئے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ حضورؐ کا وصال ہوگیا اس کی گردن اڑادونگا حضورؐ تو اپنے رب سے ملنے تشریف لے گئے ہیں، جیسا کہ حضرت موسیٰؑ طور پر تشریف لیگئے تھے، بعض صحابہ کو یہ خیال پیدا ہوگیا تھا کہ دین اب ختم ہوچکا، بعض اس سوچ میں تھے کہ اب دین کے فروغ کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی، بعض بالکل گم تھے کہ ان سے بولا ہی نہیں جاتا تھا، ایک ابوبکر صدیق رضؓ کا دم تھا جو حضورؐ کے ساتھ کمال عشق کمال محبت کے باوجود اس وقت ثابت قدم اور جمے ہوئے قدموں سے کھڑے تھے، انھوں نے

للکار کر خطبہ پڑھا جس میں وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ والی آیت پڑھی، جس کا ترجمہ ہے کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم نرے رسول ہی تو ہیں (خدا تو نہیں جسے موت آہی نہ سکے) پس کیا اگر وہ مرجائیں یا شہید ہو جائیں تو تم لوگ (دین سے) پھر جاؤ گے اور جو شخص (دین سے) پھر جائیگا وہ خدا کا تو کوئی نقصان نہیں کریگا اپنا ہی کچھ کھو دے گا" مختصر طور پر اس قصہ کو میں اپنے رسالہ "حکایات صحابہ" میں لکھ چکا ہوں،

آگے جو ارشاد ہے کہ اس کام کی نجات کیا ہے، اس کے دو مطلب ہیں، ایک یہ کہ دین کے کام تو بہت سے ہیں ان سب کاموں میں مدار کس چیز پر ہے، کہ جس کے بغیر چارہ کار نہ ہو، اس مطلب کے موافق جواب ظاہر ہے کہ دین کا سارا مدار کلمہ شہادت پر ہے، اور اسلام کی جڑ ہی کلمہ طیبہ ہے، دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کام یعنی دین میں دقتیں بھی پیش آتی ہیں، وساوس بھی گھیرتے ہیں، شیطان کی رخنہ اندازی بھی مستقل ایک مصیبت ہے، دنیاوی ضروریات بھی اپنی طرف کھینچتی ہیں، اس صورت میں مطلب ارشاد نبوی کا یہ ہے کہ کلمہ طیبہ کی کثرت ان سب چیزوں کا علاج ہے کہ وہ اخلاص پیدا کرنے والا ہے، دلوں کو صاف کرنیوالا ہے، شیطان کی ہلاکت کا سبب ہے، جیسا کہ ان سب روایات میں اس کے اثرات بہت سے ذکر کئے گئے ہیں، ایک حدیث میں آیا ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کلمہ اپنے پڑھنے والے سے ننانوے (۹۹) قسم کی بلائیں دور کرتا ہے جن میں سب سے کم غم ہے جو ہر وقت آدمی پر سوار رہتا ہے،

(۲۷) عَنْ عُثْمَانَ رضـ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَۃً لَّا یَقُوْلُھَا عَبْدٌ حَقًّا مِّنْ قَلْبِہٖ اِلَّا حُرِّمَ عَلَی النَّارِ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَنَا اُحَدِّثُکَ مَا ھِیَ ھِیَ کَلِمَۃُ الْاِخْلَاصِ الَّتِیْ اَعَزَّ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی بِھَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

حضرت عثمان رضـ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سے سنا تھا کہ میں ایک کلمہ ایسا جانتا ہوں کہ جو شخص اس کو حق سمجھ کر اخلاص کے ساتھ دل سے (یقین کرتے ہوئے) اس کو پڑھے تو جہنم کی آگ اس پر حرام ہے، حضرت عمر رضـ نے فرمایا کہ میں بتاؤں وہ کلمہ کیا ہے وہ وہی کلمہ ہے

ے حکایات صحابہ، مکتبہ رشیدیہ قاری منزل مراد اسٹریٹ پاکستان چوک کراچی ۱ سے طلب فرمائیں،

وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَہٗ وَھِیَ کَلِمَۃُ التَّقْوٰی الَّتِی حَضَّ عَلَیْھَا نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَمَّہٗ اَبَا طَالِبٍ عِنْدَ الْمَوْتِ شَھَادَۃَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ رواہ احمد واخرجہ الحاکم بھذا اللفظ وقال صحیح علیٰ شرطھما واقرہ علیہ الذھبی واخرجہ الحاکم بروایۃ عثمانؓ عن عمرؓ مرفوعًا انی لاعلم کلمۃ لا یقولھا عبد حقا من قلبہ فیموت علیٰ ذٰلک الاحرمہ اللہ علی النار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وقال ھٰذا صحیح علیٰ شرطھما ثم ذکر لہ شاھدین من حدیثھما۔

جس کے ساتھ اللہ نے اپنے رسولؐ کو اور اس کے صحابہ کو عزت دی وہ وہی تقویٰ کا کلمہ ہے، جس کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب سے ان کے انتقال کے وقت خواہش کی تھی وہ شہادت ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی"

فائدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کا قصہ حدیث، تفسیر اور تاریخ کی کتابوں میں مشہور معروف ہے کہ جب اُن کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو چونکہ اُن کے احسانات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر کثرت سے تھے، اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے گئے، اور ارشاد فرمایا کہ اے میرے چچا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لیجیے تاکہ مجھے قیامت کے دن آپ کی سفارش کا موقع مل سکے، اور میں اللہ کے یہاں آپ کے اسلام کی گواہی دے سکوں، انھوں نے فرمایا کہ لوگ مجھے یہ طعنہ دیں گے کہ موت کے ڈر سے بھتیجے کا دین قبول کر لیا، اگر یہ خیال نہ ہوتا تو میں اس وقت اس کلمہ کے کہنے سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا، اس پر حضورؐ رنجیدہ ہوئے تشریف لائے، اسی قصہ میں قرآن پاک کی آیت اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ (س قصص، ع ۶) نازل ہوئی، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں فرما سکتے، بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت کرتا ہے"۔

اس قصہ سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں، خدا اور اس کے رسولؐ سے بیگانہ رہتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ کسی عزیز قریب بزرگ کی دعا سے بیڑا پار ہو جائے گا غلطی میں مبتلا ہیں، کام چلانے والا صرف اللہ ہی ہے، اسی کی طرف رجوع کرنا چاہئے، اسی سے سچا تعلق قائم کرنا ضروری ہے، البتہ اللہ والوں کی صحبت، اُن کی دعا، ان کی توجہ معین و مددگار بن سکتی ہے۔

عَنْ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَذْنَبَ اٰدَمُ الذَّنْبَ الَّذِیْ اَذْنَبَہٗ رَفَعَ رَأْسَہٗ اِلَی السَّمَآءِ فَقَالَ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اِلَّا غَفَرْتَ لِیْ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ مَنْ مُحَمَّدٌ؟ فَقَالَ تَبَارَکَ اسْمُکَ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ رَفَعْتُ رَأْسِیْ اِلٰی عَرْشِکَ فَاِذَا فِیْہِ مَکْتُوْبٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَعَلِمْتُ اَنَّہٗ لَیْسَ اَحَدٌ اَعْظَمَ عِنْدَکَ قَدْرًا مِّمَّنْ جَعَلْتَ اسْمَہٗ مَعَ اسْمِکَ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ یَا اٰدَمُ اِنَّہٗ اٰخِرُ النَّبِیِّیْنَ مِنْ ذُرِّیَّتِکَ وَلَوْلَا ھُوَ مَا خَلَقْتُکَ، اخرجہ الطبرانی فی الصغیر والحاکم وابو نعیم والبیہقی کلاھما فی الدلائل وابن عساکر فی الدر وفی مجمع الزوائد رواہ الطبرانی فی الاوسط والصغیر وفیہ من لم اعرفھم قلت ویؤید الاٰخر الحدیث

(۲۸) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) سے جب وہ گناہ صادر ہو گیا جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں بھیج دیئے گئے تو ہر وقت روتے تھے اور دعا و استغفار کرتے رہتے تھے ایک مرتبہ آسمان کی طرف منہ کیا، اور عرض کیا یا اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں، وحی نازل ہوئی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں (جن کے واسطے سے تم نے استغفار کی) عرض کیا کہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اونچی ہستی کوئی نہیں ہے جن کا نام تم نے اپنے نام کے ساتھ رکھا، وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین ہیں تمہاری اولاد میں سے ہیں لیکن وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کئے جاتے۔

المشھور لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ، قال القاری فی الموضوعات الکبیر موضوع لکن معناہ صحیح وفی التشرف معناہ ثابت ویؤید الاول ما ورد فی غیر روایۃ من انہ مکتوب علی العرش واوراق الجنۃ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کما بسط طرقہ السیوطی فی مناقب اللاٰلی فی غیر موضع وبسط لہ شواھد ایضًا فی تفسیرہ فی سورۃ الم نشرح،

فائدہ: حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت کیا کیا دعائیں کیں، اور کس کس طرح سے گڑگڑائے، اس بارے میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں، اور ان میں کوئی تعارض بھی نہیں، جس پر مالک کی ناراضگی اور آقا کی خفگی ہوئی ہو، وہی جانتا ہے ان بے حقیقت آقاؤں کی ناراضگی کی وجہ سے نوکروں اور خادموں پر کیا کچھ گذر جاتا ہے اور وہاں تو مالک الملک، رزاقِ عالم اور مختصر یہ کہ خدا کا عتاب تھا اور گذر کس پر رہی تھی اس شخص پر جس کو فرشتوں سے سجدہ کرایا، اپنا مقرب بنایا، جو شخص جتنا مقرب ہوتا ہے اتنا ہی عتاب کا اس پر اثر ہوتا ہے، بشرطیکہ کمینہ نہ ہو اور وہ تو نبی تھے،

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اس قدر روئے ہیں کہ تمام دنیا کے آدمیوں کا رونا اگر جمع کیا جائے تو ان کے برابر نہیں ہو سکتا، چالیس برس تک سر اوپر نہیں اٹھایا، حضرت بریدہؓ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اگر حضرت آدمؑ کے رونے کا تمام دنیا کے رونے سے مقابلہ کیا جاوے تو ان کا رونا بڑھ جائیگا ایک حدیث میں ہے کہ اگر ان کے آنسوؤں کو ان کی تمام اولاد کے آنسوؤں سے وزن کیا جاوے تو ان کے آنسو بڑھ جائیں گے، ایسی حالت میں کس کس طرح زاری فرمائی ہوگی، ظاہر ہے ؎

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں ⁂ واں ایک خامشی مری سب کے جواب میں

اس لئے جو روایات میں ذکر کیا گیا اُن سب کے مجموعہ میں کوئی اشکال نہیں، منجملہ ان کے یہ بھی ہے کہ حضورؐ کا وسیلہ اختیار فرمایا، دوسرا مضمون عرش پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہونا یہ اور بھی بہت سی مختلف روایتوں میں آیا ہے،

حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے خود اس کی دونوں جانبوں میں تین سطریں سونے کے پانی سے لکھی ہوئی دیکھیں، پہلی سطر میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا تھا، دوسری سطر میں مَا قَدَّمْنَا وَجَدْنَا وَمَا اَکَلْنَا رَبِحْنَا وَمَا خَلَفْنَا خَسِرْنَا (جو ہم نے آگے بھیجدیا یعنی صدقہ وغیرہ کردیا وہ پالیا اور جو دنیا میں کھایا وہ نفع میں رہا اور جو کچھ چھوڑ آئے وہ نقصان میں رہا) اور تیسری سطر میں تھا اُمَّۃٌ

مُّذْنِبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ (امت گنہگار اور مالک بخشنے والا)

ایک بزرگ کہتے ہیں میں ہندوستان کے ایک شہر میں پہنچا تو میں نے وہاں ایک درخت دیکھا جس کے پھل بادام کے مشابہ ہوتے ہیں، اس کے دو چھلکے ہوتے ہیں، جب اُن کو توڑا جاتا ہی تو ان کے اندر سے ایک سبز پتّہ لپٹا ہوا نکلتا ہے جب اس کو کھولا جاتا ہے تو سُرخی سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ملتا ہے، میں نے اس قصّہ کو ابو یعقوب شکاری سے ذکر کیا، انھوں نے کہا تعجب کی بات نہیں، میں نے ایلہ میں ایک مچھلی شکار کی تھی، اس کے ایک کان پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا،

عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ بْنِ السَّكَنِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِسْمُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ فِيْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وَ الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ، اخرجه ابن ابی شيبة واحمد و الدارمی وابوداؤد والترمذی وصححه وابن ماجة وابو مسلم الكجی فی السنن وابن الضریس وابن ابی حاتم والبيهقی فی الشعب كذا فی الدر،

(۲۹) حضرت اسماءؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ اللہ کا سب سے بڑا نام (جو اسم اعظم کے نام سے عام طور پر مشہور ہے) ان دو آیتوں میں ہے (بشرطیکہ اخلاص سے پڑھی جائیں) وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (س بقرہ ع ۱۹) اور الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ (سورۂ آل عمران رکوع ۱)"

فائدہ: اسمِ اعظم کے متعلق روایات حدیث میں کثرت سے یہ وارد ہوا ہے کہ جو دعا بھی اس کے بعد مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے، البتہ اسم اعظم کی تعیین میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں، اور یہ عادت اللہ ہے کہ ہر ایسی مہتم بالشان چیز میں اخفاء کی وجہ سے اختلاف پیدا فرما دیتے ہیں، چنانچہ شب قدر کی تعیین میں جمعہ کے دن میں دعاء قبول ہونے کے خاص وقت میں اختلاف ہوا، اس میں بہت سی مصالح ہیں جن کو میں اپنے رسالہ "فضائل رمضان" میں لکھ چکا ہوں، اسی طرح اسم اعظم کی

تعیین میں بھی مختلف روایات وارد ہوئیں منجملہ اُن کے یہ روایت بھی ہے جو اوپر ذکر کی گئی، اور بھی روایات میں ان آیتوں کے متعلق ارشاد وارد ہوا ہے،

حضرت انسؓ حضورؐ سے نقل کرتے ہیں کہ متمرّد اور شرّی شیاطین پر ان دو آیتوں سے زیادہ سخت کوئی آیت نہیں، وہ دو آیتیں وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سے شروع ہیں، ابراہیم بن وسمہ کہتے ہیں کہ مجنونانہ حالت نظر وغیرہ کے لئے ان آیات کا پڑھنا مفید ہے، جو شخص ان آیات کے پڑھنے کا اہتمام رکھے اس قسم کی چیزوں سے محفوظ رہے، وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ پوری آیت (سں بقرہ، ع ۱۹) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ آیۃ الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخر آیت اور اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سے مُحْسِنِيْنَ تک (سں اعراف ع ۱۴) اور سورۂ حشر کی آخری آیتیں (هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے) ہمیں یہ بات پہنچی کہ سب آیات (جن کو گنوایا) عرش کے کونوں پر لکھی ہوئی ہیں، اور ابراہیم یہ بھی کہا کرتے تھے کہ بچّوں کو اگر ڈر لگتا ہو، یا نظر کا اندیشہ ہو تو یہ آیات اُن کے لئے لکھ دیا کرو

علّامہ شامیؒ نے حضرت امام اعظمؒ سے نقل کیا ہے کہ اسم اعظم لفظ اَللّٰہُ ہے، اور لکھا ہے کہ یہی قول علّامہ طحاویؒ اور بہت سے علماء سے نقل کیا گیا ہے، اور اکثر عارفین (اکابرِ صوفیہ) کی یہی تحقیق ہے، اسی وجہ سے ان کے نزدیک ذکر بھی اسی پاک نام کا کثرت سے ہوتا ہے، سید الطائفہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نور اللہ مرقدہٗ سے بھی یہی نقل کیا گیا، فرماتے ہیں کہ اسم اعظم اَللّٰہُ ہے، بشرطیکہ جب تو اس پاک نام کو لے تو تیرے دل میں اس کے سوا کچھ نہ ہو، فرماتے ہیں کہ عوام کے لئے اس پاک نام کو اس طرح لینا چاہئے کہ جب یہ زبان پر جاری ہو تو عظمت اور خوف کے ساتھ ہو، اور خواص کے لئے اس طرح ہو کہ اس پاک نام والے کی ذات وصفات کا بھی استحضار ہو، اور اخصّ الخواص کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس پاک ذات کے سوا دل میں کوئی چیز بھی نہ ہو، کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں بھی یہ مبارک نام اتنی کثرت سے ذکر کیا گیا کہ حد نہیں، جس کی مقدار دو ہزار تین سو ساٹھ بتاتے ہیں،

شیخ اسمٰعیلؒ فرغانی کہتے ہیں کہ مجھے ایک عرصہ سے اسم اعظم سیکھنے کی تمنا تھی،

مجاہدے بہت کرتا تھا، کئی کئی دن فاقے کرتا، حتیٰ کہ فاقوں کی وجہ سے بیہوش ہو کر گر جاتا، ایک روز میں دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ دو آدمی مسجد میں داخل ہوئے اور میرے قریب کھڑے ہو گئے، مجھے ان کو دیکھ کر خیال ہوا کہ یہ فرشتے معلوم ہوتے ہیں، ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا تو اسم اعظم سیکھنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا ہاں بتا دیجئے، میں یہ گفتگو سُن کر غور کرنے لگا، اس نے کہا کہ وہ لفظ اللّٰہُ ہے بشرطیکہ صدق لجا سے ہو،

شیخ اسمٰعیل رحؒ کہتے ہیں کہ صدق لجا کا مطلب یہ ہو کہ کہنے والے کی حالت اس وقت ایسی ہو کہ جیسا کہ کوئی شخص دریا میں غرق ہو رہا ہو اور کوئی بھی اس کا بچانیوالا نہ ہو، تو ایسے وقت جس خلوص سے نام لیا جائے گا وہ حالت مراد ہے، اسم اعظم معلوم ہونے کے لئے بڑی اہلیت اور بڑے ضبط وتحمل کی ضرورت ہے،

ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہی کہ ان کو اسم اعظم آتا تھا، ایک فقیر اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے تمنا واستدعاء کی کہ مجھے بھی سکھا دیجئے، اُن بزرگ نے فرمادیا کہ تم میں اہلیت نہیں ہے، فقیر نے کہا کہ مجھ میں اس کی اہلیت ہی، تو بزرگ نے فرمایا کہ اچھا فلاں جگہ جاکر بیٹھ جاؤ، اور جو واقعہ وہاں پیش آوے اس کی مجھے خبر دو، فقیر اس جگہ گئے، دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص گدھے پر لکڑیاں لادے ہوئے آرہا ہے، سامنے سے ایک سپاہی آیا جس نے اس بوڑھے کو مار پیٹ کی، اور لکڑیاں چھین لیں، فقیر کو اس سپاہی پر بہت غصہ آیا، واپس آکر بزرگ سے سارا قصہ سنایا اور کہا کہ مجھے اگر اسم اعظم آجاتا تو اس سپاہی کے لئے بد دعاء کرتا، بزرگ نے کہا کہ اس لکڑی والے ہی سے میں نے اسم اعظم سیکھا ہے،

(۳۰) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنَ الْاِيْمَانِ اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ

"حضورؐ کا ارشاد ہی کہ (قیامت کے دن) حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرمائیں گے کہ جہنم سے ہر اُس شخص کو نکال لو جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہو اور اس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھی ایمان ہو، اور ہر اُس شخص کو نکال لو جس نے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَوْذَکَرَنِیْ اَوْخَافَنِیْ فِی الْمَقَامِ، اخرجہ الحاکم بروایۃ	لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا ہو یا مجھے (کسی طرح بھی) یاد کیا ہو یا کسی موقع پر مجھ سے ڈرا ہو"

المؤمل عن المبارک بن فضالۃ وقال صحیح الاسناد واقرہ علیہ الذہبی قال الحاکم قد تابع ابوداؤد مؤملا عن روایتہ واختصرہ۔

فائدہ: اس پاک کلمہ میں حق تعالیٰ شانہٗ نے کیا کیا برکات رکھی ہیں، اس کا معمولی سا اندازہ اتنی ہی بات سے ہوجاتا ہے کہ سو برس کا بوڑھا جس کی تمام عمر کفر و شرک میں گذری ہو، ایک مرتبہ اس پاک کلمہ کو ایمان کے ساتھ پڑھنے سے مسلمان ہوجاتا ہے اور عمر بھر کے سارے گناہ زائل ہوجاتے ہیں، اور ایمان لانے کے بعد اگر گناہ بھی کئے ہوں تب بھی اس کلمہ کی برکت سے کسی نہ کسی وقت جہنم سے ضرور نکلے گا،

حضرت حذیفہ رضؓ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار ہیں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے (ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ) اسلام ایسا دھندلا رہ جائے گا جیسے کپڑے کے نقش و نگار (پرانے ہوجانے سے) دھندلے ہوجاتے ہیں کہ نہ کوئی روزہ کو جانے گا نہ حج کو نہ زکوٰۃ کو، آخر ایک رات ایسی ہوگی کہ قرآن پاک بھی اٹھا لیا جائے گا کوئی آیت اس کی باقی نہ رہے گی، بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں یہ کہیں گی کہ ہم نے اپنے بڑوں کو کلمہ لَآ اِلٰہَ پڑھتے سُنا تھا ہم بھی اسی کو پڑھیں گے، حضرت حذیفہ رضؓ کے ایک شاگرد نے عرض کیا کہ جب زکوٰۃ، حج، روزہ کوئی رکن نہ ہوگا تو یہ کلمہ ہی کیا کام دیگا، حضرت حذیفہ رضؓ نے سکوت فرمایا، انھوں نے پھر یہی عرض کیا، تیسری مرتبہ میں حضرت حذیفہ رضؓ نے فرمایا کہ کسی نہ کسی وقت جہنم سے نکالے گا، جہنم سے نکالے گا، جہنم سے نکالے گا، یعنی ارکانِ اسلام کے ادا نہ کرنیکا عذاب بھگتنے کے بعد کسی نہ کسی وقت اس کلمہ کی برکت سے نجات پائے گا، یہی مطلب ہے حدیث بالا کا کہ اگر ایمان کا ذرا سا حصّہ بھی ہے تب بھی جہنّم سے کسی نہ کسی دن ضرور کام دے گا، گو اس کو کچھ نہ کچھ سزا بھگتنا پڑے؛

(٣١)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَتَى النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ
جُبَّةٌ مِّنْ طَيَالِسَةٍ مَكْفُوْفَةٌ بِالدِّيْبَاجِ
فَقَالَ اِنَّ صَاحِبَكُمْ هٰذَا يُرِيْدُ اَنْ يَّرْفَعَ
كُلَّ رَاعٍ وَّابْنِ رَاعٍ وَّيَضَعَ كُلَّ فَارِسٍ وَّابْنِ
فَارِسٍ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ مُغْضَبًا فَاَخَذَ بِمَجَامِعِ ثَوْبِهٖ
فَاجْتَذَبَهٗ وَقَالَ اَلَا اَرٰى عَلَيْكَ
ثِيَابَ مَنْ لَّا يَعْقِلُ ثُمَّ رَجَعَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ
فَقَالَ اِنَّ نُوْحًا لَّمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ
دَعَا ابْنَيْهِ فَقَالَ اِنِّيْ قَاصِرٌ عَلَيْكُمَا
الْوَصِيَّةَ اٰمُرُكُمَا بِاثْنَتَيْنِ وَاَنْهٰكُمَا
عَنِ اثْنَتَيْنِ اَنْهٰكُمَا عَنِ الشِّرْكِ وَالْكِبْرِ
وَاٰمُرُكُمَا بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِنَّ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا فِيْهِمَا لَوْ
وُضِعَتْ فِيْ كِفَّةِ الْمِيْزَانِ وَوُضِعَتْ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِي الْكِفَّةِ الْاُخْرٰى
كَانَتْ اَرْجَحَ مِنْهَا وَلَوْ اَنَّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ وَمَا فِيْهِمَا كَانَتْ حَلْقَةً
فَوُضِعَتْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَلَيْهَا
لَقَصَمَتْهُمَا وَاٰمُرُكُمَا بِسُبْحَانَ اللّٰهِ
وَبِحَمْدِهٖ فَاِنَّهُمَا صَلٰوةُ كُلِّ شَيْءٍ وَّبِهِمَا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
ایک شخص گاؤں کا رہنے والا آیا جو ریشمی جبہ
پہن رہا تھا اور اس کے کناروں پر دیبا کی
گوٹ تھی (صحابہؓ سے خطاب کر کے) کہنے لگا
کہ تمہارے ساتھی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) یہ
چاہتے ہیں کہ ہر چرواہے (بکری چرانے والے)
اور چرواہے زادے کو بڑھا دیں اور شہسوار
اور شہسواروں کی اولاد کو گرا دیں، حضور صلی اللہ
علیہ وسلم ناراضگی سے اٹھے اور اس کے کپڑوں
کو گریبان سے پکڑ کر ذرا کھینچا، اور ارشاد فرمایا
کہ (تو ہی بتا) تو بیوقوفوں کے سے کپڑے نہیں
پہن رہا ہے، پھر اپنی جگہ واپس آ کر تشریف
فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ حضرت نوح علیٰ
نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب انتقال
ہونے لگا تو اپنے دونوں صاحبزادوں کو بلایا
اور ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں (آخری) وصیت
کرتا ہوں جس میں دو چیزوں سے روکتا ہوں
اور دو چیزوں کا حکم کرتا ہوں، جن چیزوں سے
روکتا ہوں ایک شرک ہے دوسرا تکبر اور
جن چیزوں کا حکم کرتا ہوں ایک لا الہ الا اللہ
ہے کہ تمام آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے
اگر سب ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور
دوسرے میں (اخلاص سے کہا ہوا) لا الہ الا اللہ

يَرْزُقُ كُلَّ شَيْءٍ، اخرجه الحاكم وقال صحيح الاسناد ولم يخرجه للصقعب ابن زهير فانه ثقة قليل الحديث اھ واقره عليه الذهبی وقال الصقعب ثقة رواه ابن عجلان عن زيد بن اسلم مرسلا اه قلت ورواه احمد فی مسنده بزيادة فيه بطرق وفی بعض منها فان السمٰوٰت السبع و

رکھ دیا جائے تو وہی پلڑا جھک جائے گا، اور اگر تمام آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے ایک حلقہ بنا کر اس پاک کلمہ کو اس پر رکھدیا جائے تو وہ وزن سے ٹوٹ جائے، اور دوسری چیز جس کا حکم کرتا ہوں وہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ہے کہ یہ دو لفظ ہر مخلوق کی نماز ہیں اور انہیں کی برکت سے ہر چیز کو رزق عطا فرمایا جاتا ہے،،

الارضين السبع كن حلقة مبهمة قصتهن لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وذكره المنذری فی الترغيب عن ابن عمرؓ مختصرا وفيه لو كانت حلقة لقصمتهن حتى تخلص الى الله ثم قال رواه البزار ورواته محتج بهم فی الصحيح الا ابن اسحاق وهو فی النسائی عن صالح بن سعيد رفعه الى سليمان ابن يسار الى رجل من الانصار لم يسمه ورواه الحاكم عن عبد الله وقال صحيح الاسناد ثم ذكر لفظه قلت وحديث سليمان بن يسار يأتی فی بيان التسبيح وفی مجمع الزوائد رواه احمد ورواه الطبرانی بنحوه ورواه البزار من حديث ابن عمرؓ ورجال احمد ثقات وقال فی رواية البزار محمد بن اسحق وهو مدلس وهو ثقة،

فائدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑوں کے متعلق ارشاد فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر سے باطن پر استدلال کیا جاتا ہے، جس شخص کا ظاہر حال خراب ہو اس کے باطن کا حال بھی بظاہر ویسا ہی ہے، اس لئے ظاہر کو بہتر رکھنے کی سعی کی جاتی ہے کہ باطن اُس کے تابع ہوتا ہے، اسی لئے صوفیۂ کرام ظاہری طہارت وضوء وغیرہ کا اہتمام کراتے ہیں، تاکہ باطن کی طہارت حاصل ہو جائے، جو لوگ یہ کہدیتے ہیں اجی باطن اچھا ہونا چاہیے، ظاہر چاہے کیسا ہی ہو صحیح نہیں، باطن کا اچھا ہونا مستقل مقصود ہے، اور ظاہر کا بہتر ہونا مستقل، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں ہے:۔ اَللّٰهُمَّ

اجْعَلْ سَرِيْرَتِي خَيْرًا مِنْ عَلَانِيَتِي وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِي صَالِحَةً، (اے اللہ میرے باطن کو میرے ظاہر سے زیادہ بہتر بنا اور میرے ظاہر کو صلح اور نیک بنا دے) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا تعلیم فرمائی ہے،

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ اَبَا بَكْرٍؓ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ كَئِيْبٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالِيْ اَرَاكَ كَئِيْبًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَمٍّ لِيَ الْبَارِحَةَ فُلَانٍ وَهُوَ يَكِيْدُ بِنَفْسِهٖ قَالَ فَهَلْ لَقَّنْتَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَقَالَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ هِيَ لِلْاَحْيَاءِ قَالَ هِيَ اَهْدَمُ لِذُنُوْبِهِمْ رواہ ابو یعلی والبزار وفیہ زائدۃ بن ابی الرقاد وثقہ القواریری وضعفہ البخاری وغیرہ کذا فی مجمع الزوائد واخرج بمعناہ عن ابن عباسؓ ایضاً قلت وروی عن علیؓ مرفوعاً من قال اذا مر بالمقابر السلام علی اهل لا اله

(۳۲) حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رنجیدہ سے ہو کر حاضر ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ میں تمہیں رنجیدہ دیکھ رہا ہوں، کیا بات ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ گذشتہ شب میرے چچا زاد بھائی کا انتقال ہو گیا، میں نزع کی حالت میں ان کے پاس بیٹھا تھا (اس منظر سے طبیعت پر اثر ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین بھی کی تھی؟ عرض کیا کی تھی، ارشاد فرمایا کہ جنت اس کیلئے واجب ہو گئی، حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) زندہ لوگ اس کلمہ کو پڑھیں تو کیا ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ یہ کلمہ ان کے گناہوں کو بہت ہی منہدم کر دینے والا ہے (یعنی بالکل ہی مٹا دینے والا ہے)

اِلَّا اللّٰهُ مِنْ اَهْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَيْفَ وَجَدْتُمْ قَوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِغْفِرْ لِمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ واحشرنا فی زمرة من قال لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ غفر له ذنوب خمسين سنة قيل يا رسول الله من لم تكن له ذنوب خمسين سنة قال لوالديه ولقرابته ولعامة المسلمين رواه الديلمي فی تاريخ همدان والرافعي

وابن النجار کذا فی منتخب کنز العمال لکن روی نحوہ السیوطی فی ذیل اللآلی وتکلم علی سندہ وقال الاسناد کلہ ظلمات ورمی رجالہ بالکذب وفی تنبیہ الغافلین روی عن بعض الصحابۃ من قال لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ من قلبہ خالصًا ومدھا بالتعظیم کفر اللہ عنہ اربعۃ آلاف ذنب من الکبائر قیل ان لم یکن لہ اربعۃ آلاف ذنب قال یغفر من ذنوب اھلہ وجیرانہ اھ، قلت وروی بمعناہ مرفوعًا لکنھم حکموا علیہ بالوضع کما فی ذیل اللآلی نعم یؤیدہ الامر بدفن جوار الصالح وتاذیہ بجوار السوء ذکرہ السیوطی فی اللآلی وورد السلام علی اھل القبور بالفاظ مختلفۃ فی کنز العمال وغیرہ،

فائدہ: مقابر میں اور میت کے قریب کلمہ طیبہ پڑھنے کے متعلق بھی کثرت سے احادیث میں ارشاد ہوا ہے، ایک حدیث میں ہے کہ جنازہ کے ساتھ کثرت سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرو، ایک حدیث میں آیا ہے کہ میری امت کا شعار (نشان) جب وہ پل صراط پر چلیں گے تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ہوگا، دوسری حدیث میں ہے کہ جب وہ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کا نشان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ہوگا، تیسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے اندھیروں میں ان کا نشان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ہوگا، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو کثرت سے پڑھنے کی برکتیں مرنے سے پہلے بھی بسا اوقات نزع کے وقت سے محسوس ہو جاتی ہیں، اور بعض اللہ کے بندوں کو اس سے بھی پہلے ظاہر ہو جاتی ہیں،

ابوالعباسؒ کہتے ہیں کہ میں اپنے شہر اشبیلہ میں بیمار پڑا ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ بہت سے پرندے بڑے بڑے اور مختلف رنگ کے سفید، سرخ، سبز ہیں، جو ایک ہی دفعہ سب کے سب پر سمیٹ لیتے ہیں، اور ایک ہی مرتبہ کھول دیتے ہیں، اور بہت سے آدمی ہیں جن کے ہاتھ میں بڑے بڑے طباق ڈھکے ہوئے ہیں، جن کے اندر کچھ رکھا ہوا ہے، میں اس سب کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ موت کے تحفے ہیں، میں جلدی جلدی کلمہ طیبہ پڑھنے لگا، ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تمہارا وقت ابھی نہیں آیا، یہ ایک اور مومن کے لئے تحفہ ہے جس کا وقت آ گیا ہے،

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا جب انتقال ہونے لگا تو فرمایا مجھے بٹھادو، لوگوں نے بٹھادیا، پھر فرمایا (یا اللہ) تونے مجھے بہت سے کاموں کا حکم فرمایا، مجھ سے اس میں کوتاہی ہوئی، تونے مجھے بہت سی باتوں سے منع فرمایا مجھ سے اس میں نافرمانی ہوئی، تین مرتبہ یہی کہتے رہے، اس کے بعد فرمایا لیکن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یہ فرماکر ایک جانب غور سے دیکھنے لگے، کسی نے پوچھا کیا دیکھتے ہو؟ فرمایا کچھ سبز چیزیں ہیں کہ نہ وہ آدمی ہیں نہ جن، اس کے بعد انتقال فرمایا،

زبیدہ کو کسی نے خواب میں دیکھا، اس سے پوچھا کیا گذری؟ اس نے کہاکہ ان چار کلموں کی بدولت میری مغفرت ہوگئی: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اُفْنِیْ بِہَا عُمْرِیْ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اُدْخُلُ بِہَا قَبْرِیْ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اُخْلُوْ بِہَا وَحْدِیْ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَلْقٰی بِہَا رَبِّیْ (لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ اپنی عمر کو ختم کروں گی، اور لا الٰہ الا اللہ ہی کو قبر میں لے کر جاؤں گی، لا الٰہ الا اللہ ہی کے ساتھ تنہائی کا وقت گذاروں گی، اور لا الٰہ الا اللہ ہی کو لے کر اپنے رب کے پاس جاؤں گی)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ قَالَ اِذَا عَمِلْتَ سَیِّئَۃً فَاَتْبِعْہَا حَسَنَۃً تَمْحُہَا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَمِنَ الْحَسَنَاتِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ ہِیَ اَفْضَلُ الْحَسَنَاتِ، رواہ احمد وفی مجمع الزوائد رواہ احمد ورجالہ ثقات الا ان شمر بن عطیۃ حدثہ عن اشیاخہ ولم یسم احدا منہم قال السیوطی فی الدر اخرجہ ایضاً ابن مردویۃ والبیہقی فی الاسماء والصفات قلت واخرجہ الحاکم بلفظ یا اباذر اتق اللہ حیث کنت واتبع السیئۃ الحسنۃ تمحہا وخالق الناس بخلق حسن وقال

(۳۲) حضرت ابوذر غفاریؓ نے عرض کیا:- یارسول اللہؐ مجھے کوئی وصیت فرمادیجئے ارشاد ہوا کہ جب کوئی برائی سرزد ہوجائے تو کفارہ کے طور پر فوراً کوئی نیک کام کرلیا کرو (تاکہ برائی کی نحوست دُھل جایا کرے) میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنا بھی نیکیوں میں داخل ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ تو ساری نیکیوں میں افضل ہے۔

صحیح علی شرطهما واقرہ علیہ الذھبی وذکرہ السیوطی فی الجامع مختصرا ورقم له بالصحۃ،

فائدہ: بُرائی اگر گناہ صغیرہ ہے تو نیکی سے اس کا محو ہو جانا اور مٹ جانا ظاہر ہی، اور اگر کبیرہ ہے تو قواعد کے موافق توبہ سے محو ہو سکتی ہے، یا محض اللہ کے فضل سے جیسا کہ پہلے بھی گذر چکا ہے، بہر صورت محو ہونے کا مطلب یہ ہی کہ پھر وہ گناہ اعمالنامہ میں رہتا ہے نہ کہیں اس کا ذکر ہوتا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ وہ گناہ کراماً کاتبین کو بھلا دیتے ہیں اور اس گنہگار کے ہاتھ پاؤں کو بھی بھلا دیتے ہیں، اور زمین کے اس حصّہ کو بھی جس پر وہ گناہ کیا گیا ہے حتیٰ کہ کوئی بھی اس گناہ کی گواہی دینے والا نہیں رہتا، گواہی کا مطلب یہ ہے کہ قیامت میں آدمی کے ہاتھ پاؤں اور بدن کے دوسرے حصّے نیک یا بد اعمال جو بھی کئے ہوں اُن کی گواہیاں دیں گے، جیسا کہ باب سوم فصل دوم حدیث نمبر ۱۸ کے تحت میں آرہا ہے، حدیث بالا کی تائید اُن روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ گناہ کیا ہی نہیں، یہ مضمون کئی حدیثوں میں وارد ہوا ہی توبہ اس کو کہتے ہیں کہ جو گناہ ہو چکا اس پر انتہائی ندامت اور شرم ہو، اور آئندہ کے لئے پکّا ارادہ ہو کہ پھر کبھی اس گناہ کو نہیں کروں گا،

ایک دوسری حدیث میں حضورؐ کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ اللہ کی عبادت کر، اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا، اور ایسے اخلاص سے عمل کیا کر جیسا کہ وہ پاک ذات تیری سامنے ہو، اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کر، اور اللہ کی یاد ہر پتھر اور درخت کے قریب کر (تاکہ بہت سے گواہ قیامت کے دن ملیں) اور جب کوئی بُرائی ہو جائے تو اس کے کفارہ میں کوئی نیکی کیا کر، اگر بُرائی مخفی کی ہے تو نیکی بھی مخفی ہو اور بُرائی کو علی الاعلان کیا ہے تو اس کے کفارہ میں نیکی بھی علی الاعلان ہو،

"حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً	(۴۳) عَنْ تَمِیْمِ الدَّارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ

اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كُتِبَتْ

وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدًا کو دس مرتبہ پڑھے گا چالیس ہزار نیکیاں اس کے لئے لکھی جائیں گی "

لَهٗ اَرْبَعُوْنَ اَلْفَ حَسَنَةٍ اخرجه احمد قلت اخرج الحاکم شواھدہ بالفاظ مختلفة

فائدہ ؛ کلمۂ طیبہ کی خاص خاص مقدار پر بھی حدیث کی کتابوں میں بڑی فضیلتیں ذکر فرمائی گئی ہیں، ایک حدیث میں آیا ہے جب تم نماز پڑھا کرو تو ہر فرض کے بعد دس مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھا کرو، اس کا ثواب ایسا ہے کہ جیسے ایک غلام آزاد کیا،

(۳۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَوْفٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ كَتَبَ اللّٰهُ

"دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ احداً صمداً لم یلد ولم یولد ولم یکن لہٗ کفواً احداً پڑھے اس کے لئے بیس لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی "

لَهٗ اَلْفَيْ اَلْفِ حَسَنَةٍ، رواه الطبرانی کذا فی الترغیب وفی مجمع الزوائد فیه فائد ابو الورقاء متروك،

فائدہ : کس قدر اللہ جل شانہٗ کے یہاں سے انعام واحسان کی بارش ہے کہ ایک معمولی سی چیز کے پڑھنے پر جس پر نہ مشقت ہے نہ وقت خرچ ہو، پھر بھی ہزار ہزار لاکھ لاکھ نیکیاں عطا ہوتی ہیں، لیکن ہم لوگ اس قدر غفلت اور دنیاوی اغراض کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ ان الطاف کی بارشوں سے کچھ بھی وصول نہیں کرتے، اللہ جل شانہٗ کے یہاں ہر نیکی کے لئے کم از کم دس گنا ثواب تو متعین ہی ہے، بشرطیکہ اخلاص سے ہو، اس کے بعد اخلاص ہی کے اعتبار سے ثواب بڑھتا رہتا ہے، حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اسلام لانے سے جتنے گناہ حالتِ کفر میں کئے ہیں وہ معاف ہو جاتے ہیں، اس کے بعد پھر حساب ہے، ہر نیکی دس گنے سے لے کر سات سو تک اور

جہاں تک اللہ چاہیں لکھی جاتی ہے اور بُرائی ایک ہی لکھی جاتی ہے، اور اگر اللہ جل شانہٗ اس کو معاف فرمادیں تو وہ بھی نہیں لکھی جاتی، دوسری حدیث میں ہے جب بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو صرف ارادہ سے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جب عمل کرتا ہے تو دس نیکیاں سات سو تک اور اس کے بعد جہاں تک اللہ تعالیٰ شانہٗ چاہیں لکھی جاتی ہیں، اس قسم کی اور بھی احادیث بکثرت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے یہاں دینے میں کمی نہیں، کوئی لینے والا ہو، یہی چیز اللہ والوں کی نگاہ میں ہوتی ہے، جس کی وجہ سے دنیا کی بڑی سے بڑی دولت بھی ان کو نہیں لبھا سکتی۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْهُمْ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اعمال چھ طریقے کے ہیں اور آدمی چار طریقے کے، دو عمل تو واجب کرنے والے ہیں اور دو برابر سرابر اور ایک دس گنا اور ایک سات سو گنا، دو عمل جو واجب کرنے والے ہیں ایک یہ کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ شرک نہ کرتا ہو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا، دوسرے جو شخص شرک کی حالت میں مرے ضرور جہنم میں جائے گا، اور جو عمل برابر سرابر ہے وہ نیکی کا ارادہ ہے کہ دل اس کے لئے پختہ ہوگیا ہو، (مگر اس عمل کی نوبت نہ آئی ہو) اور دس گنا اجر ہے اگر عمل بھی کرلے، اور اللہ کے راستہ میں (جہاد وغیرہ میں) خرچ کرنا سات سو درجہ کا اجر رکھتا ہے، اور گناہ اگر کرے تو ایک کا بدلہ ایک ہی ہے،

اور چار قسم کے آدمی یہ ہیں کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن پر دنیا میں وسعت ہے آخرت میں تنگی ہے، بعض ایسے ہیں جن پر دنیا میں تنگی ہے آخرت میں وسعت ہے، بعض ایسے ہیں جن پر دونوں جگہ تنگی ہے (کہ دنیا میں فقر آخرت میں عذاب ہے) بعض ایسے ہیں کہ دونوں جہان میں وسعت ہے،

ایک شخص حضرت ابوہریرہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے سنا ہے آپ یہ نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ بعض نیکیوں کا بدلہ دس لاکھ گنا عطا فرماتے ہیں، حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ میں نے خدا کی قسم ایسا ہی سنا ہے، دوسری حدیث میں ہے کہ میں نے سنا ہے حضورؐ سے کہ بعض نیکیوں کا ثواب بیس لاکھ

تک ملتا ہے، اور جب حق تعالیٰ شانہٗ یُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ارشاد فرمائیں (اس کے ثواب کو بڑھاتے ہیں اور اپنے پاس سے بہت سا اجر دیتے ہیں) جس چیز کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم فرمائیں اس کی مقدار کا اندازہ کون کر سکتا ہے،

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ثواب کی اتنی بڑی مقداریں جب ہی ہو سکتی ہیں جب ان الفاظ کے معانی کا تصور اور لحاظ کر کے پڑھے کہ یہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی اہم صفات ہیں،

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ، رواہ مسلم وابوداؤد وابن ماجۃ وقالا فیحسن الوضوء

(۳۶) "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح کرے (یعنی سنتوں اور آداب کی پوری رعایت کرے) پھر یہ دعا پڑھے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے دل چاہے داخل ہو"

زاد ابوداؤد ثم یرفع طرفہ الی السماء ثم یقول فذکرہ ورواہ الترمذی، کابی داؤد وزاد اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ، الحدیث وتکلم فیہ کذا فی الترغیب زاد السیوطی فی الدر ابن ابی شیبۃ والدارمی،

فائدہ: جنت میں داخل ہونے کے لئے ایک دروازہ بھی کافی ہے، پھر آٹھوں کا کھل جانا یہ غایت اعزاز اور اکرام کے طور پر ہے،

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو اور ناحق کسی کا خون نہ کیا ہو، وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو،

(۳۷) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یَقُوْلُ - لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِائَۃَ مَرَّۃٍ اِلَّا بَعَثَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَوَجْھُہٗ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ وَلَمْ یُرْفَعْ لِاَحَدٍ یَّوْمَئِذٍ عَمَلٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمَلِہٖ اِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ قَوْلِہٖ اَوْ زَادَ، رواہ الطبرانی وفیہ عبد الوھاب ابن ضحاک متروک کذا فی مجمع الزوائد، قلت ھو من رواۃ ابن ماجۃ ولا شک انھم ضعفوہ جدًا الا ان معناہ مؤید بروایات منھا ما تقدم من روایات یحیی بن طلحۃ ولا شک انہ افضل الذکر ولہ شواھد من حدیث ام ھانی الاٰتی،

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص سَو مرتبہ لاالہ الا اللہ پڑھا کرے حق تعالیٰ شانہ، قیامت کے دن اس کو ایسا روشن چہرہ والا اٹھائیں گے جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے اور جس دن یہ تسبیح پڑھے اس دن اس سے افضل عمل والا وہی شخص ہو سکتا ہی جو اس سے زیادہ پڑھے“

فائدہ: متعدد روایات اور آیات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے کہ لاالٰہ الا اللہ دل کے لئے بھی نور ہے اور چہرہ کے لئے بھی نور ہے، اور یہ تو مشاہدہ بھی ہے کہ جن اکابر کا اس کلمہ کی کثرت کا معمول ہو اُن کا چہرہ دنیا ہی میں نورانی ہوتا ہے،

(۳۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِفْتَحُوْا عَلٰی صِبْیَانِکُمْ اَوَّلَ کَلِمَۃٍ بِلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَقِّنُوْھُمْ عِنْدَ الْمَوْتِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَاِنَّہٗ مَنْ کَانَ اَوَّلُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاٰخِرُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ عَاشَ اَلْفَ سَنَۃٍ لَمْ یُسْئَلْ عَنْ ذَنْبٍ وَّاحِدٍ، موضوع بن محمویۃ وابوہ مجھولان وقد ضعف البخاری ابراھیم

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بچہ کو شروع میں جب وہ بولنا سیکھنے لگے لاالہ الا اللہ یاد کراؤ اور جب مرنے کا وقت آئے تب بھی لاالہ الا اللہ تلقین کرو، جس شخص کا اوّل کلمہ لاالہ الا اللہ ہو اور آخری کلمہ لاالہ الا اللہ ہو وہ ہزار برس بھی زندہ رہی تو انشاء اللہ کسی گناہ کا اس سے مطالبہ نہیں ہو گا، یا اگر صادر ہوا تو توبہ وغیرہ سے معاف ہو جائے گا، یا اس وجہ سے کہ

بن مهاجر حکاہ السیوطی عن ابن جریر ثم تعقبہ بقولہ الحدیث فی المستدرک

کہ اللہ جل جلالہٗ اپنے فضل سے معاف فرماویں گے "

واخرجہ البیہقی فی الشعب عن الحاکم وقال متن غریب لم نکتبہ الا بھٰذا الاسناد واوردہ الحافظ ابن حجر فی امالیہ ولم یقدح فیہ بشیٔ الا انہ قال ابراھیم فیہ لین وقد اخرج لہ مسلم فی المتابعات کذا فی اللآلی وذکرہ السیوطی فی شرح الصدور ولم یقدح فیہ بشیٔ قلت وقد ورد فی التلقین احادیث کثیرۃ ذکرہ الحافظ فی التلخیص وقال فی جملۃ من رواھا وعن عروۃ بن مسعود الثقفی رواہ العقیلی باسناد ضعیف ثم قال روی فی الباب احادیث صحاح عن غیر واحد من الصحابۃ ورواہ ابن ابی الدنیا فی کتاب المحتضرین من طریق عروۃ بن مسعود عن ابیہ عن حذیفۃ بلفظ لقنوا موتاکم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فانھا تھدم ما قبلھا من الخطایا وروی فیہ ایضًا عن عمر وعثمان وابن مسعود وانس وغیرھم اھ وفی الجامع الصغیر لقنوا موتاکم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رواہ احمد ومسلم والاربعۃ عن ابی سعید ومسلم وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ والنسائی عن عائشۃ رض ورقم لہ بالصحۃ وفی الحصن اذا افصح الولد فلیعلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وفی الحرز رواہ ابن السنی عن عمرو بن العاص اھ قلت ولفظہ فی عمل الیوم واللیلۃ عن عمرو بن شعیب وجدت فی کتاب جدی الذی حدثہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا افصح اولادکم فعلموھم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثم لا تبالوا متی ماتوا واذا اثغروا فمروھم بالصلوٰۃ وفی الجامع الصغیر بروایۃ احمد وابی داؤد والحاکم عن معاذ رض من کان اٰخر کلامہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ ورقم لہ بالصحۃ وفی مجمع عن علی رض رفعہ مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَمْ یَدْخُلِ النَّارَ وفی غیر روایۃ مرفوعۃ من لقن عند الموت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دخل الْجَنَّۃَ ،

فائدہ، تلقین اس کو کہتے ہیں کہ مرتے وقت آدمی کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھا جائے

تاکہ اس کو سُن کر وہ بھی پڑھنے لگے، اس پر اس وقت جبر یا تقاضہ نہیں کرنا چاہئے کہ وہ شدّتِ تکلیف میں ہوتا ہے، اخیر وقت میں کلمہ تلقین کرنے کا حکم اور بھی بہت سی احادیثِ صحیحہ میں وارد ہوا ہے، متعدد حدیثوں میں یہ بھی ارشاد نبوی وارد ہوا ہے کہ جس شخص کو مرتے وقت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نصیب ہو جاوے اس سے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے سیلاب کی وجہ سے تعمیر، بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جس شخص کو مرتے وقت یہ مبارک کلمہ نصیب ہو جاتا ہے تو پچھلی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں،

ایک حدیث میں آیا ہے کہ منافق کو اس کلمہ کی توفیق نہیں ہوتی، ایک حدیث میں آیا ہے اپنے مُردوں کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا توشہ دیا کرو، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی بچہ کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے لگے اس سے حساب معاف ہے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرتا ہے مرنے کے وقت ایک فرشتہ اس کے پاس آتا ہے جو شیطان کو دور کر دیتا ہے، اور مرنے والے کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی تلقین کرتا ہے،

ایک بات کثرت سے تجربہ میں آئی ہے کہ اکثر و بیشتر تلقین کا فائدہ جب ہی ہوتا ہے کہ زندگی میں بھی اس پاک کلمہ کی کثرت رکھتا ہو، ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ وہ پھل فروخت کیا کرتا تھا، جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو لوگ اس کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرتے تھے اور وہ کہتا تھا کہ یہ گٹھا اتنے کا ہے اور یہ اتنے کا ہے، اسی طرح اور بھی متعدد واقعات "نزہۃ البساتین" میں بھی لکھے ہیں، اور مشاہدہ میں بھی آتے ہیں،

بسا اوقات کسی گناہ کا کرنا بھی اس کا سبب بن جاتا ہے، کہ مرتے وقت کلمہ طیبہ نصیب نہیں ہوتا، علماء نے لکھا ہے کہ افیون کھانے میں ستّر نقصان ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ یاد نہیں آتا، اس کے بالمقابل مسواک میں ستّر فائدے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ طیبہ یاد آتا ہے، ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ مرتے وقت اس کو کلمہ شہادت تلقین کیا گیا، وہ کہنے لگا کہ اللہ سے دُعاء کرو، میری زبان سے نکلتا نہیں، لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ میں تولنے میں بے احتیاطی

کرتا تھا، ایک دوسرے شخص کا قصّہ ہے کہ جب اس کو تلقین کی گئی تو کہنے لگا کہ مجھ سے کہا نہیں جاتا، لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ ایک عورت مجھ سے تولیہ خریدنے آئی تھی، مجھے وہ اچھی لگی میں اس کو دیکھتا رہا،

اور بھی بہت سے واقعات اس نوع کے ہیں جن میں سے بعض تذکرۂ قرطبیّہ" میں بھی لکھے ہیں، بندہ کا کام ہے کہ گناہوں سے توبہ کرتا رہے، اور اللہ تعالیٰ شانہٗ سے توفیق کی دُعاء کرتا رہے،

(۳۹) عَنْ اُمِّ هَانِیٍ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا يَسْبِقُهَا عَمَلٌ وَّلَا تَتْرُكُ ذَنْبًا،

"حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سے نہ تو کوئی عمل بڑھ سکتا ہے اور یہ کلمہ کسی گناہ کو چھوڑ سکتا ہے۔"

رواه ابن ماجة كذا فی منتخب كنز العمال قلت واخرجه الحاكم فی حديث طويل وصححه ولفظه قول لا اله الا الله لا يترك ذنبا ولا يشبهها عمل اه وتعقب عليه الذهبی بان زكريا ضعيف وسقط بين محمد وام هانی وذكره فی الجامع برواية ابن ماجة ورقم له بالضعف،

فائدہ: کسی عمل کا اس سے نہ بڑھ سکنا تو ظاہر ہے کہ کوئی بھی عمل ایسا نہیں ہے جو بغیر کلمۂ طیبہ پڑھے کارآمد ہو سکتا ہو، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض ہر عمل ایمان کا محتاج ہے، اگر ایمان ہے تو وہ اعمال بھی مقبول ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں، اور کلمۂ طیبہ جو خود ایمان لانا ہی ہے وہ کسی عمل کا بھی محتاج نہیں، اسی وجہ سے اگر کوئی شخص فقط ایمان رکھتا ہو اور ایمان کے علاوہ کوئی عمل صالح نہ ہو تو بھی وہ کسی نہ کسی وقت انشاء اللہ جنّت میں ضرور جائے گا، اور جو شخص ایمان نہ رکھتا ہو خواہ وہ کتنے ہی پسندیدہ اعمال کرے نجات کیلئے کافی نہیں، دوسرا جزء کسی گناہ کو نہ چھوڑنا ہے، اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے کہ جو شخص آخری وقت میں مسلمان ہوا اور کلمۂ طیبہ پڑھنے کے بعد فوراً ہی مرجائے تو ظاہر ہے کہ اس ایمان لانے سے کفر کی حالت میں جتنے گناہ کئے تھے وہ سب بالاجماع جاتے رہے، اور اگر پہلے سے پڑھنا مراد ہو تو حدیث شریف کا مطلب یہ ہو کہ

یہ کلمہ دلوں کی صفائی اور صیقل ہونے کا ذریعہ ہے، جب اس پاک کلمہ کی کثرت ہو گی تو دل کی صفائی کی وجہ سے توبہ کئے بغیر چین ہی نہ پڑے گا، اور آخر کار گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جائے گا،

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کو سونے کے وقت اور جاگنے کے وقت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اہتمام ہو اس کو دنیا بھی آخرت پر مستعد کرے گی، اور مصیبت سے اس کی حفاظت کرے گی،

(۴۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّ سَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ، رواہ الستة وغیرھم بالفاظ مختلفة واختلاف یسیر فی العدد وغیرہ وھٰذا اٰخر ما اردت ایرادہ فی ھٰذا الفصل رعایة لعدد الاربعین واللّٰہ الموفق لما یحب ویرضی،

"حضورؐ کا ارشاد ہے کہ ایمان کی ستّر سے زیادہ شاخیں ہیں (بعض روایات میں ستّر آئی ہیں) ان میں سب سے افضل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا پڑھنا ہے، اور سب سے کم درجہ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز (اینٹ لکڑی کانٹے وغیرہ) کا ہٹا دینا ہے اور حیا بھی (ایک خصوصی) شعبہ ہے ایمان کا"

فائدہ: حیا کو خصوصی اہتمام کی وجہ سے ذکر فرمایا کہ یہ بہت سے گناہوں زنا، چوری، فحش گوئی، ننگا ہونا، گالی گلوچ وغیرہ سے بچنے کا سبب ہے، اسی طرح رسوائی کے خیال سے بہت سے نیک کام کرنا ضروری ہو جاتے ہیں، بلکہ دنیا اور آخرت کی شرم سارے ہی نیک کاموں پر ابھارتی ہے، نماز، زکوٰة، حج وغیرہ تو ظاہر ہیں، اسی طرح سے اور بھی تمام احکام بجالانے کا سبب ہے، اسی وجہ سے مثل مشہور ہے "توبے حیا باش وہرچہ خواہی کن" (تو بے غیرت ہو جا پھر جو چاہے کر) اس معنی میں صحیح حدیث بھی وارد ہے:- اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ (جب تو حیادار نہ رہے تو پھر جو چاہے کر) کہ ساری فکر غیرت اور شرم ہی کی ہے، اگر حیا ہے تو یہ خیال بھی

ضروری ہے کہ نماز نہ پڑھوں گا تو آخرت میں کیا مُنہ دکھاؤں گا، اور شرم نہیں ہے تو پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی کہہ کر کیا کرے گا،

تنبیہ؛ اس حدیث شریف میں ایمان کی سنتر سے زیادہ شاخیں ارشاد فرمائی ہیں، اس بارے میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں، اور متعدد روایات میں ستتر ۷۷ کا عدد آیا ہے اسی لئے ترجمہ میں اس طرف اشارہ بھی کر دیا تھا، ان ۷۷ ستتر کی تفصیل میں علماء نے بہت سی مستقل تصانیف فرمائی ہیں؛

امام ابو حاتم بن حبان رح فرماتے ہیں کہ میں اس حدیث کا مطلب ایک مدت تک سوچتا رہا، جب عبادتوں کو گنتا تو وہ ۷۷ ستتر سے زیادہ ہو جاتیں، احادیث کو تلاش کرتا اور حدیث شریف میں جن چیزوں کو خاص طور سے ایمان کی شاخوں کے ذیل میں ذکر کیا ہے ان کو شمار کرتا تو وہ اس عدد سے کم ہو جاتیں، میں قرآن پاک کی طرف متوجہ ہوا، اور قرآن شریف میں جن چیزوں کو ایمان کے ذیل میں ذکر کیا ان کو شمار کیا تو وہ بھی اس عدد سے کم تھیں، تو میں نے قرآن شریف اور حدیث شریف دونوں کو جمع کیا اور دونوں میں جن چیزوں کو ایمان کا جُزو قرار دیا ان کو شمار کر کے جو چیزیں دونوں میں مشترک تھیں، ان کو ایک ایک عدد شمار کر کے میزان دیکھی تو دونوں کا مجموعہ مکررات نکال کر اس عدد کے موافق ہو گیا تو میں سمجھا کہ حدیث شریف کا مفہوم یہی ہے،

قاضی عیاض رح فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے ان شاخوں کی تفصیل بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے، اور اجتہاد سے ان تفصیلات کے مراد ہونے کا حکم لگایا ہے، حالانکہ اس مقدار کی خصوصی تفصیل نہ معلوم ہونے سے ایمان میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا جب کہ ایمان کے اصول و فروع سارے بالتفصیل معلوم و محقق ہوں،

خطابی رح فرماتے ہیں کہ اس تعداد کی تفصیل اللہ کے اور اس کے رسول ؐ کے علم میں ہے، اور شریعت مطہرہ میں موجود ہے، تو اس تعداد کے ساتھ تفصیل کا معلوم نہ ہونا کچھ مضر نہیں،

امام نووی رح فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شاخوں میں سب سے

اعلیٰ توحید یعنی کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو قرار دیا ہے، جس سے معلوم ہو گیا کہ ایمان میں سب سے اوپر اس کا درجہ ہے، اس سے اوپر کوئی چیز ایمان کی شاخ سے نہیں ہے، جس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ اصل توحید ہے، جو ہر مکلف پر ضروری ہے، اور سب سے نیچے دفع کرنا ہے اس چیز کا جو کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کا احتمال رکھتی ہو، باقی سب شاخیں اُن کے درمیان ہیں، جن کی تفصیل معلوم ہونا ضروری نہیں، اجمالاً اُن پر ایمان لانا کافی ہے، جیسا کہ سب فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے، لیکن ان کی تفصیل اور ان کے نام ہم نہیں جانتے، لیکن ایک جماعت محدثین نے ان سب شاخوں کی تفصیل میں مختلف تصانیف فرمائی ہیں، چنانچہ ابو عبد اللہ حلیمیؒ نے ایک کتاب اسی مضمون میں تصنیف فرمائی ہے، جس کا نام "فوائد المنہاج" رکھا ہے، اور امام بیہقی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ہی "شعب الایمان" رکھا ہے، اسی طرح سے شیخ عبد الجلیل نے بھی ایک کتاب لکھی ہے اس کا نام بھی "شعب الایمان" رکھا ہے، اور اسحٰق بن قرطبیؒ نے کتاب النصائح اسی مضمون میں تصنیف فرمائی ہے، اور امام ابو حاتم نے اپنی کتاب کا نام "وصف الایمان وشعبہ" رکھا ہے، شراح بخاری نے اس باب میں مختلف تصانیف سے تلخیص کرتے ہوئے ان کو مختصر طور پر جمع فرمایا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ:-

دراصل ایمان کامل تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے، اوّل تصدیقِ قلبی یعنی دل سے جملہ امور کا یقین کرنا، دوسرے زبان کا اقرار وعمل، تیسرے بدن کے اعمال، یعنی ایمان کی جملہ شاخیں تین حصوں پر منقسم ہیں، اوّل وہ جن کا تعلق نیت واعتقاد اور عمل قلبی سے ہے، دوسرے وہ جن کا تعلق زبان سے ہے، تیسرے وہ جن کا تعلق باقی حصۂ بدن سے ہے، ایمان کی جملہ چیزیں ان تین میں داخل ہیں، ان میں سے پہلی قسم جو تمام عقائد کو شامل ہے، اس کا خلاصہ تیس چیزیں ہیں:-

(۱) اللہ پر ایمان لانا، جس میں اس کی ذات اس کی صفات پر ایمان لانا داخل ہے اور اس کا یقین بھی کہ وہ پاک ذات ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ اس کا کوئی مثل ہے، (۲) اللہ کے ماسوا سب چیزیں بعد کی پیدا وار ہیں، ہمیشہ سے وہی

ایک ذات ہی (۳) فرشتوں پر ایمان لانا (۴) اللہ کی اُتاری ہوئی کتابوں پر ایمان لانا، (۵) اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا (۶) تقدیر پر ایمان لانا کہ بھلی ہو یا بُری سب اللہ کی طرف سے ہے (۷) قیامت کے حق ہونے پر ایمان لانا جس میں قبر کا سوال جواب' قبر کا عذاب، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا، حساب ہونا، اعمال کا تُلنا اور پُل صراط پر گذرنا سب ہی داخل ہے (۸) جنت کا یقین ہونا اور یہ کہ مؤمن انشاء اللہ ہمیشہ اس میں رہیں گے (۹) جہنّم کا یقین ہونا اور یہ کہ اس میں سخت سے سخت عذاب ہیں' اور وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ رہے گی (۱۰) اللہ تعالیٰ شانہٗ سے محبّت رکھنا (۱۱) اللہ کے واسطے دوسرے سے محبّت رکھنا اور اللہ ہی کے واسطے بغض رکھنا (یعنی اللہ والوں سے محبّت رکھنا اور اس کی نافرمانی کرنے والوں سے بغض رکھنا) اور اسی میں داخل ہی صحابہ کرامؓ بالخصوص مہاجرین اور انصار کی محبّت اور آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت،

(۱۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت رکھنا جس میں آپؐ کی تعظیم بھی آگئی اور حضورؐ پر درود شریف پڑھنا بھی، اور آپؐ کی سنتوں کا اتباع کرنا بھی داخل ہے، (۱۳) اخلاص جس میں ریا نہ کرنا اور نفاق سے بچنا بھی داخل ہے (۱۴) توبہ یعنی دل سے گناہوں پر ندامت اور آئندہ نہ کرنے کا عہد (۱۵) اللہ کا خوف (۱۶) اللہ کی رحمت کا امیدوار ہونا (۱۷) اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا (۱۶) شکر گذاری (۱۹) وفا (۲۰) صبر (۲۱) تواضع. جس میں بڑوں کی تعظیم بھی داخل ہے (۲۲) شفقت و رحمت، جس میں بچوں پر شفقت کرنا بھی داخل ہے (۲۳) مقدر پر راضی رہنا (۲۴) توکّل (۲۵) خود بینی اور خودستائی کا چھوڑنا، جس میں اصلاحِ نفس بھی داخل ہے (۲۶) کینہ اور خلش نہ رکھنا جس میں حسد بھی داخل ہے (۲۷) عینی میں یہ نمبر رہ گیا ہے میرے خیال میں اس جگہ حیا کرنا ہے، جو کاتب کی غلطی سے رہ گیا ہے (۲۸) غصّہ نہ کرنا (۲۹) فریب نہ دینا، جس میں بدگمانی نہ کرنا اور کسی کے ساتھ مکر نہ کرنا بھی داخل ہے (۳۰) دنیا کی محبّت دل سے نکال دینا جس میں مال کی اور جاہ کی محبّت بھی داخل ہے،

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امور بالا میں دل کے تمام اعمال داخل ہیں، اگر کوئی چیز

بظاہر خارج معلوم ہو تو وہ غور سے ان نمبروں میں سے کسی نہ کسی نمبر میں داخل ہوگی،

دوسری[۲] قسم زبان کا عمل تھا اس کے سات شعبے ہیں:۔

(۱) کلمۂ طیبہ کا پڑھنا (۲) قرآن پاک کی تلاوت کرنا (۳) علم سیکھنا (۴) علم دوسروں کو سکھانا (۵) دعاء کرنا (۶) اللہ کا ذکر جس میں استغفار بھی داخل ہے (۷) لغو باتوں سے بچنا،

تیسری[۳] قسم باقی بدن کے اعمال ہیں، یہ کُل چالیس[۴] ہیں، جو تین حصوں پر منقسم ہیں:۔

پہلا حصہ: اپنی ذاتوں سے تعلق رکھتا ہے، یہ سولہ[۶] شاخیں ہیں:۔

(۱) پاکی حاصل کرنا جس میں بدن کی پاکی، کپڑے کی پاکی، مکان کی پاکی سب ہی داخل ہے، اور بدن کی پاکی میں وضو بھی داخل ہے، اور حیض و نفاس اور جنابت کا غسل بھی (۲) نماز کی پابندی کرنا اس کو قائم کرنا[ف] جس میں فرض، نفل، ادا قضا سب داخل ہے، (۳) صدقہ جس میں زکوٰۃ، صدقۂ فطر وغیرہ بھی داخل ہے، اور بخشش کرنا، لوگوں کو کھانا کھلانا، مہمان کا اکرام کرنا اور غلاموں کا آزاد کرنا بھی داخل ہے (۴) روزہ فرض ہو یا نفل (۵) حج کرنا فرض ہو یا نفل اور اسی میں عمرہ بھی داخل ہے اور طواف بھی، (۶) اعتکاف کرنا جس میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنا بھی داخل ہے (۷) دین کی حفاظت کے لئے گھر چھوڑنا جس میں ہجرت بھی داخل ہے (۸) نذر کا پورا کرنا، (۹) قسموں کی نگہداشت رکھنا (۱۰) کفّاروں کا ادا کرنا (۱۱) ستر کا نماز میں اور نماز کے علاوہ ڈھانکنا (۱۲) قربانی کرنا اور قربانی کے جانوروں کی خبر گیری اور ان کا اہتمام کرنا (۱۳) جنازہ کا اہتمام کرنا، اس کے جملہ امور کا انتظام کرنا (۱۴) قرض کا ادا کرنا (۱۵) معاملات کا درست کرنا، سود سے بچنا (۱۶) سچی بات کی گواہی دینا، حق کو نہ چھپانا،

ف نماز کا قائم کرنا اس کے آداب و شرائط کی رعایت کرتے ہوئے ادا کرنے کا نام ہے جیسا کہ فضائل نماز کے تیسرے باب میں مذکور ہے ۱۲

دوسرا حصہ کسی دوسرے کیساتھ برتاؤ کا ہے، اس کی چھ شاخیں ہیں؛

① نکاح کے ذریعہ سے حرام کاری سے بچنا ② اہل وعیال کے حقوق کی رعایت کرنا اوران کا ادا کرنا، اس میں نوکروں اور خادموں کے حقوق بھی داخل ہیں ③ والدین کے ساتھ سلوک کرنا، نرمی برتنا، فرمانبرداری کرنا ④ اولاد کی اچھی تربیت کرنا ⑤ صلہ رحمی کرنا ⑥ بڑوں کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنا،

تیسرا حصہ حقوقِ عامہ کا ہے جو اٹھارہ شعبوں پر منقسم ہے؛

① عدل کے ساتھ حکومت کرنا ② حقانی جماعت کا ساتھ دینا ③ حکام کی اطاعت کرنا (بشرطیکہ خلافِ شرع حکم نہ ہو) ④ آپس کے معاملات کی اصلاح کرنا جس میں مفسدوں کو سزا دینا باغیوں سے جہاد کرنا بھی داخل ہے ⑤ نیک کاموں میں دوسروں کی مدد کرنا ⑥ نیک کاموں کا حکم کرنا اور بُری باتوں سے روکنا جس میں تبلیغ ووعظ بھی داخل ہے ⑦ حدود کا قائم کرنا ⑧ جہاد کرنا جس میں مورچوں کی حفاظت بھی داخل ہے ⑨ امانت کا ادا کرنا جس میں خمس جو غنیمت کے مالوں میں ہوتا ہے وہ بھی داخل ہے ⑩ قرض کا دینا اور ادا کرنا ⑪ پڑوسیوں کا حق ادا کرنا، ان کا اکرام کرنا ⑫ معاملہ اچھا کرنا جس میں جائز طریقہ سے مال کا جمع کرنا بھی داخل ہے، ⑬ مال کا اپنے محل (موقع) پر خرچ کرنا، اسراف اور بخل سے بچنا بھی اس میں داخل ہے ⑭ سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا ⑮ چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا، ⑯ دنیا کو اپنے نقصان سے اپنی تکلیف سے بچانا ⑰ لہو ولعب سے بچنا ⑱ راستہ سے تکلیف دہ چیز کا دُور کرنا،

یہ ستتر شاخیں ہوئیں، ان میں بعض کو ایک دوسرے میں منضم بھی کیا جا سکتا ہے جیسا کہ اچھے معاملہ میں مال کا جمع کرنا اور خرچ کرنا دونوں داخل ہو سکتے ہیں، اسی طرح سے غور سے اور بھی اعداد کو کم کیا جا سکتا ہے، اور اس لحاظ سے ستتر والی روایت یا سرسٹھ والی روایت کے تحت میں بھی یہ تفصیل آسکتی ہے،

اس تفصیل میں بندہ نے علامہ عینی کے کلام کو جو بخاری شریف کی شرح میں ہے

اصل قرار دیا ہے کہ انھوں نے نمبروار ان چیزوں کا ذکر فرمایا ہے،

اور حافظ ابن حجر کی فتح الباری اور علامہ قاری کی مرقات سے توضیح و اضافہ کیا ہے، علماء نے لکھا ہے کہ ایمان کے سارے شعبے مجملاً یہ ہیں جو مذکور ہوئے، آدمی کو چاہیئے کہ ان میں غور و فکر کرے، جو اوصاف اس میں ان میں سے پائے جاتے ہوں ان پر اللہ جل شانہٗ کا شکر ادا کرے کہ اسی کی توفیق و لطف سے ہر بھلائی حاصل ہو سکتی ہے، اور جن اوصاف میں کمی ہو ان کے حاصل کرنے کی سعی کرے اور اللہ تعالیٰ سے ان کے حصول کی توفیق مانگتا رہے، وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔

بابِ سوم

کلمۂ سوم کے فضائل میں

یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اور بعض روایات میں ان کلمات کے ساتھ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی وارد ہوا ہے، احادیث میں ان کلمات کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے،

یہ کلمات تسبیحاتِ فاطمہ کے نام سے بھی مشہور ہیں، اس لئے کہ یہ کلمات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب سے زیادہ لاڈلی صاحبزادی حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی تعلیم فرمائے ہیں، جیسا کہ آگے آرہا ہے،

اس باب میں بھی چونکہ کلام پاک کی آیات اور احادیث بکثرت وارد ہوئی ہیں اس لئے دو فصلوں پر اس کو منقسم کر دیا، پہلی فصل آیاتِ قرآنیہ میں، دوسری فصل احادیث نبویہ میں؛

فصل اوّل

اُن آیات کے بیان میں جن میں سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر کا مضمون ذکر فرمایا گیا ہے،

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو چیز جتنی مہتم بالشان ہوتی ہے اتنے ہی اہتمام سے ذکر کی جاتی ہے، اور مختلف طریقہ سے ذہن نشین کی جاتی ہے، چنانچہ ان کلمات کا مفہوم بھی قرآن پاک میں مختلف طریقوں سے ذکر فرمایا گیا ہے، ان میں سب سے پہلا کلمہ سُبْحَانَ اللّٰہ ہے، سُبْحَانَ اللّٰہ کے معنی ہیں اللّٰہ جلّ شانہٗ ہر عیب اور بُرائی سے پاک ہے میں اس کی پاکی کا پورا پورا اقرار کرتا ہوں، اس مضمون کو حکم سے بھی ذکر فرمایا ہے کہ اللّٰہ کی پاکی بیان کرو، خبر سے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ فرشتے اور دوسری مخلوقات اللّٰہ کی پاکی کا اقرار وبیان کرتی رہتی ہیں، وغیرہ وغیرہ، اسی طرح دیگر الفاظ کا بھی یہی حال ہے کہ مختلف عنوانات سے کلام اللّٰہ شریف میں ان مضامین کا ذکر فرمایا ہے:۔

(۱) وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ط (سورہ بقرہ، ع ۴)

(فرشتوں کا مقولہ انسان کی پیدائش کے وقت) اور ہم بحمد اللّٰہ آپ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور آپ کی پاکی کا دل سے اقرار کرتے رہتے ہیں "

(۲) قَالُوْا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ (س بقرہ، ع ۴)

(ملائکہ کا جب بمقابلہ انسان امتحان ہوا تو) کہا آپ تو ہر عیب سے پاک ہیں، ہم کو تو اس کے سوا کچھ بھی علم نہیں جتنا آپ نے بتا دیا ہے، بیشک آپ بڑے علم والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں "

(۳) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ط (سورۂ آل عمران، ع ۴)

" اور اپنے رب کو بکثرت یاد کیجیو اور اس کی تسبیح کیجیو، دن ڈھلے بھی اور صبح کے وقت بھی "

(۴) رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ط سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (س آل عمران، ع ۲۰)

(سمجھدار لوگ جو اللّٰہ کے ذکر میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں اور قدرت کے کارناموں

ہیں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (یہ کہتے ہیں اے ہمارے رب آپ نے یہ سب بے فائدہ پیدا نہیں کیا ہے (بلکہ بڑی حکمتیں اس میں ہیں) آپ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے، ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں، آپ ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا دیجئے"۔

(۵) سُبْحَانَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ (سورۂ نساء، ع ۲۳)

"وہ ذات اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو"

(۶) قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ۭ (سورۂ مائدہ، ع ۱۶)

"(قیامت میں جب حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام سے سوال ہوگا کہ اپنی اُمت کو تثلیث کی تعلیم کیا تم نے دی تھی تو، وہ کہیں گے (توبہ توبہ) میں تو آپ کو (شرک سے اور ہر عیب سے) پاک سمجھتا ہوں، میں ایسی بات کیسے کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہ تھا"۔

(۷) سُبْحَانَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ (سورۂ انعام، ع ۱۲)

"اللہ جل جلالہ (ان سب باتوں سے) پاک ہے جن کو (یہ کافر لوگ) اللہ کی شان میں کہتے ہیں (کہ اس کے اولاد ہے یا شریک ہے وغیرہ وغیرہ)"۔

(۸) فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (سورۂ اعراف، ع ۱۷)

"(جب طور پر حق تعالیٰ شانہٗ کی ایک تجلّی سے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام بے ہوش ہو کر گر گئے تھے) پھر جب افاقہ ہوا تو عرض کیا کہ بے شک آپ کی ذات (ان آنکھوں کے دیکھنے سے اور ہر عیب سے) پاک ہے میں (دیدار کی درخواست سے) توبہ کرتا ہوں اور سب سے پہلے ایمان لانیوالا ہوں"۔

(۹) اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝ (سورۂ اعراف، ع ۲۴)

"بیشک جو اللہ کے مقرب ہیں (یعنی فرشتے) وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں، اور اسی کو سجدہ کرتے رہتے ہیں"۔

فائدہ، صوفیا نے لکھا ہے کہ آیت میں تکبر کی نفی کو مقدم کرنے میں اس

طرف اشارہ ہی کہ تکبّر کا ازالہ عبادات پر اہتمام کا ذریعہ ہے، اور تکبّر سے عبادات میں کوتاہی واقع ہوتی ہے،

سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (سورۂ توبہ ع ۵)

(۱۰) اُس کی ذات پاک ہی اُن چیزوں سے جن کو وہ (کافر اس کا) شریک بناتے ہیں "

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۂ یونس، ع ۱)

(۱۱) "(اُن جنّتیوں کے) مُنہ سے یہ بات نکلے گی سُبحانک اللّٰھمّ اور آپس کا ان کا سلام ہوگا السّلام (علیکم) اور جب دنیا کی دِقّتوں کو یاد کریں گے اور خیال کریں گے کہ اب ہمیشہ کیلئے ان سے خلاصی ہوگئی تو) آخر میں کہیں گے الحمد للہ رب العٰلمین،

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (سورۂ یونس، ع ۲)

(۱۲) "وہ ذات پاک اور برتر ہے ان چیزوں سے جن کو وہ کافر شریک بناتے ہیں "

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ (سورۂ یونس، ع ۷)

(۱۳) "وہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ کے اولاد ہے، اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہی وہ کسی کا محتاج نہیں "

وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (سورۂ یوسف، ع ۱۲)

(۱۴) "اور اللہ جلّ شانہٗ (ہر عیب سے) پاک ہے، اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں "

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ؕ (سورۂ رعد، ع ۲)

(۱۵) "اور رعد (فرشتہ) اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتا ہے اور دوسرے فرشتے بھی اس کے ڈر سے (تسبیح وتحمید کرتے ہیں)

فائدہ؛ علماء نے لکھا ہے جو شخص بجلی کڑکنے کے وقت سُبْحَانَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ پڑھے گا اس کو بجلی کے نقصان سے حفاظت حاصل ہوگی،

ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جب بجلی کی کڑک سُنا کرو تو اللہ کا ذکر کیا کرو

بجلی ذکر کرنے والے تک نہیں جا سکتی، دوسری حدیث میں وارد ہے کہ بجلی کی کڑک کے وقت تسبیح کیا کرو تکبیر نہ کہا کرو،

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ (سورۂ حجر، ع ۶)

(۱۶) "اور ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ (جو نامناسب کلمات آپ کی شان میں) کہتے ہیں ان سے آپ کو دل تنگی ہوتی ہے پس (اس کی پرواہ نہ کیجئے) آپ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیں اور سجدہ کرنے والوں (یعنی نمازیوں) میں شامل رہیں اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں، یہاں تک کہ آپ کی وفات کا وقت آ ئے،

سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (سورۂ نحل، ع ۱)

(۱۷) "وہ ذات لوگوں کے شرک سے پاک اور بالاتر ہے"

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحَانَهٗ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ (س نحل، ع ۷)

(۱۸) "اور وہ اللہ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں وہ ذات اس سے پاک ہے، اور (تماشا یہ ہی کہ) اپنے لئے ایسی چیز تجویز کرتے ہیں جس کو خود پسند کرتے ہیں"،

سُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى، (سورۂ بنی اسرائیل، ع ۱)

(۱۹) (ہر عیب سے) پاک ہی وہ ذات جو اپنے بندی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات کیوقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی"، (معراج کا قصہ)

سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ (سورۂ بنی اسرائیل، ع ۵)

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ (سورۂ بنی اسرائیل، ع ۵)

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ (س بنی اسرائیل ع ۵)

(۲۰ تا ۲۲) "یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ شانہٗ اس سے پاک اور بہت زیادہ بلند مرتبہ ہیں، تمام (۲۱) ساتوں آسمان اور زمین اور جتنے (آدمی، فرشتے اور جن) ان کے درمیان میں ہیں سب کے سب اس کی تسبیح کرتے ہیں (۲۲) (اور یہی نہیں بلکہ) کوئی چیز بھی (جاندار ہو یا بے جان)

ایسی نہیں جو اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ انکی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو،

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ (سورۂ بنی اسرائیل ع ۱۰)

(۲۳) "آپ ان لغو مطالبوں کے جواب میں جو وہ کرتے ہیں) کہہ دیجیے کہ سُبْحَانَ اللہ میں تو ایک آدمی ہوں رسول ہوں (خدا نہیں ہوں کہ جو چاہے کروں)۔"

وَيَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ (س بنی اسرائیل ع ۱۲)

(۲۴) "(ان علماء پر جب قرآن شریف پڑھا جاتا ہے) تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے بیشک اس کا وعدہ ضرور پورا ہونے والا ہے۔"

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝ (سورۂ مریم ع ۲)

(۲۵) "پس (حضرت زکریا علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) حجرہ میں سے باہر تشریف لائے اور اپنی قوم کو اشارہ سے فرمایا کہ تم لوگ صبح اور شام خدا کی تسبیح کیا کرو۔"

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ (س مریم ع ۲)

(۲۶) "اللہ جل شانہٗ کی یہ شان (ہی) نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے وہ ان سب قصوں سے پاک ہے"

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى (سورۂ طٰہٰ ع ۸)

(۲۷) (محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں کی نامناسب باتوں پر صبر کیجیے) اور اپنے رب کی حمد (وثنا) کے ساتھ تسبیح کرتے رہا کیجیے آفتاب نکلنے سے پہلے اور غروب سے پہلے اور رات کے اوقات میں تسبیح کیا کیجیے اور دن کے اول و آخر میں تاکہ آپ (اس ثواب اور بے انتہا بدلے پر جو ان کے مقابلہ میں ملنے والا ہے بجد) خوش ہو جائیں۔"

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝ (سورۂ انبیاء ع ۲)

(۲۸) "اللہ کے مقبول بندے اس کی عبادت سے تھکتے نہیں، شب و روز اللہ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں، کسی وقت بھی موقوف نہیں کرتے۔"

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (سورۂ انبیاء، ع ۲)

(۲۹) "اللہ تعالیٰ جو کہ مالک ہے عرش کا ان سب امور سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں (کہ نعوذ باللہ اس کے شریک ہیں یا اس کے اولاد ہے)۔"

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ط (سورۂ انبیاء، ع ۲)

(۳۰) "یہ (کافر لوگ) یہ کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) رحمٰن نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو) اولاد بنایا ہے، اس کی ذات اس سے پاک ہے۔"

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ط (س انبیاء، ع ۶)

(۳۱) "ہم نے پہاڑوں کو داؤد (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کے تابع کر دیا تھا کہ ان کی تسبیح کے ساتھ وہ بھی تسبیح کیا کریں اور اسی طرح پرندوں کو تابع کر دیا تھا کہ وہ بھی (حضرت داؤدؑ کی تسبیح کے ساتھ تسبیح کیا کریں)۔"

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (س انبیاء، ع ۶)

(۳۲) "(حضرت یونسؑ نے تاریکیوں میں پکارا) کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ سب عیوب سے پاک ہیں، میں بیشک قصور وار ہوں۔"

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (سورۂ مؤمنون ع ۵)

(۳۳) "اللہ تعالیٰ ان سب امور سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں۔"

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (سورۂ نور، ع ۲)

(۳۴) "سبحان اللہ یہ (لوگ جو کچھ حضرت عائشہؓ کی شان میں تہمت لگاتے ہیں) بہت بڑا بہتان ہے۔"

يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (س نور، ع ۵)

(۳۵) "ان (مسجدوں) میں ایسے لوگ صبح شام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جن کو اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خریدنا غفلت میں ڈالتا ہے، نہ فروخت کرنا، وہ ایسے دن (کے عذاب) سے ڈرتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی (یعنی قیامت کے دن سے)۔"

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَہٗ وَتَسْبِیْحَہٗ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ۝ (سورۂ نور، ع ۶)

(۳۶) (اے مخاطب) کیا تجھے (دلائل اور مشاہدہ سے) یہ معلوم نہیں ہوا کہ اللہ جل شانہٗ کی تسبیح کرتے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور (خصوصاً) پرندے بھی جو پر پھیلائے ہوئے (اڑتے پھرتے) ہیں، سب کو اپنی اپنی دُعاء (نماز) اور اپنی اپنی تسبیح (کا طریقہ) معلوم ہے، اور اللہ جل شانہٗ کو سب کا حال اور جو کچھ لوگ کرتے ہیں وہ سب معلوم ہے،

قَالُوْا سُبْحٰنَکَ مَا کَانَ یَنْۢبَغِیْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِکَ مِنْ اَوْلِیَآءَ وَلٰکِنْ مَّتَّعْتَھُمْ وَاٰبَآءَھُمْ حَتّٰی نَسُوا الذِّکْرَ وَکَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ۝ (سورۂ فرقان ع ۲)

(۳۷) "قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ ان کو اور جن کو یہ پوجتے تھے سب کو جمع کر کے ان معبودوں سے پوچھے گا کیا تم نے اُن کو گمراہ کیا تھا تو) وہ کہیں گے سبحان اللہ ہماری کیا طاقت تھی کہ آپ کے سوا اور کسی کو کارساز تجویز کرتے بلکہ یہ (احمق خود ہی بجائے شکر کے کفر میں مبتلا ہوئے) کہ آپ نے ان کو اور ان کے بڑوں کو خوب ثروت عطا فرمائی، یہاں تک کہ یہ لوگ (دولت کے نشہ میں شہوتوں میں مبتلا ہوئے اور) آپ کی یاد کو بھلا دیا اور خود ہی برباد ہوگئے"

وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِہٖ وَکَفٰی بِہٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِہٖ خَبِیْرًا ۝ (سورۂ فرقان، ع ۵)

(۳۸) "اور اس ذات پاک پر توکل رکھئے جو زندہ ہے اور کبھی اس کو فنا نہیں اور اسی کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہئے (یعنی تسبیح و تحمید میں مشغول رہئے کسی کی مخالفت کی پروانہ کیجئے) کیونکہ وہ پاک ذات اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے (قیامت میں ہر شخص کی مخالفت کا بدلہ دیا جائے گا،

وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۂ نمل، ع ۱)

(۳۹) "اللہ رب العالمین ہر قسم کی کدورت سے پاک ہے"

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (سورۂ قصص، ع ۷)

(۴۰) "اللہ جل جلالہٗ ان سب چیزوں سے پاک ہے جن کو یہ مشرک بیان کرتے ہیں اور ان سے بالاتر ہے"

فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ (س روم، ع ۲)

(۴۱) "پس تم اللہ کی تسبیح کیا کرو شام کے وقت (یعنی رات میں) اور صبح کے وقت اور اسی کی حمد (کی جاتی) ہے، تمام آسمانوں میں اور زمین میں اور اسی کی (تسبیح و تحمید کیا کرو) شام کے وقت بھی (یعنی عصر کے وقت بھی) اور ظہر کے وقت بھی،

سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (سورۂ روم ع ۴)

(۴۲) "اللہ جل شانہٗ کی ذات پاک اور بالاتر ہے ان چیزوں سے جن کو یہ لوگ اس کی طرف (منسوب کرکے) بیان کرتے ہیں"

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ (سورۂ سجدہ، ع ۲)

(۴۳) "پس ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں، اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ تکبر نہیں کرتے"

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (سورۂ احزاب، ع ۶)

(۴۴) "اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کا ذکر خوب کثرت سے کرو، اور صبح شام اس کی تسبیح کرتے رہو"

قَالُوْا سُبْحَانَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ (سورۂ سباء، ع ۵)

(۴۵) "(جب قیامت میں ساری مخلوق کو جمع کرکے حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں سے پوچھیں گے کیا یہ لوگ تمھاری پرستش کرتے تھے تو) وہ کہیں گے آپ (شرک وغیرہ عیوب سے) پاک ہیں، ہمارا تو محض آپ سے تعلق ہے نہ کہ اُن سے"

سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا، (سورۂ یٰسٓ، ع ۳)

(۴۶) "وہ ذات پاک ہے جس نے تمام جوڑے کی (یعنی ایکدوسرے کے مقابل) چیزیں پیدا کیں"

فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (سورۂ یٰسٓ ع ۵)

(۴۷) "پس پاک ہے وہ ذات جس کے قبضہ میں ہر چیز کا پورا پورا اختیار ہے، اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤگے"

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ (سورۂ صافات، ع ۵)

(۴۸) "پس اگر (یونس علیہ السلام) تسبیح کرنیوالوں میں نہ ہوتے تو قیامت تک اسی (مچھلی) کے پیٹ میں رہتے"

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ (سورۂ صافات، ع ۵)

(۴۹) "اللہ کی ذات پاک ہے ان چیزوں سے جن کو یہ لوگ بیان کرتے ہیں"

وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۝ (سورۂ صافات، ع ۵)

(۵۰) "(فرشتے کہتے ہیں کہ ہم سب ادب سے صف بستہ کھڑے رہتے ہیں) اور سب اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں"

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، (سورۂ صافات، ع ۵)

(۵۱) "آپ کا رب جو عزت (و عظمت) والا ہے پاک ہے اُن چیزوں سے جن کو یہ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو پیغمبروں پر اور تمام تعریف اللہ ہی کے واسطے ثابت ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے"

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ (سورۂ صافات، ع ۲)

(۵۲) "ہم نے پہاڑوں کو حکم کر رکھا تھا کہ انکی (حضرت داؤد علیہ السلام کی) ساتھ شریک ہوکر صبح شام تسبیح کیا کریں، اسی طرح پرندوں کو بھی حکم کر رکھا تھا (جو کہ تسبیح کے وقت) ان کے پاس جمع ہو جاتے تھے اور سب (پہاڑ اور پرندے مل کر حضرت داؤدؑ کے ساتھ) اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور تسبیح و تحمید میں مشغول ہونے والے) ہوتے تھے"

سُبۡحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ ۝ (سورۂ زمر، ع ۱)

(۵۳) ”وہ عیوب سے پاک ہے ایسا ہی جو اکیلا ہے (کوئی اس کا شریک نہیں) زبردست ہے“۔

سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ۝ (سورۂ زمر، ع ۷)

(۵۴) ”وہ ذات پاک اور برتر ہے اس چیز سے جس کو یہ لوگ شریک کرتے ہیں“۔

وَتَرَى الۡمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيۡنَ مِنۡ حَوۡلِ الۡعَرۡشِ يُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ ۚ وَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ بِالۡحَقِّ وَقِيۡلَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ (سورۂ زمر، ع ۸)

(۵۵) ”آپ (قیامت میں) فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے چاروں طرف حلقہ باندھے کھڑی ہوں گے اور اپنے رب کی تسبیح وتحمید میں مشغول ہوں گے اور (اس دن) تمام بندوں کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جائے گا، اور (ہر طرف سے) کہا جائے گا اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ، (تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے)“۔

اَلَّذِيۡنَ يَحۡمِلُوۡنَ الۡعَرۡشَ وَمَنۡ حَوۡلَهٗ يُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ وَيُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ وَيَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ۚ رَبَّنَا وَسِعۡتَ كُلَّ شَىۡءٍ رَّحۡمَةً وَّعِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِيۡنَ تَابُوۡا وَاتَّبَعُوۡا سَبِيۡلَكَ وَقِهِمۡ عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ ۝ (س مؤمن، ع ۱)

(۵۶) ”جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اُس کے چاروں طرف ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور حمد کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں، اور ایمان والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں، (اور کہتے ہیں) کہ اے ہمارے پروردگار آپ کی رحمت اور علم ہر شے کو شامل ہے، پس ان لوگوں کو بخش دیجئے، جنھوں نے توبہ کر لی ہے اور آپ کے راستہ پر چلتے ہیں، اور اُن کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے“۔

وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ بِالۡعَشِىِّ وَالۡاِبۡكَارِ (س مؤمن، ع ۶)

(۵۷) ”صبح اور شام (ہمیشہ) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے“۔

فَالَّذِيۡنَ عِنۡدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوۡنَ لَهٗ بِالَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَهُمۡ لَا يَسۡـَٔمُوۡنَ ۝ (سورۂ حم سجدہ، ع ۵)

(۵۸) ”جو آپ کے رب کے نزدیک ہیں (یعنی مقرب ہیں مراد فرشتے ہیں) وہ رات دن اسکی تسبیح کرتے رہتے ہیں ذرا بھی نہیں اُکتاتے“۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ، (سورۂ شوریٰ، ع ۱)

(۵۹) "اور فرشتے اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے رہتے ہیں اور ان لوگوں کیلئے جو زمین میں رہتے ہیں ان کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں"۔

وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ہ (سورۂ زخرف ع ۱)

(۶۰) "(اور تم سواریوں پر بیٹھ جانے کے بعد اپنے رب کی یاد کرو) اور کہو پاک ہے وہ ذات جس نے اُن سواریوں کو ہمارے تابع کیا اور ہم تو ایسے نہ تھے کہ اُن کو تابع کر سکتے اور بیشک ہم کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے"۔

(۶۱)

سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ہ (س زخرف، ع ۷)

"آسمانوں اور زمین کا پروردگار جو مالک ہے عرش کا بھی پاک ہے اُن چیزوں سے جن کو یہ بیان کرتے ہیں"۔

وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ہ (سورۂ فتح، ع ۱)

(۶۲) "اور تسبیح کرتے رہو اس کی صبح کیوقت اور شام کے وقت"۔

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ (سورۂ ق، ع ۳)

(۶۳) "پس اُن لوگوں کی (نامناسب باتوں پر) جو کچھ وہ کہیں صبر کیجئے، اور اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے رہئے، آفتاب نکلنے سے پہلے، اور آفتاب کے غروب کے بعد اور رات میں بھی اسکی تسبیح وتحمید کیجئے اور (فرض نمازوں کے بعد بھی تسبیح وتحمید کیجئے"۔

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ہ (سورۂ طور، ع ۳)

(۶۴) "اللہ کی ذات پاک ہے ان چیزوں سے جن کو وہ شریک کرتے ہیں"۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ (سورۂ طور، ع ۲)

(۶۵) "اور اپنے رب کی تسبیح وتحمید کیا کیجئے (مجلس سے یا سونے سے) اُٹھنے کے بعد (یعنی تہجد کے وقت) اور رات کے وقت بھی اس کی

تسبیح کیا کیجئے اور ستاروں کے (غروب ہونے کے) بعد بھی "

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝ (سورۂ واقعہ ع۲، دو جگہ)

(۶۶ و ۶۷) "پس اپنے اس بڑی عظمت والے رب کے نام کی تسبیح کیجئے "

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (سورۂ حدید، ع۱)

(۶۸) "اللہ جل شانہ کی تسبیح کرتے ہیں وہ سب کچھ جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور وہ زبردست ہے اور حکمت والا ہے "

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (سورۂ حشر، ع۱)

(۶۹) "اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں وہ سب چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور وہ سب چیزیں جو زمین میں ہیں، وہ زبردست ہے، حکمت والا ہے "

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ (سورۂ حشر، ع۳)

(۷۰) "اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اس چیز سے جس کو یہ شریک کرتے ہیں "

يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (سورۂ حشر، ع۳)

(۷۱) "اللہ تعالیٰ شانہ کی تسبیح کرتی رہتی ہیں وہ سب چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں وہ زبردست ہے اور حکمت والا ہے "

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (سورۂ صف، ع۱)

(۷۲) "اللہ جل شانہ کی تسبیح کرتی ہیں وہ سب چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں وہ زبردست اور حکمت والا ہے "

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ (سورۂ جمعہ ع۱)

(۷۳) "اللہ جل شانہ کی تسبیح کرتی ہیں وہ سب چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں وہ بادشاہ ہے (سب عیبوں سے) پاک ہے زبردست ہے حکمت والا ہے "

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

(۷۴) "اللہ جل شانہ کی تسبیح کرتی ہیں وہ سب چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں

وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (سورۂ تغابن، ع ۱)

اسی کیلئے ساری سلطنت ہے اور وہی تعریف کے قابل ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔"

(۷۵و۷۶) قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ قَالُوْا سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۝ (سورۂ قلم، ع ۱)

اُن میں سے جو افضل تھا وہ کہنے لگا کہ میں نے تم سے (پہلے ہی) کہا نہ تھا، اللہ کی تسبیح کیوں نہیں کرتے، وہ لوگ کہنے لگے سُبْحَانَ رَبِّنَا (ہمارا رب پاک ہے) بیشک ہم خطا وار ہیں۔"

(۷۷) فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ۝ (سورۂ الحاقہ، ع ۲)

"پس اپنے عظمت والے پروردگار کے نام کی تسبیح کرتے رہئے۔"

(۷۸) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝ وَمِنَ الَّیْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَیْلًا طَوِیْلًا ۝ (سورۂ دھر، ع ۲)

"اپنے پروردگار کا صبح شام نام لیا کیجئے، اور رات کو بھی اس کیلئے سجدہ کیجئے اور رات کے بڑے حصہ میں اس کی تسبیح کیا کیجئے۔"

(۷۹) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی ۝ (سورۂ اعلیٰ، ع ۱)

"آپ اپنے عالی شان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجئے۔"

(۸۰) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (سورۂ نصر، ع ۱)

"پس آپ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہئے، اور اس سے مغفرت طلب کرتے رہئے بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔"

فائدہ: یہ اسّی آیات ہیں جن میں اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ کی تسبیح کا حکم ہے، اس کی پاکی بیان کرنے اور اقرار کرنے کا حکم ہے، یا اس کی ترغیب ہے جس مضمون کو اللہ مالک الملک نے اس اہتمام سے اپنے پاک کلام میں بار بار فرمایا ہو اس کے مہتم بالشان ہونے میں کیا تردّد ہو سکتا ہے، ان میں سے بہت سی آیات میں تسبیح کے ساتھ دوسرے کلمہ توحید یعنی اللہ کی تعریف کرنا، اس کی حمد بیان کرنا اور اسی میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا بھی ذکر کیا گیا ہے، جیساکہ اوپر کی آیات سے معلوم ہو گیا۔

ان کے علاوہ خاص طور پر اللہ کی تعریف کا بیان جو مفہوم ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا اور

آیات میں بھی آیا ہے، اور سب سے اہم یہ کہ اللہ جل شانہٗ کی پاک کلام کا شروع ہی الحمد للہ رب العالمین سے ہے، اس سے بڑھ کر اس پاک کلمہ کی اور کیا فضیلت ہوگی کہ اللہ جل جلالہٗ نے قرآن پاک کا شروع اس سے فرمایا ہے:

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ (سورۂ فاتحہ، ع ۱)

"سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔"

(۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ط ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ ہ (سورۂ انعام، ع ۱)

"تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا فرمایا اور اندھیروں کو اور نور کو بنایا، پھر بھی کافر لوگ اپنے رب کے (دوسروں کو) برابر کرتے ہیں۔"

(۳) فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ط وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ (سورۂ انعام ع ۵)

"پھر (ہماری گرفت سے) ظالم لوگوں کی جڑ کٹ گئی اور تمام تعریف اللہ ہی کیلئے ہے، (اس کا شکر ہے) جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔"

(۴) وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ (سورۂ اعراف، ع ۵)

"اور (جنت میں پہنچنے کے بعد) وہ کہنے لگے تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچا دیا (اور ہم کبھی بھی یہاں تک نہ پہونچتے) اگر اللہ جل شانہٗ ہم کو نہ پہونچاتے۔"

(۵) اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ ہ (سورۂ اعراف، ع ۱۹)

"جو لوگ ایسے رسول نبی امیؐ کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔"

فائدہ: توریت میں جو صفات حضورؐ کی نقل کی گئی ہیں ان میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اُن کی امت بہت کثرت سے اللہ کی حمد کرنے والی ہے، چنانچہ دُرِّ منثور میں کئی روایات سے یہ مضمون نقل کیا گیا ہے:

اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(سورۂ توبہ، ع ۱۴)

⑥ "(ان مجاہدین کے اوصاف جن کے نفوس کو اللہ جل شانہٗ نے جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے، یہ ہیں کہ) وہ گناہوں سے توبہ کرنیوالے ہیں، اللہ کی حمد کرنے والے ہیں، روزہ رکھنے والے ہیں، (یا اللہ کی رضا کے لئے سفر کرنے والے ہیں) رکوع اور سجدہ کرنیوالے ہیں، (یعنی نمازی ہیں) نیک باتوں کا حکم کرنے والے ہیں اور بری باتوں سے روکنے والے ہیں، (تبلیغ کرنے والے ہیں) اور اللہ کی حدود کی (یعنی احکام کی) حفاظت کرنیوالے ہیں (ایسے) مؤمنوں کو آپ خوش خبری سُنا دیجئے"۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(سورۂ یونس، ع ۱)

⑦ "اور آخری پکار اُن کی یہی ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (تمام تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے)"۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ،

(س ابراھیم ۶۹)

⑧ "تمام تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جس نے بڑھاپے میں مجھ کو (دو بیٹے) اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ (علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام) عطا فرمائے"۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

(سورۂ نحل، ع ۱۰)

⑨ "تمام تعریف اللہ ہی کیلئے ہے (پھر بھی وہ لوگ اس طرف متوجہ نہیں ہوتے) بلکہ اکثر اُن میں سے ناسمجھ ہیں"۔

يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

(سورۂ بنی اسرائیل، ع ۵)

⑩ "جس دن (صور پھنکے گا اور تم کو زندہ کرکے) پکارا جائے گا تو تم مجبوراً اس کی حمد (وثنا) کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کروگے اور (ان حالات کو دیکھ کر) گمان کروگے (کہ ہم دنیا میں اور قبر میں بہت ہی) کم مدت ٹھیرے تھے"۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ کَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا ۝

(سورۂ بنی اسرائیل، ع ۱۲)

(۱۱) "اور آپ (علی الاعلان) کہدیجئے کہ تمام تعریف اسی اللہ کے لئے ہے جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کا سلطنت میں کوئی شریک ہے، اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے اور اس کی خوب تکبیر (بڑائی بیان) کیا کیجئے"۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝

(سورۂ کہف، ع ۱)

(۱۲) "تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر کتاب نازل فرمائی، اور اس کتاب میں کسی قسم کی ذرا سی بھی کجی نہیں رکھی"۔

فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝

(سورۂ مومنون، ع ۲)

(۱۳) "(حضرت نوح علیہ السلام کو خطاب ہے کہ جب تم کشتی میں بیٹھ جاؤ) تو کہنا کہ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں ظالموں سے نجات دی"۔

وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

(سورۂ نمل، ع ۲)

(۱۴) "اور (حضرت سلیمانؑ اور حضرت داؤدؑ) نے کہا تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت دی"۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی،

(سورۂ نمل، ع ۵)

(۱۵) "آپ (خطبہ کے طور پر) کہئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا"۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَیُرِیْکُمْ اٰیٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا،

(۱۶) "اور آپ کہدیجئے کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے واسطے ہیں، وہ عنقریب تم کو اپنی نشانیاں

(سورۂ نحل، ع ۷)

لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولٰى وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (سورۂ قصص، ع ۷)

(۱۷) "حمد و ثناء کے لائق دنیا و آخرت میں وہی ہے، اور حکومت بھی اسی کے لئے ہے اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے"۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ (سورۂ عنکبوت ع ۶)

(۱۸) "آپ کہئے کہ تمام تعریف اللہ ہی کیواسطے ہے (یہ لوگ مانتے نہیں)، بلکہ اکثر ان میں سے سمجھتے بھی نہیں"۔

وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ (سورۂ لقمٰن، ع ۲)

(۱۹) "اور جو شخص کفر کرے (ناشکری کرے) تو اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے تمام خوبیوں والا ہے"۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۂ لقمٰن، ع ۳)

(۲۰) "آپ کہدیجئے تمام تعریف اللہ کے لئے ہے (یہ لوگ مانتے نہیں) بلکہ اکثر ان میں کے جاہل ہیں"۔

إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ (سورۂ لقمٰن، ع ۳)

(۲۱) "بیشک اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے تمام خوبیوں والا ہے"۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ ۝ (سورۂ سباء، ع ۱)

(۲۲) "تمام تعریف اسی اللہ کے لئے ہے، جس کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اسی کی حمد و (ثناء) ہوگی آخرت میں (کسی دوسرے کی پوچھ نہیں)"۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ، (سورۂ فاطر، ع ۱)

(۲۳) "تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں کا پیدا کرنیوالا ہے اور زمین کا"۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ (سورۂ فاطر، ع ۱)

(۲۴) "اے لوگو! تم محتاج ہو اللہ کے اور وہ بے نیاز ہے اور تمام خوبیوں والا ہے"۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۙ الَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ۝ (سورۂ فاطر، ع ۴)

(۲۵) "(جب مسلمان جنت میں داخل ہوں گے تو ریشمی لباس پہنائے جائیں گے) اور کہیں گے تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہم سے (ہمیشہ کیلئے) رنج دور کر دیا، بیشک ہمارا رب بڑا بخشنے والا بڑا قدر کرنے والا ہے جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ کے رہنے کے مقام میں پہنچا دیا نہ ہم کو کوئی کلفت پہنچے گی اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہنچے گی۔"

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۂ صافات، ع ۵)

(۲۶) "اور سلام ہو رسولوں پر اور تمام تعریف اللہ ہی کے واسطے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔"

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۂ زمر، ع ۳)

(۲۷) "تمام تعریف اللہ کے واسطے ہے (مگر یہ لوگ سمجھتے نہیں) بلکہ اکثر لوگ جاہل ہیں۔"

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝ (سورۂ زمر، ع ۸)

(۲۸) "(اور جب مسلمان جنت میں داخل ہوں گے تو) کہیں گے کہ تمام تعریف اس اللہ کے واسطے ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم کو اس زمین کا مالک بنا دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں نیک عمل کرنیوالوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔"

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۂ جاثیہ، ع ۴)

(۲۹) "پس اللہ ہی کے لئے تمام تعریف ہے جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔"

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۙ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ (سورۂ بروج، ع ۱)

(۳۰) "(ایک کافر بادشاہ کے مسلمانوں کو ستانے اور تکلیفیں دینے کا اوپر سے ذکر ہے) اور ان کافروں نے ان مسلمانوں میں اور کوئی عیب نہیں پایا تھا بجز اس کے کہ وہ

خدا پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست ہے اور تعریف کا مستحق ہے، اسی کے لئے سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمین کی "

فائدہ: ان آیات میں اللہ کی حمد اور اس کی تعریف کی ترغیب، اس کا حکم، اس کی خبر ہے، احادیث میں بھی کثرت سے اللہ کی تعریف کرنے والوں کے فضائل خاص طور پر ذکر کئے گئے ہیں، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جنت کی طرف سب سے پہلے وہ لوگ بُلائے جائیں گے جو ہر حال میں راحت ہو یا تکلیف اللہ کی تعریف کرنے والے ہوں،

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہٗ کو اپنی تعریف بہت پسند ہے، اور ہونا بھی چاہئے، کہ درحقیقت تعریف کی مستحق صرف اللہ ہی کی پاک ذات ہے، غیر اللہ کی تعریف کیا جس کے قبضہ میں کچھ بھی نہیں، حتی کہ وہ خود بھی اپنے قبضہ میں نہیں،

ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن افضل بندے وہ ہوں گے جو کثرت سے اللہ کی حمد و ثنا کرتے ہوں، ایک حدیث میں وارد ہے کہ حمد، شکر کی اصل اور بنیاد ہے جس نے اللہ کی حمد نہیں کی، اس نے اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کیا، ایک حدیث میں آیا ہے کسی نعمت پر حمد کرنا اس نعمت کے زائل ہو جانے سے حفاظت ہے،

ایک حدیث میں ہے کہ اگر دنیا ساری کی ساری میری امت میں سے کسی کے ہاتھ میں ہو اور وہ الحمد للہ کہے تو یہ کہنا اس سب سے افضل ہے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب حق تعالیٰ شانہٗ کوئی نعمت کسی بندہ کو عطا فرماتے ہیں، تو وہ اس نعمت پر حمد کرتا ہے تو وہ حمد بڑھ جاتی ہے خواہ نعمت کتنی ہی بڑی ہو، ایک صحابی حضورؐ کے پاس بیٹھے تھے، انھوں نے آہستہ سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ، کہا، حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ دُعا کس نے پڑھی؟ وہ صحابی اس سے ڈرے کہ شاید کوئی نامناسب بات ہو گئی ہو، حضورؐ نے فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے، اس نے بُری بات نہیں کہی، تب اُن صحابی نے عرض کیا کہ یہ دُعا، میں نے پڑھی تھی، حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے تیرہ ۱۳ فرشتوں کو دیکھا کہ ہر ایک ان میں سے اس کی کوشش کرتا تھا کہ اس کلمہ کو سب سے پہلے وہ لیجائے،

اور یہ حدیث تو مشہور ہے کہ جو مہتم بالشان کام بغیر اللہ کی تعریف کے شروع

کیا جائے گا وہ بے برکت ہوگا، اسی وجہ سے عام طور پر ہر کتاب اللہ کی تعریف کے ساتھ شروع کی جاتی ہے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب کسی کا بچہ مر جاتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرے بندے کے بچہ کی روح نکال لی؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ نکال لی، پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اس کے دل کے ٹکڑے کو لے لیا؟ وہ عرض کرتے ہیں بیشک لے لیا، ارشاد ہوتا ہے کہ میرے بندے نے اس پر کیا کہا؟ عرض کرتے ہیں تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا، ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا اس کے بدلے میں جنت میں ایک گھر اس کے لئے بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد (تعریف کا گھر) رکھو، ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس سے بے حد راضی ہوتے ہیں کہ بندہ کوئی لقمہ کھائے یا پانی کا گھونٹ پیے اور اس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے،

تیسرا کلمہ تہلیل تھا، یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا، جس کا مفصل بیان اس سے پہلے باب میں گذر چکا ہے، چوتھا کلمہ تکبیر کہلاتا ہے، یعنی اللہ کی بڑائی بیان کرنا، اس کی بلندی اور عظمت کا اقرار کرنا، جس کا مصداق اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا بھی ہے، وہ ان آیات میں بھی گذر چکا ہے، ان کے علاوہ صرف تکبیر کا یعنی اللہ کی عظمت اور بڑائی کا بیان بھی بہت سی آیات میں وارد ہوا ہے، جن میں سے چند آیات ذکر کی جاتی ہیں:۔

(۱) وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ (سورۂ بقرہ ع ۲۳)

"اور تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بات پر کہ تم کو ہدایت فرمائی اور تاکہ تم شکر کرو اللہ تعالیٰ کا۔"

(۲) عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ۝ (سورۂ رعد، ع ۲)

"وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے، سب سے بڑا ہے اور عالیشان رتبہ والا ہے۔"

(۳) کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمْ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ ط وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ (سورۂ حج، ع ۵)

"اسی طرح اللہ جل شانہٗ نے (قربانی کے جانوروں کو) تمہارے لئے مسخر کر دیا تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بات پر کہ اس نے تم کو ہدایت (اور قربانی کرنے کی توفیق دی)

اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اخلاص والوں کو (اللہ کی رضا کی) خوش خبری سنا دیجئے"۔

وَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ (پ ۱۷، ع ۸، پ ۲۱ لقمٰن، ع ۳)

⑤ "اور بیشک اللہ جل شانہ ہی عالی شان اور بڑائی والا ہے"۔

حَتّٰى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ (سورۂ سبا، ع ۳)

⑥ "(جب فرشتوں کو اللہ کی طرف سے کوئی حکم ہوتا ہے تو وہ خوف کے مارے گھبرا جاتے ہیں) یہاں تک کہ جب اُن کے دلوں سے گھبراہٹ دُور ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ پروردگار کا کیا حکم ہے وہ کہتے ہیں (کہ فلانی) حق بات کا حکم ہوا واقعی وہ عالی شان اور بڑے مرتبہ والا ہے"۔

فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝ (سورۂ مؤمن، ع ۲)

⑦ "پس حکم اللہ ہی کے لئے ہے جو عالی شان ہے بڑے رتبہ والا ہے"۔

وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (سورۂ جاثیہ، ع ۴)

⑧ "اور اسی (پاک ذات) کے لئے بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا"۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ (سورۂ حشر، ع ۳)

⑨ "وہ ایسا معبود ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے (سب عیبوں سے) پاک ہے (سب نقصانات سے) سالم ہے امن دینے والا ہے نگہبانی کرنے والا ہے (یعنی آفتوں سے بچانے والا ہے) زبردست ہے خرابی کا درست کرنیوالا ہے بڑائی والا ہے"۔

فائدہ: ان آیات میں اللہ جل شانہ کی بڑائی اور عظمت کی ترغیب اور اس کا حکم فرمایا گیا ہے، احادیث میں بھی خصوصیت کے ساتھ اللہ کی بڑائی کا حکم اس کی ترغیب کثرت سے وارد ہوئی ہے،

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب دیکھو کہیں آگ لگ گئی تو تکبیر (یعنی اَللّٰهُ اَكْبَرُ) کثرت سے پڑھا کرو یہ اس کو بجھا دے گی، دوسری حدیث میں ہے کہ

تکبیر (یعنی اللہ اکبر کہنا) آگ کو بجھا دیتا ہے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ تکبیر کہتا ہے تو (اس کا نور) زمین سے آسمان تک سب چیزوں کو ڈھانک لیتا ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ مجھے حضرت جبرئیلؑ نے تکبیر کا حکم کیا،

ان آیات و احادیث کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و رفعت، اس کی حمد و ثناء اور علوّ شان کو مختلف عنوانات سے کلام اللہ شریف میں بہت سے مختلف الفاظ سے ذکر فرمایا ہے، ان کے علاوہ بہت سی آیات ایسی ہیں جن میں ان تسبیحات کے الفاظ ذکر نہیں فرمائے، لیکن مراد یہ تسبیحات ہیں، چنانچہ چند آیات حسب ذیل ہیں:-

(۱) فَتَلَقّٰىٓ اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ (سورۂ بقرہ، ع ۴)

"پس حاصل کر لئے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمے (ان کے ذریعہ سے توبہ کی) پس اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ اُن پر توجہ فرمائی، بیشک وہی ہے بڑی توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان"

فائدہ: ان کلمات کی تفسیر میں مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں منجملہ اُن کے یہ ہے کہ وہ کلمات یہ تھے:- لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ رَبِّ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اِنَّكَ اَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ○ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ رَبِّ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَارْحَمْنِيْٓ اِنَّكَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ○ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ رَبِّ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

اس قسم کے مضمون کی اور بھی متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں، جن کو علامہ سیوطیؒ نے درِ منثور میں لکھا ہے، اور ان میں تسبیح و تحمید مذکور ہے،

(۲) مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○ (سورۂ انعام، ع ۲۰)

"جو شخص ایک نیکی لے کر آوے گا اس کو دس گنا اجر ملے گا، اور جو شخص برائی لیکر آوے گا اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی، اور اُن پر ظلم نہ ہو گا"

فائدہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو۲ خصلتیں ایسی ہیں کہ جو مسلمان ان کا اہتمام کرے جنت میں داخل ہو، اور وہ دونوں بہت معمولی چیزیں ہیں، مگر ان پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں، ایک۱ یہ کہ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ پڑھ لیا کرے تو روزانہ ایک سو پچاس مرتبہ (پانچوں نمازوں کے بعد کا مجموعہ) ہو جائے گا، اور دس گنا ہو جانے کی وجہ سے پندرہ سو نیکیاں حساب میں شمار کی جائیں گی، اور دو۲ سری چیز یہ کہ سوتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ چونتیس مرتبہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تینتیس مرتبہ، سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس مرتبہ پڑھ لیا کرے تو سو۱۰۰ کلمے ہو گئے، جن کا ثواب ایک ہزار نیکیاں ہو گئیں، اب ان کی اور دن بھر کی نمازوں کے بعد کی میزان کُل دو ہزار پانچسو نیکیاں ہو گئیں، بھلا اعمال تولنے کے وقت ڈھائی ہزار بُرائیاں روزانہ کی کس کی ہوں گی، جو اُن پر غالب آجائیں، بندۂ ناچیز کہتا ہے صحابہ کرام میں اگرچہ ایسا کوئی نہ ہوگا جس کی ڈھائی ہزار بُرائیاں روزانہ ہوں، مگر اس زمانہ میں ہم لوگوں کی بداعمالیاں روزانہ کی اس سے بھی بدرجہا زائد ہیں، لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (روحی فداہ) نے اپنی شفقت سے بُرائیوں پر نیکیوں کے غالب آجانے کا نسخہ ارشاد فرما دیا، عمل کرنا نہ کرنا بیمار کا کام ہے،

ایک حدیث میں آیا ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ کیا بات ہے کہ یہ دونوں چیزیں ایسی سہل اور ان کو کرنے والے بہت کم ہیں، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ سونے کا وقت ہوتا ہے تو شیطان اُن کے پڑھنے سے پہلے ہی سُلا دیتا ہے، اور نماز کا وقت ہوتا ہے تو وہ کوئی ایسی بات یاد دلاتا ہے کہ پڑھنے سے پہلے ہی اُٹھکر چلا جاتا ہے، ایک حدیث میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کیا تم اس سے عاجز ہو کہ ہزار نیکیاں روزانہ کما لیا کرو، کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ہزار نیکیاں روزانہ کس طرح کمائیں، ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ سو۱۰۰ مرتبہ پڑھو ہزار نیکیاں ہو جائیں گی،

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْبَاقِیَاتُ الصَّالِحَاتُ	۳	مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی ایک رونق (فقط) ہے اور باقیات صالحات

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ (سورۂ کہف، ع ۶) (وہ نیک اعمال جو ہمیشہ رہنے والے ہیں، وہ تمھارے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی (بدرجہا) بہتر ہیں، اور امید کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں (کہ ان کے ساتھ امیدیں قائم کی جائیں، بخلاف مال اور اولاد کے کہ ان سے امیدیں قائم کرنا بے کار ہے)۔

(۴) وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝ (سورۂ مریم، ع ۵)

"اور اللہ تعالیٰ ہدایت والوں کی ہدایت بڑھاتا ہے اور باقیات صالحات تمھارے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں اور انجام کے اعتبار سے بھی۔"

فائدہ: اگرچہ باقیات صالحات (وہ نیک عمل جو ہمیشہ رہنے والے ہیں) میں سارے ہی ایسے اعمال داخل ہیں جن کا ثواب ہمیشہ ملتا رہتا ہے، لیکن بہت سی احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اس کا مصداق یہی تسبیحیں ہیں،

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ باقیات صالحات کو کثرت سے پڑھا کرو، کسی نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا چیزیں ہیں؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تکبیر (اللہ اکبر کہنا) تہلیل (لا الٰہ الا اللہ کہنا) تسبیح (سبحان اللہ کہنا) تحمید (الحمد للہ کہنا) اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ،

دوسری حدیث میں آیا ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو! خبردار رہو، سبحان اللہ الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر، باقیات صالحات میں ہیں، ایک حدیث میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو اپنی حفاظت کا انتظام کر لو، کسی نے پوچھا یا رسول اللہؐ کسی دشمن کے حملہ سے جو درپیش ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ جہنم کی آگ سے حفاظت کا انتظام کرو اور وہ سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر کا پڑھنا ہے، کہ یہ قیامت کے دن آگے بڑھنے والے کلمے ہیں (کہ سفارش کریں یا آگے بڑھانے والے ہیں کہ پڑھنے والے کو جنت کی طرف بڑھاتے ہیں) اور پیچھے رہنے والے ہیں (کہ حفاظت کریں) احسان کرنے والے ہیں، اور یہی باقیات صالحات ہیں، اور بھی بہت سی روایات میں یہ

مضمون وارد ہوا ہے جن کو علامہ سیوطیؒ نے درمنثور میں ذکر فرمایا ہے،

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الآیۃ (رسورۂ زمر، ع ۶) (سورۂ شوریٰ ع ۲) ⑤ "اللہ ہی کے واسطے کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی"

فائدہ: حضرت عثمانؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ میں نے حضورؐ سے مقالید السموات والارض یعنی آسمانوں اور زمین کی کنجیوں کے بارے میں دریافت کیا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ:
لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، سبحان اللہ، الحمد للہ، استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ہو الاول والآخر والظاہر والباطن یحیی ویمیت وہو حی لا یموت بیدہ الخیر وہو علی کل شیء قدیر،
دوسری حدیث میں ہے کہ مقالید السموٰات والارض سبحان اللہ، الحمد للہ لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر ہیں، اور یہ عرش کے خزانہ سے نازل ہوئی، اور بھی روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے،

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ (س فاطر، ع ۲) ⑥ "اسی کی طرف اچھے کلمے پہنچتے ہیں اور نیک عمل ان کو پہنچاتا ہے"

فائدہ: کلمۂ طیبہ کے بیان میں بھی اس آیت کا ذکر گذر چکا ہے، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب تمہیں ہم کوئی حدیث سناتے ہیں تو قرآن شریف سے اس کی سند اور تائید بتا دیتے ہیں، مسلمان جب سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ پڑھتا ہے تو فرشتہ اپنے پروں میں نہایت احتیاط سے ان کلموں کو آسمان پر لے جاتا ہے، اور جس آسمان پر گذرتا ہے اس آسمان کے فرشتے اس پڑھنے والے کے لئے مغفرت کی دعاء کرتے ہیں، اور اس کی تائید یہ آیت شریفہ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ ہے، حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کے لئے عرش کے گرداگرد ایک بھنبھناہٹ ہے جس میں اپنے پڑھنے والوں کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں، بعض روایات میں حضرت کعبؓ نے حضورؐ سے یہ مضمون نقل کیا ہے، اور ایک دوسرے صحابی حضرت نعمانؓ نے بھی اس قسم کا مضمون خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی نقل کیا ہے،

فصل دوم

اُن احادیث کے بیان میں جن میں ان کلمات کی فضیلت اور ترغیب فِکر فرمائی گئی ہے

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ،

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو کلمے ایسے ہیں کہ زبان پر بہت ہلکے اور ترازو میں بہت وزنی اور اللہ کے نزدیک بہت محبوب ہیں، وہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ہیں ۔

رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ کذا فی الترغیب،

فائدہ : زبان پر ہلکے کا مطلب یہ ہے کہ پڑھنے میں نہ وقت خرچ ہو کہ بہت مختصر ہیں نہ یاد کرنے میں کوئی وقت یا دیر لگے، اور اس کے باوجود جب اعمال کے تولنے کا وقت آئے گا تو ترازو میں ان کلموں کی کثرت کی وجہ سے بہت زیادہ وزن ہو جائے گا، اور اگر کوئی بھی فائدہ نہ ہوتا تو بھی اس سے بڑھ کر کیا چیز تھی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دو کلمے سب سے زیادہ محبوب ہیں، امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری کو انہی دو کلموں پر ختم فرمایا اور یہی حدیث کتاب کے ختم پر ذکر فرمائی ہے،

ایک حدیث میں ارشادِ نبوی ہے کہ کوئی شخص تم میں سے اس بات کو نہ چھوڑے کہ ہزار نیکیاں روزانہ کر لیا کرے، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سو مرتبہ پڑھ لیا کرے ہزار نیکیاں ہو جائیں گی، اتنے گناہ تو انشاء اللہ روزانہ کے ہوں گے بھی نہیں، اور اس تسبیح کے علاوہ جتنے نیک کام کئے ہوں گے ان کا ثواب علیحدہ نفع میں رہا،

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص صبح و شام ایک ایک تسبیح سبحان اللہ وبحمدہٖ کی پڑھے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے، خواہ سمندر کے جھاگوں سے بھی زیادہ ہوں، ایک حدیث میں آیا ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ سے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے (سردی میں) درخت سے پتے جھڑتے ہیں،

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکَ بِاَحَبِّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ بِاَحَبِّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ فَقَالَ اِنَّ اَحَبَّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، رواہ مسلم والنسائی والترمذی الا انہ قال سبحان ربی وبحمدہ وقال حسن صحیح وعزاہ السیوطی فی الجامع الصغیر الی مسلم

(۲) حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے بتاؤں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کلام کیا ہے، میں نے عرض کیا ضرور بتادیں ارشاد فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ دوسری حدیث میں ہی سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبِحَمْدِہٖ، ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ اللہ نے جس چیز کو اپنے فرشتوں کے لئے اختیار فرمایا وہی افضل ترین ہے اور وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ہے،"

واحمد والترمذی ورقم لہ بالصحۃ وفی روایۃ لمسلم ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سئل ای الکلام افضل قال ما اصطفی اللہ لملئکتہ او لعبادہ سبحان اللہ وبحمدہ کذا فی الترغیب قلت واخرج الاخیر الحاکم وصححہ علی شرط مسلم واقرہ علیہ الذہبی وذکرہ السیوطی فی الجامع بروایۃ احمد عن رجل مختصرًا ورقم لہ بالصحۃ،

فائدہ: پہلی فصل میں کئی آیتوں میں یہ مضمون گذر چکا ہے کہ ملائکہ جو عرش کے قریب ہیں، اور اُن کے علاوہ سب اللہ جل شانہٗ کی تسبیح و تحمید میں مشغول رہتے ہیں، اُن کا مشغلہ یہی ہے کہ وہ اللہ کی پاکی بیان کرنے میں اور حمد کرنے میں مشغول رہیں، اسی وجہ سے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمانے کا وقت ہوا تو انھوں نے یہی بارگاہِ الٰہی میں ذکر کیا کہ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ، جیسا کہ اس سے پہلی فصل کی پہلی آیت میں گذر چکا ہے،

ایک حدیث میں وارد ہے کہ آسمان (عظمتِ الٰہی کے بوجھ سے) بولتا ہی چرچراتا ہے جیسا کہ چارپائی وغیرہ وزن سے بولنے لگتی ہے، اور آسمان کے لئے حق ہے کہ وہ بولے (کہ ہیبت کا بوجھ سخت ہوتا ہے) قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ

میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ آسمان میں ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ سجدہ کی حالت میں اللہ کی تسبیح و تحمید میں مشغول نہ ہو،

(۳) عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ اَوْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ مِائَةَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَّاَرْبَعًا وَّعِشْرِیْنَ اَلْفَ حَسَنَةٍ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا لَّا یَهْلِكُ مِنَّا اَحَدٌ قَالَ بَلٰی اِنَّ اَحَدَكُمْ لَیَجِیْءُ بِالْحَسَنَاتِ لَوْ وُضِعَتْ عَلٰی جَبَلٍ اَثْقَلَتْهُ ثُمَّ تَجِیْءُ النِّعَمُ فَتَذْهَبُ بِتِلْكَ ثُمَّ یَتَطَاوَلُ الرَّبُّ بَعْدَ ذٰلِكَ بِرَحْمَتِهٖ رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد کذا فی الترغیب قلت واقرہ علیہ الذہبی،

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہے اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی، اور جو شخص سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سو مرتبہ پڑھے گا اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسی حالت میں تو کوئی بھی (قیامت میں) ہلاک نہیں ہو سکتا، (کہ نیکیاں غالب ہی رہیں گی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بعض لوگ پھر بھی ہلاک ہوں گے اور کیوں نہ ہوں) بعض آدمی اتنی نیکیاں لیکر آئیں گے کہ اگر پہاڑ پر رکھ دی جائیں تو وہ دب جائے لیکن اللہ کی نعمتوں کے مقابلہ میں وہ کالعدم ہو جائیں گی البتہ اللہ جل شانہ پھر اپنی رحمت اور فضل سے دستگیری فرمائیں گے"،

فائدہ: اللہ کی نعمتوں کے مقابلہ میں دب جانے اور کالعدم ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ قیامت میں جہاں نیکیاں اور برائیاں تولی جائیں گی وہاں اس چیز کا بھی مطالبہ اور محاسبہ ہوگا کہ اللہ جل جلالہ نے جو نعمتیں عطا فرمائی تھیں ان کا کیا حق ادا کیا، اور کیا شکر ادا کیا، بندہ کے پاس ہر چیز اللہ ہی کی عطا کی ہوئی ہے، ہر چیز کا ایک حق ہے، اس حق کی ادائیگی کا مطالبہ ہوتا ہے، چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کا ارشاد ہو کہ یصبح علیٰ کل سلامی من احدکم صدقۃ، الحدیث فی المشکوٰۃ بروایۃ المسلم قلت ورواہ ابوداؤد وابن ماجۃ، جس کا مطلب یہ ہو کہ ہر صبح کو ہر آدمی کے ہر جوڑ اور ہڈی پر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے،

دوسری حدیث میں ہے کہ آدمی میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں، اس کے ذمہ ضروری ہے کہ ہر جوڑ کی طرف سے ایک صدقہ کرے، یعنی اس بات کے شکر میں کہ حق تعالیٰ شانہ، نے سونے کے بعد جو مر جانے کے مشابہ حالت تھی، پھر از سر نو زندگی بخشی اور ہر عضو صحیح سالم رہا، صحابہ نے عرض کیا اتنے صدقے روزانہ کرنے کی طاقت کون رکھتا ہے، حضورؐ نے فرمایا ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، لا الٰہ الا اللہ ایک مرتبہ کہنا صدقہ ہے، اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، راستہ سے کسی تکلیف دینے والی چیز کا ہٹا دینا صدقہ ہے، غرض بہت سے صدقات شمار کرائے،

اس قسم کی اور بھی احادیث ہیں جن سے آدمی کی اپنی ذات میں جو اللہ کی نعمتیں ہیں ان کا بیان ہے، اس کے علاوہ کھانے پینے، راحت و آرام کے متعلق جتنی اللہ کی نعمتیں ہر وقت میسر ہوتی ہیں وہ مزید براں، قرآن پاک میں سورۂ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُر میں بھی اس کا ذکر ہے کہ قیامت میں اللہ کی نعمتوں سے بھی سوال ہوگا،

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بدن کی صحت، کانوں کی صحت، آنکھوں کی صحت سے سوال ہوگا کہ اللہ نے یہ نعمتیں اپنے لطف سے عطا فرمائیں، ان کو اللہ کے کس کام میں خرچ کیا، (یا چوپاؤں کی طرح صرف پیٹ پالنے میں خرچ کیا) چنانچہ دوسری جگہ سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے، اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۵ (کان، آنکھ، دل ہر شخص سے ان سب کی قیامت کے دن پوچھ ہوگی کہ ان چیزوں کا استعمال کہاں کیا) حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جن نعمتوں سے سوال ہوگا ان میں بے فکری جو اللہ کی بڑی دولت ہو اور صحتِ بدن بھی ہے، مجاہدؒ کہتے ہیں کہ دنیا کی ہر لذت نعمتوں میں داخل ہے جن سے سوال ہوگا،

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس میں عافیت بھی داخل ہے، ایک شخص نے

حضرت علیؓ سے پوچھا کہ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْم (پھر اس دن نعمتوں سے بھی سوال کئے جاؤ گے) کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ گیہوں کی روٹی اور ٹھنڈا پانی مراد ہے کہ اس سے بھی سوال ہوگا اور رہنے کے مکان سے بھی،

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کن نعمتوں کا سوال ہوگا آدھی بھوک روٹی ملتی ہے وہ بھی جَو کی (پیٹ بھرائی روٹی بھی میسر نہیں) وحی نازل ہوئی، کیا پاؤں میں جوتا نہیں پہنتے؟ کیا ٹھنڈا پانی نہیں پیتے؟ یہ بھی تو اللہ کی نعمتیں ہیں، ایک حدیث میں آیا ہے کہ بعض صحابہ نے اس آیتِ شریفہ کے نازل ہونے پر عرض کیا یا رسول اللہ کن نعمتوں سے سوال ہوگا، کھجور اور پانی صرف یہ دو چیزیں کھانے پینے کو ملتی ہیں اور ہماری تلواریں (جہاد کے لئے) ہر وقت کندھوں پر رہتی ہیں اور دشمن (کافر کوئی نہ کوئی) مقابل (جس کی وجہ سے وہ دو چیزیں بھی اطمینان اور بے فکری سے نصیب نہیں ہوتیں) حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب نعمتیں میسّر ہونے والی ہیں،

ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ قیامت میں جن نعمتوں سے سوال ہوگا ان میں سب سے اوّل یہ ہوگا کہ ہم نے تیرے بدن کو تندرستی عطا فرمائی، (یعنی اس تندرستی کا کیا حق ادا کیا اور اس میں اللہ کی رضا کی کیا خدمت ادا کی) اور ہم نے ٹھنڈے پانی سے تجھ کو سیراب کیا، (در حقیقت اللہ کی بڑی نعمت ہے، جہاں ٹھنڈا پانی میسر نہیں ہوتا ان سے کوئی اس کی قدر پوچھے یہ اللہ کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ حد نہیں، مگر ہم لوگوں کو اس کے نعمتِ عظمیٰ ہونے کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا، چہ جائے کہ اس کا شکر اور اس کی ادائیگیِ حق)۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جن نعمتوں سے سوال ہوگا یہ ہیں:۔ وہ روٹی کا ٹکڑا جس سے پیٹ بھرا جاتا ہے، وہ پانی جس سے پیاس بجھائی جاتی ہے، وہ کپڑا جس سے بدن ڈھانکا جاتا ہے،

ایک مرتبہ دوپہر کے وقت سخت دھوپ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ پریشان ہو کر گھر سے چلے، مسجد میں پہنچے ہی تھے کہ حضرت عمرؓ بھی اسی حالت میں تشریف لے آئے، حضرت ابوبکرؓ کو بیٹھا ہوا دیکھ کر دریافت کیا کہ تم اس وقت یہاں کہاں؟

فرمایا کہ بھوک کی بیتابی نے پریشان کیا، حضرت عمرؓ نے عرض کیا واللہ اسی چیز نے مجھے بھی مجبور کیا کہ کہیں جاؤں، یہ دونوں حضرات یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ سردارِ دو عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، اُن کو دیکھ کر دریافت فرمایا کہ تم اس وقت کہاں؟ عرض کیا یا رسول اللہؐ بھوک نے پریشان کیا جس سے مضطرب ہو کر نکل پڑے، حضورؐ نے ارشاد فرمایا اسی مجبوری سے میں بھی آیا ہوں، تینوں حضرات اکٹھے ہو کر حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان پر پہنچے، وہ تشریف نہیں رکھتے تھے، بیوی نے بڑی مسرت وافتخار سے اُن حضرات کو بٹھایا، حضورؐ نے دریافت فرمایا ابوایوب کہاں گئے ہیں، عرض کیا ابھی حاضر ہوتے ہیں، کسی ضرورت سے گئے ہوئے ہیں، اتنے میں ابوایوبؓ بھی حاضرِ خدمت ہو گئے، اور فرطِ خوشی میں کھجور کا ایک بڑا سا خوشہ توڑ کر لائے، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ سارا خوشہ کیوں توڑا؟ اس میں کچّی اور اَدھ کچری بھی ٹوٹ گئیں، چھانٹ کر پکّی ہوئی توڑ لیتے، انھوں نے عرض کیا اس خیال سے توڑا کہ ہر قسم کی سامنے ہوں جو پسند ہو وہ نوش فرماویں (کہ بعض مرتبہ پکّی ہوئی سے اَدھ کچری زیادہ پسند ہوتی ہیں) خوشہ سامنے رکھ کر جلدی سے گئے، اور ایک بکری کا بچّہ ذبح کیا، اور جلدی جلدی کچھ تو ویسے ہی بھون لیا، کچھ سالن تیار کر لیا، حضورؐ نے ایک روٹی میں تھوڑا سا گوشت رکھ کر ابوایوبؓ کو دیا کہ یہ فاطمہؓ کو پہنچا دو اس کو بھی کئی دن سے کچھ نہیں مل سکا، وہ پہنچا کر آئے، ان حضرات نے بھی سیر ہو کر نوش فرمایا، اس کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو یہ اللہ کی نعمتیں ہیں، روٹی ہے، گوشت ہے، ہر قسم کی کچّی اور پکّی کھجوریں ہیں، یہ فرما کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، اور ارشاد فرمایا اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہی وہ نعمتیں ہیں جن سے قیامت میں سوال ہوگا (جن حالات کے تحت میں اس وقت یہ چیزیں میسّر ہوئی تھیں ان کے لحاظ سے) صحابہ کو بڑی گرانی اور فکر پیدا ہو گیا (کہ ایسی مجبوری اور اضطرار کی حالت میں یہ چیزیں میسّر آئیں اور اُن پر بھی سوال و حساب ہو) حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا شکر ادا کرنا تو ضروری ہے ہی، جب

اس قسم کی چیزوں پر ہاتھ ڈالو تو اول بسم اللہ پڑھو اور جب کھا چکو تو کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ اَشْبَعَنَا وَاَنْعَمَ عَلَیْنَا وَاَفْضَلَ (تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہم کو پیٹ بھر کر کھلایا اور ہم پر انعام فرمایا اور بہت زیادہ عطا کیا) اس دعا کا پڑھنا شکر ادا کرنے میں کافی ہے،

اس قسم کے واقعات کئی مرتبہ پیش آئے جو متعدد احادیث میں مختلف عنوانات سے ذکر کئے گئے، چنانچہ ایک مرتبہ ابوالہیثم مالک بن تیہان کے مکان پر تشریف لے جانے کی نوبت آئی، اسی قسم کا ایک واقعہ ایک اور صاحب کے ساتھ پیش آیا، جن کو واقفی کہا جاتا تھا،

حضرت عمرؓ کا گذر ایک شخص پر ہوا جو کوڑھی بھی تھا، اور اندھا، بہرا، گونگا بھی تھا، آپ نے ساتھیوں سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ اللہ کی کچھ نعمتیں اس شخص پر بھی دیکھتے ہو، لوگوں نے عرض کیا اس کے پاس کونسی نعمت ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کیا پیشاب سہولت سے نہیں کرسکتا،

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ قیامت میں تین دربار ہیں، ایک دربار میں نیکیوں کا حساب ہی، دوسرے میں اللہ کی نعمتوں کا حساب ہی، تیسرے میں گناہوں کا مطالبہ ہی، نیکیاں نعمتوں کے مقابلہ میں ہو جائیں گی، اور برائیاں باقی رہ جائیں گی، جو اللہ کے فضل کے تحت میں ہوں گی، ان سب کا مطلب یہ ہی کہ اللہ جل شانہٗ کی جس قدر نعمتیں ہر آن اور ہر دم آدمی پر ہوتی ہیں، ان کا شکر کرنا ان کا حق ادا کرنا بھی آدمی کے ذمہ ہے، اس لئے جتنی مقدار بھی نیکیوں کی پیدا ہو سکے ان کو حاصل کرنے میں کمی نہ کرے اور کسی مقدار کو بھی زیادہ نہ سمجھے کہ وہاں پہنچ کر معلوم ہوگا کتنے کتنے گناہ ہم نے اپنی آنکھ ناک، کان اور دوسرے بدن کے حصوں سے ایسے کئے ہیں جن کو ہم گناہ بھی نہ سمجھے، حضورؐ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کی قیامت میں اللہ کے یہاں پیشی نہ ہو، کہ اس وقت نہ کوئی پردہ درمیان میں حائل ہوگا نہ ترجمان (وکیل وغیرہ) دائیں طرف دیکھے گا تو اپنے اعمال کا انبار ہوگا، بائیں طرف دیکھے گا تب یہی منظر ہوگا، جس قسم کے بھی اچھے یا برے اعمال کئے ہیں وہ سب ساتھ ہوں گے، جہنم کی آگ سامنے ہوگی، اس لئے

جہاں تک ممکن ہو صدقہ سے جہنم کی آگ کو دفع کرو، خواہ کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو،

ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں سب سے اول یہ سوال ہوگا کہ ہم نے تجھے بدن کی صحت عطا کی اور ٹھنڈا پانی پینے کو دیا (یعنی اُن چیزوں کا کیا حق ادا کیا)،

دوسری حدیث میں ہے کہ اس وقت تک آدمی حساب کے میدان سے نہ ہٹے گا، جب تک پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو جائے:۔ عمر کس کام میں خرچ کی؟ جوانی (کی قوت) کس مشغلہ میں صرف کی؟ مال کس طریقہ سے کمایا؟ اور کس طریقہ سے خرچ کیا؟ (یعنی کمائی کے اور خرچ کے طریقے جائز تھے یا ناجائز) جو کچھ علم حاصل کیا (خواہ کسی درجہ کا ہو) اس میں کیا عمل کیا (یعنی جو مسائل معلوم تھے اُن پر عمل کیا یا نہیں؟)

(۴) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيْتُ اِبْرٰهِيْمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَقْرِئْ اُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاَنَّهَا قِيْعَانٌ وَاِنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، رواه الترمذی والطبرانی فی الصغیر والاوسط وزاد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وقال الترمذی حسن غریب من هذا الوجه ورواه الطبرانی ایضا باسناد واه من حدیث سلمان الفارسی وعن ابن عباس مرفوعا من قال سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شبِ معراج میں جب میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی، تو انھوں نے فرمایا کہ اپنی امت کو میرا سلام کہہ دینا اور یہ کہنا کہ جنت کی نہایت پاکیزہ عمدہ مٹی ہے اور بہترین پانی، لیکن وہ بالکل چٹیل میدان ہے اور اس کے پودے (درخت) سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر ہیں (جتنے کسی کا دل چاہے درخت لگالے) ایک حدیث میں ہے اس کے بعد لاحول ولا قوۃ الا باللہ بھی ہے، دوسری حدیث میں ہے کہ ان کلموں میں سے ہر کلمہ کے بدلے ایک درخت جنت میں لگایا جاتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سبحان اللہ العظیم وبحمدہ پڑھے گا ایک درخت جنت

غُرِسَ لَہٗ بِکُلِّ وَاحِدَۃٍ مِّنْھُنَّ شَجَرَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ، رواہ الطبرانی واسنادہ حسن لا بأس بہ فی المتابعات وعن جابر مرفوعا من قال سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ غُرِسَتْ لَہٗ فِی الْجَنَّۃِ لَہٗ نَخْلَۃٌ رواہ الترمذی وحسنہ والنسائی الا انہ قال شجرۃ وابن حبان فی صحیحہ والحاکم فی الموضعین باسنادین قال فی احدھما علی شرط

میں لگایا جائے گا، ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیجا رہے تھے، حضرت ابو ہریرہؓ کو دیکھا کہ ایک پودا لگا رہے ہیں، دریافت فرمایا کیا کر رہے ہو انھوں نے عرض کیا درخت لگا رہا ہوں، ارشاد فرمایا میں بتاؤں بہترین پودے جو لگائے جاویں سبحان اللہ والحمد للہ، ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، ہر کلمہ سے ایک درخت جنت میں لگتا ہے"۔

مسلم وفی الآخر علی شرط البخاری وذکرہ فی الجامع الصغیر بروایۃ الترمذی وابن حبان والحاکم ورقم لہ بالصحۃ وعن ابی ھریرۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر بہ وھو یغرس الحدیث رواہ ابن ماجۃ باسناد حسن والحاکم وقال صحیح الاسناد کذا فی الترغیب وعزاہ فی الجامع الی ابن ماجۃ والحاکم ورقم لہ بالصحۃ قلت وفی الباب من حدیث ابی ایوب مرفوعا رواہ احمد باسناد حسن وابن ابی الدنیا وابن حبان فی صحیحہ ورواہ ابن ابی الدنیا والطبرانی من حدیث ابن عمر ایضا مرفوعا مختصرا الا ان فی حدیثھما الحوقلۃ فقط کما فی الترغیب قلت وذکر السیوطی فی الدر حدیث ابن عباس مرفوعا بلفظ حدیث ابن مسعود وقال اخرجہ ابن مردویہ وذکر ایضا حدیث ابن مسعود وقال اخرجہ الترمذی وحسنہ والطبرانی وابن مردویۃ قلت وذکرہ فی الجامع الصغیر بروایۃ الطبرانی ورقم لہ بالصحۃ وذکر فی مجمع الزوائد عدۃ روایات فی معنی ھذا الحدیث،

فائدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ

علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلام بھیجا ہے، اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ جس شخص کے پاس یہ حدیث پہنچے اس کو چاہئے کہ حضرت خلیل اللہ کے جواب میں وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہے، اس کے بعد ارشاد ہے کہ جنّت کی مٹی بہترین ہے اور پانی میٹھا، اس کے دو مطلب ہیں، اوّل یہ کہ صرف اس جگہ کی حالت کا بیان کرنا ہے کہ بہترین جگہ ہے جس کی مٹی کے متعلق احادیث میں آیا ہے کہ مشک وزعفران کی ہے، اور پانی نہایت لذیذ، ایسی جگہ ہر شخص اپنا مسکن بنانا چاہتا ہے، اور تفریح وراحت کے لئے باغ وغیرہ لگانے کے اسباب مہیا ہوں تو کون چھوڑ سکتا ہے،

دوسرا مطلب یہ ہے کہ جس جگہ زمین بہتر اور پانی بہتر ہو وہاں پیداوار بہت اچھی ہوتی ہے، اس صورت میں مطلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ سُبحان اللہ کہہ دینے سے ایک درخت وہاں قائم ہو جاوے گا، اور پھر وہ جگہ اور پانی کی عمدگی کی وجہ سے خود ہی نشوونما پاتا رہے گا، صرف ایک مرتبہ بیج ڈال دینا ہے، باقی سب کچھ خود ہی ہو جائیگا اس حدیث میں جنّت کو چٹیل میدان فرمایا ہے اور جن احادیث میں جنّت کا حال بیان کیا گیا ہے ان میں جنّت میں ہر قسم کے میوے باغ درختوں وغیرہ کا موجود ہونا بتایا گیا ہے بلکہ جنّت کے معنی ہی باغ کے ہیں، اس لئے بظاہر اشکال واقع ہوتا ہے، بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اصل کے اعتبار سے وہ میدان ہے، لیکن جس حالت پر وہ نیک عمل لوگوں کو دی جاوے گی، ان کے اعمال کے موافق اس میں باغ اور درخت وغیرہ موجود ہوں گے، دوسری توجیہ بعض علماء نے یہ فرمائی ہے کہ جنّت کے وہ باغ وغیرہ ان اعمال کے موافق ملیں گے، جب ان اعمال کی وجہ سے اور انکے برابر ملے تو گویا یہ اعمال ہی درختوں کا سبب ہوئے،

تیسری توجیہ یہ فرمائی گئی ہے کہ کم سے کم مقدار جو ہر شخص کے حصّہ میں ہے وہ ساری دنیا سے کہیں زائد ہے، اس میں بہت سے حصّہ میں خود اپنے اصلی باغ موجود ہیں اور بہت سا حصّہ خالی پڑا ہوا ہے، جتنا کوئی ذکر تسبیح وغیرہ کرے گا اُتنے ہی درخت اور لگ جائیں گے،

بیشیخ المشائخ حضرت مولانا گنگوہیؒ کا ارشاد جو کوکب دری[1] میں نقل کیا گیا ہے
یہ ہے کہ اس کے سارے درخت خمیر کی طرح سے ایک جگہ مجتمع ہیں ہر شخص جس قدر اعمالِ خیر
کرتا رہتا ہے اتنا ہی اس کے حصّہ کی زمین میں لگتے رہتے ہیں اور نشو و نما پاتے رہتے ہیں،

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَالَهُ اللَّیْلُ اَنْ یُّکَابِدَهٗ اَوْ بَخِلَ بِالْمَالِ اَنْ یُّنْفِقَهٗ اَوْ جَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ اَنْ یُّقَاتِلَهٗ فَلْیُکْثِرْ مِنْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فَاِنَّهَا اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ جَبَلِ ذَهَبٍ یُّنْفِقُهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، رواه الفریابی والطبرانی واللفظ له وهو حدیث غریب ولا بأس باسناده

(۵) حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص رات کی مشقت جھیلنے سے ڈرتا ہو کہ راتوں کو جاگنے اور عبادت میں مشغول رہنے سے قاصر ہو) یا بخل کی وجہ سے مال خرچ کرنا دشوار ہو یا بزدلی کی وجہ سے جہاد کی ہمت نہ پڑتی ہو اس کو چاہئے کہ سبحان اللہ وبحمدہ کثرت سے پڑھا کرے کہ اللہ کے نزدیک یہ کلام پہاڑ کے بقدر سونا خرچ کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے،،

انشاء الله كذا فی الترغیب وفی مجمع الزوائد رواه الطبرانی وفیه سلیمان بن احمد الواسطی وثقه عبدان وضعفه الجمهور والغالب علیٰ بقیة رجاله التوثیق وفی الباب عن ابی هریرة مرفوعاً اخرجه ابن مردویة وابن عباسؓ ایضاً عند ابن مردویة کذا فی الدر،

فائدہ: کس قدر اللہ کا فضل ہے کہ ہر قسم کی مشقت سے بچنے والوں کے لئے بھی فضائل اور درجات کا دروازہ بند نہیں فرمایا، راتوں کو نہیں جاگا جاتا، کنجوسی سے پیسہ خرچ نہیں ہوتا، بزدلی اور کم ہمتی سے جہاد جیسا مبارک عمل نہیں ہوتا، اس کے بعد بھی اگر دین کی قدر ہے، آخرت کی فکر ہے تو اس کے لئے بھی راستہ کھلا ہوا ہے، پھر بھی کچھ نہ کما سکے تو کم نصیبی کے سوا اور کیا ہے، پہلے یہ مضمون ذرا تفصیل سے گذر چکا ہے:

[1] یہ عربی میں ترمذی شریف کی شرح ہے،

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ لَا یَضُرُّکَ بِاَیِّھِنَّ بَدَأْتَ، رواہ مسلم وابن ماجۃ

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کلام چار کلمے ہیں سبحان اللہ الحمد للہ لاالٰہ الا اللہ اللہ اکبر، انمیں سے جسکو چاہے پہلے پڑھ لے اور جسکو چاہے بعد میں (کوئی خاص ترتیب نہیں)، ایک حدیث میں ہے کہ یہ کلمے قرآن پاک میں بھی موجود ہیں"

والنسائی وزاد وھن من القراٰن ورواہ النسائی ایضاً وابن حبان فی صحیحہ من حدیث ابی ھریرۃ کذا فی الترغیب وعزا السیوطی حدیث سمرۃ الی احمد ایضا ورقم لہ بالصحۃ وحدیث ابی ھریرۃ الی مسند الفردوس للدیلمی ورقم لہ ایضا بالصحۃ،

فائدہ: یعنی قرآن پاک کے الفاظ میں بھی یہ کلمے کثرت سے وارد ہوئے ہیں، اور قرآن پاک میں ان کا حکم ان کی ترغیب وارد ہوئی ہے، چنانچہ پہلی فصل میں مفصل بیان ہو چکا ہے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ عیدوں کو ان کلموں کے ساتھ مزین کیا کرو، یعنی عید کی زینت یہ ہے کہ ان کلموں کا کثرت سے ورد کیا جاوے،

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ اِنَّ فُقَرَاءَ الْمُھَاجِرِیْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا قَدْ ذَھَبَ اَھْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی وَالنَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ فَقَالَ وَمَا ذَاکَ قَالُوْا یُصَلُّوْنَ کَمَا نُصَلِّیْ وَیَصُوْمُوْنَ کَمَا نَصُوْمُ وَیَتَصَدَّقُوْنَ وَلَا نَتَصَدَّقُ وَیُعْتِقُوْنَ وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفَلَا اُعَلِّمُکُمْ

(۷) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ فقراء مہاجرین جمع ہو کر حاضر ہوئے، اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مالدار سارے بلند درجے لے اُڑے اور ہمیشہ کی رہنے والی نعمت انہی کے حصہ میں آ گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں، عرض کیا کہ نماز روزہ میں تو یہ ہمارے شریک ہیں کہ ہم بھی کرتے ہیں یہ بھی، اور مالدار ہونے کی وجہ سے یہ لوگ

شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْكُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُسَبِّحُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ وَتُحَمِّدُوْنَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ مَرَّةً قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا سَمِعَ اِخْوَانُنَا اَهْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ متفق علیه ولیس قول ابی صالح الی آخرہ الا عند مسلم وفی روایۃ للبخاری تُسَبِّحُوْنَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ عَشْرًا وَّتُحَمِّدُوْنَ عَشْرًا وَّتُکَبِّرُوْنَ عَشْرًا بدل ثلثا وثلثین کذا فی المشکوۃ وعن ابی ذرؓ بنحو ھذا الحدیث وفیہ ان بکل تسبیحۃ صدقۃ وبکل تحمیدۃ صدقۃ وفی بضع احدکم صدقۃ قالوا یارسول اللہ ؐ یاتی احدنا شھوتہ یکون لہ فیھا اجر

صدقہ کرتے ہیں، غلام آزاد کرتے ہیں، اور ہم ان چیزوں سے عاجز ہیں، حضورؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں کہ تم اس پر عمل کرکے اپنے سے پہلوں کو پکڑ لو، اور بعد والوں سے بھی آگے بڑھے رہو، اور کوئی شخص تم میں سے اس وقت تک افضل نہ ہو جب تک اُنہی اعمال کو نہ کرے، صحابہؓ نے عرض کیا ضرور بتادیجئے، ارشاد فرمایا کہ ہر نماز کے بعد سُبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھ لیا کرو، ان حضرات نے شروع کر دیا، مگر اس زمانہ کے مالدار بھی اسی نمونہ کے تھے، انھوں نے بھی معلوم ہونے پر شروع کر دیا، تو فقراء دوبارہ حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہؐ ہمارے مال دار بھائیوں نے بھی سُن لیا، اور وہ بھی یہی کرنے لگے، حضورؐ نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے اس کو کون روک سکتا ہے،

ایک دوسری حدیث میں بھی اسی طرح یہ قصہ ذکر کیا گیا اس میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ تمہارے لئے بھی اللہ نے صدقہ کا قائم مقام بنا رکھا ہے، سبحان اللہ ایک

الحدیث اخرجه احمد وفی الباب عن ابی الدرداء عند احمد،

ایک مرتبہ کہنا صدقہ ہے، بیوی سے صحبت کرنا صدقہ ہے، صحابہ نے تعجب سے عرض کیا یارسول اللہؐ بیوی سے ہمبستری میں اپنی شہوت پوری کرے اور یہ صدقہ ہو جائے حضورؐ نے فرمایا اگر حرام میں مبتلا ہو تو گناہ ہوگا یا نہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور ہوگا، ارشاد فرمایا اسی طرح حلال میں صدقہ اور اجر ہے،

فائدہ، مطلب یہ ہے کہ اس نیت سے صحبت کرنا کہ حرام کاری سے بچے ثواب اور اجر کا سبب ہے، اسی قصہ کی ایک دوسری حدیث میں اس اشکال کے جواب میں کہ بیوی سے ہمبستری اپنی شہوت پورا کرنا ہے، حضورؐ کا یہ جواب نقل کیا گیا ہے تباؤ اگر بچہ پیدا ہو جائے پھر وہ جوان ہونے لگے اور تم اس کی خوبیوں کی امید باندھنے لگو پھر وہ مرجائے کیا تم ثواب کی امید رکھتے ہو؟ عرض کیا گیا کہ بے شک امید ہے حضورؐ نے فرمایا کیوں؟ تم نے اس کو پیدا کیا؟ تم نے اس کو ہدایت کی تھی؟ تم نے اس کو روزی دی تھی؟ بلکہ اللہ ہی نے پیدا کیا ہے، اسی نے ہدایت دی ہے، وہی روزی عطا کرتا تھا، اسی طرح صحبت سے تم نطفہ کو حلال جگہ رکھتے ہو پھر اللہ کے قبضہ میں ہے کہ چاہے اس کو زندہ کرے کہ اس سے اولاد پیدا کردے یا مردہ کرے کہ اولاد پیدا نہ ہو، اس حدیث کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اجر و ثواب بچہ کے پیدا ہونے کا سبب ہونے کی وجہ سے ہے،

(۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَکَبَّرَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ فَتِلْکَ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ غُفِرَتْ خَطَایَاهُ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ، رواہ

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ اور ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر پڑھے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں خواہ اتنی کثرت سے ہوں جتنے سمندر کے جھاگ"

مسلم کذا فی المشکوٰۃ وکذا فی مسند احمد،

فائدہ: خطایا کی مغفرت کے بارہ میں پہلے کئی حدیثوں کے تحت میں بحث گذرچکی ہے، کہ ان خطایا سے مراد علماء کے نزدیک صغیرہ گناہ ہیں، اس حدیث میں تین کلمے ۳۳، ۳۳ مرتبہ اور لا الٰہ الا اللہ ایک مرتبہ وارد ہوا ہے، اس سے اگلی حدیث میں دو کلمے ۳۳،۳۳، ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ آرہا ہے، حضرت زیدؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ ہم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر ہر ایک کو ۳۳ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنے کا حکم فرمایا تھا، ایک انصاری نے خواب میں دیکھا کوئی شخص کہتا ہے کہ ہر ایک کلمہ کو پچیس مرتبہ کرلو، اور ان کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ ۲۵ مرتبہ اضافہ کرلو، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا، حضورؐ نے قبول فرمالیا، اور اس کی اجازت فرمادی کہ ایسا ہی کرلیا جائے،

ایک حدیث میں سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر ہر کلمہ کو ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ کا حکم ہے، اور ایک حدیث میں ۱۰، ۱۰ مرتبہ وارد ہوا ہے، ایک حدیث میں لا الٰہ الا اللہ ۱۰ مرتبہ باقی تینوں کلمے ہر ۳۳ مرتبہ، ایک حدیث میں ہر نماز کے بعد چاروں کلمے ۱۰۰، ۱۰۰ مرتبہ وارد ہوئے ہیں، جیسا کہ "حصنِ حصین" میں، ان روایات کو ذکر کیا گیا ہے، یہ اختلاف بظاہر حالات کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ آدمی فراغت اور مشاغل کے اعتبار سے مختلف ہیں، جو لوگ دوسرے ضروری کاموں میں مشغول ہیں، اُن کے لئے کم مقدار تجویز فرمائی، اور جو لوگ فارغ ہیں اُن کے لئے زیادہ مقدار، لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ جو عدد احادیث میں مذکور ہیں اُن کی رعایت ضروری ہے کہ جو چیز دوا کے طور پر استعمال کی جاتی ہے اس میں مقدار کی رعایت بھی اہم ہے،

(۹) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ اَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ ثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چند پیچھے آنے والے (کلمات) ایسے ہیں جن کا کہنے والا نامراد نہیں ہوتا، وہ یہ ہیں کہ ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ

تَسْبِيْحَةً وَّثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَحْمِيْدَةً وَّاَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَكْبِيْرَةً، رواه مسلم كذا فی المشکوٰۃ وعزاہ السیوطی فی الجامع الی احمد ومسلم والترمذی والنسائی ورقم له بالصحة وفی الباب عن ابی الدرداء عند الطبرانی،

۳۳ مرتبہ الحمدللہ، ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر،

فائدہ: ان کلمات کے پیچھے آنے والے یا تو اس وجہ سے فرمایا کہ یہ نمازوں کے بعد پڑھے جاتے ہیں، یا اس وجہ سے کہ گناہوں کے بعد پڑھنے سے اُن کو دھونے اور مٹا دینے والے ہیں، یا اس وجہ سے کہ یہ کلمات ایک دوسرے کے بعد پڑھے جاتے ہیں، حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں نمازوں کے بعد سبحان اللہ، الحمدللہ ۳۳ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھنے کا حکم کیا گیا ہے،

(۱۰) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَفَعَهٗ اَمَا يَسْتَطِيْعُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّعْمَلَ كُلَّ يَوْمٍ مِّثْلَ اُحُدٍ عَمَلًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّسْتَطِيْعُ قَالَ كُلُّكُمْ يَسْتَطِيْعُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَعْظَمُ مِنْ اُحُدٍ وَّلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَعْظَمُ مِنْ اُحُدٍ وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَعْظَمُ مِنْ اُحُدٍ وَّاللّٰهُ اَكْبَرُ اَعْظَمُ مِنْ اُحُدٍ، للكبير والبزار كذا فی جمع الفوائد والیهما عزاه فی الحصن ومجمع الزوائد وقال رجالهما رجال الصحيح،

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ روزانہ احد (جو مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے) کے برابر عمل کر لیا کرے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی کون طاقت رکھتا ہے (کہ اتنے بڑے پہاڑ کے برابر عمل کرے) حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہر شخص رکھتا ہے، صحابہ نے عرض کیا اس کی کیا صورت ہے، ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ کا ثواب اُحد سے زیادہ ہے، لا الٰہ الا اللہ کا اُحد سے زیادہ ہے، الحمدللہ کا اُحد سے زیادہ ہے، اللہ اکبر کا اُحد سے زیادہ ہے"

فائدہ: یعنی ان کلموں میں سے ہر ایک کلمہ ایسا ہے جس کا ثواب اُحد کا پہاڑ

سے زیادہ ہی، اور ایک پہاڑ کیا نہ معلوم کتنے ایسے پہاڑوں سے زیادہ ہے، حدیث میں آیا ہے کہ سبحان اللہ، الحمد للہ سارے آسمانوں اور زمینوں کو ثواب سے بھر دیتے ہیں، ایک حدیث میں آیا ہے کہ سبحان اللہ کا ثواب آدھی ترازو ہے، اور الحمد للہ اس کو پُر کر دیتی ہے، اور اللہ اکبر آسمان و زمین کو پُر کر دیتی ہے، ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ سبحان اللہ، الحمد للہ لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر مجھے ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہی جس پر آفتاب نکلے، ملّا علی فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہی کہ ساری ہی دنیا اللہ کے واسطے خرچ کر دوں تو اس سے بھی زیادہ محبوب ہے،

کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہوائی تخت پر تشریف لیجا رہے تھے، پرندے آپ پر سایہ کئے ہوئے تھے اور جن وانس وغیرہ لشکر دو قطار، ایک عابد پر گذر ہوا جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس وسعتِ ملکی اور عمومِ سلطنت کی تعریف کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کے اعمالنامہ میں ایک تسبیح سلیمان بن داؤد کے سارے ملک سے اچھی ہے، کہ یہ ملک فنا ہو جائے گا، اور تسبیح باقی رہنے والی چیز ہے،

(۱۱) عَنْ اَبِیْ سَلَامٍ مَّوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَخٍ بَخٍ خَمْسٌ مَّا اَثْقَلَهُنَّ فِی الْمِیْزَانِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الحدیث اخرجه احمد

”ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ واہ واہ پانچ چیزیں (اعمال نامہ تلنے کی) ترازو میں کتنی زیادہ وزنی ہیں، لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ الحمد للہ، اور وہ بچہ جو مرجائے اور باپ (اسی طرح ماں بھی) اُس پر صبر کرے،

فی مسنده ورجاله ثقات کمافی مجمع الزوائد والحاکم وقال صحیح الاسناد واقره علیه الذهبی وذکره فی الجامع الصغیر بروایة البزار عن ثوبان وبروایة النسائی وابن حبان والحاکم عن ابی سلمی بروایة احمد عن ابی امامة ورقم له بالحسن وذکره فی مجمع الزوائد بروایة ثوبان وابی سلمی راعی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ز سفینة مولیٰ لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم

لم یسم وصحح بعض طرقہا۔

فائدہ: یہ مضمون کئی صحابہ سے متعدد احادیث میں نقل کیا گیا ہے، بخ بخ بڑی سرور اور فرحت کا کلمہ ہے، جس چیز کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس خوشی اور مسرت سے اظہار فرمارہے ہوں، عطا فرمارہے ہوں کیا محبت کا دعویٰ کرنے والوں کے ذمہ نہیں ہے کہ ان کلموں پر مرمٹیں کہ حضورؐ کی اس خوشی کی قدردانی اور اس کا استقبال یہی ہے۔

(۱۲) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ نُوْحٌ لِّابْنِهٖ اِنِّيْ مُوْصِيْكَ بِوَصِيَّةٍ وَقَاصِرُهَا لِكَيْ لَا تَنْسَاهَا اُوْصِيْكَ بِاثْنَتَيْنِ وَاَنْهَاكَ عَنِ اثْنَتَيْنِ اَمَّا الَّتِيْ اُوْصِيْكَ بِهِمَا فَيَسْتَبْشِرُ اللّٰهُ بِهِمَا وَصَالِحُ خَلْقِهٖ وَهُمَا يُكْثِرَانِ الْوُلُوْجَ عَلَى اللّٰهِ اُوْصِيْكَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَوْ كَانَتَا حَلْقَةً قَصَمَتْهُمَا وَلَوْ كَانَتَا فِيْ كِفَّةٍ وَزَنَتْهُمَا وَاُوْصِيْكَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فَاِنَّهُمَا صَلٰوةُ الْخَلْقِ وَبِهَا يُرْزَقُ الْخَلْقُ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ه وَاَمَّا اللَّتَانِ اَنْهَاكَ عَنْهُمَا فَيَحْتَجِبُ اللّٰهُ مِنْهُمَا وَصَالِحُ خَلْقِهٖ اَنْهَاكَ عَنِ الشِّرْكِ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں، اور اس خیال سے کہ بھول نہ جاؤ نہایت مختصر کہتا ہوں اور دو کاموں کی وصیت کرتا ہوں اور دو کاموں سے روکتا ہوں، جن دو کاموں کے کرنے کی وصیت کرتا ہوں وہ دونوں ایسے ہیں کہ اللہ جل جلالہٗ ان سے نہایت خوش ہوتے ہیں، اور اللہ کی نیک مخلوق ان سے خوش ہوتی ہے، ان دونوں کاموں کی اللہ کے یہاں رسائی (اور مقبولیت) بھی بہت زیادہ ہے، ان دو میں سے ایک لا الٰہ الا اللہ ہے کہ اگر تمام آسمان ایک حلقہ ہو جائیں تو بھی یہ پاک کلمہ ان کو توڑ کر آسمان پر جائے بغیر نہ رہے، اور اگر تمام آسمان زمین کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے میں یہ پاک کلمہ ہو تب بھی وہی پلڑا جھک جائے گا، اور دوسرا کام جو کرنا ہے وہ

وَاَیْکَبَرِ رواہ النسائی واللفظ لہ و البزار والحاکم من حدیث عبد اللہ بن عمرو وقال صحیح الاسناد کذا فی الترغیب قلت وقد تقدم فی بیان التھلیل حدیث عبد اللہ بن عمرؓ مرفوعا وتقدم فیہ ایضا مافی الباب وتقدم فی الاٰیات قولہ عزاسمہ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ الاٰیۃ واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم

سبحان اللہ وبحمدہ کا پڑھنا ہے کہ یہ کلمہ ساری مخلوق کی عبادت ہے، اور اسی کی برکت سے تمام مخلوق کو روزی دی جاتی ہے، کوئی بھی چیز مخلوق میں ایسی نہیں جو اللہ کی تسبیح نہ کرتی ہو، مگر تم لوگ ان کا کلام سمجھتے نہیں ہو، اور جن دو چیزوں سے منع کرتا ہوں وہ شرک اور تکبر ہے، کہ ان دونوں کی وجہ سے اللہ سے حجاب ہو جاتا ہے اور اللہ کی نیک مخلوق سے حجاب ہو جاتا ہے"

وابوالشیخ فی العظمۃ عن جابر مرفوعا الا اخبرکم بشیٔ امر بہ نوح ابنہ انّ نوحا قال لابنہ یٰبنیّ اٰمرک ان تقول سبحان اللہ فانہا صلوۃ الخلق وتسبیح الخلق وبہا یرزق الخلق واخرج احمد وابن مردویۃ عن ابن عمر مرفوعا انّ نوحا لما حضرتہ الوفاۃ قال لابنیہ اٰمرکما بسبحان اللہ وبحمدہ فانہا صلوۃ کل شیٔ وبہا یرزق کلّ شیٔ کذا فی الدر

فائدہ: لا الٰہ الا اللہ کے بیان میں بھی اس حدیث کا مضمون گذر چکا ہے، تسبیح کے متعلق جو ارشاد اس حدیث میں ہے، قرآن پاک کی آیات میں بھی گذر چکا ہے، وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ قرآن پاک کی آیت ہے،

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بہت سی احادیث میں وارد ہوا ہے کہ شب معراج میں آسمانوں کی تسبیح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سنی، ایک مرتبہ حضورؐ کا ایسی جماعت پر گذر ہوا جو اپنے گھوڑوں اور اونٹوں پر کھڑی ہوئی تھی، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جانوروں کو منبر اور کرسیاں نہ بناؤ، بہت سے جانور سواروں سے بہتر اور ان سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والے ہوتے ہیں، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کھیتی بھی تسبیح کرتی ہے اور کھیتی والے کو اس کا ثواب ملتا ہے،

ایک مرتبہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں ثرید تھا، آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے، کسی نے عرض کیا آپؐ اس کی تسبیح سمجھتے ہیں؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہاں سمجھتا ہوں، اس کے بعد آپؐ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اس کو فلاں شخص کے قریب کرو، وہ پیالہ ان کے قریب کیا گیا تو انھوں نے بھی تسبیح سنی، اس کے بعد پھر ایک تیسرے صاحب کے قریب اسی طرح کیا گیا، انھوں نے بھی سُنا، کسی نے درخواست کی کہ مجمع کے سب ہی لوگوں کو سنوایا جائے، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کو ان میں سے سُنائی نہ دے تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ گنہگار ہی، اس چیز کا تعلق کشف سے ہے، حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تو یہ چیز بدرجۂ اتم حاصل تھی، اور ہونا چاہیے تھی، حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی بسا اوقات حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت اور انوارِ قرب کی بدولت یہ چیز حاصل ہو جاتی تھی، سیکڑوں واقعات اس کے شاہد ہیں، صوفیہ کو بھی اکثر یہ چیز مجاہدوں کی کثرت سے حاصل ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ جمادات اور حیوانات کی تسبیح، اُن کا کلام، اُن کی گفتگو سمجھ لیتے ہیں، لیکن محققینِ مشائخ کے نزدیک چونکہ یہ چیز نہ دلیلِ کمال ہے، نہ موجبِ قرب کہ جو بھی اس قسم کے مجاہدے کرتا ہے وہ حاصل کر لیتا ہے، خواہ اس کو حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں قرب حاصل ہو یا نہ ہو، اس لئے محققین اس کو غیر اہم سمجھتے ہیں، بلکہ اس لحاظ سے مضر سمجھتے ہیں کہ جب مبتدی اس میں لگ جاتا ہے تو دنیا کی سیر کا ایک شوق پیدا ہو کر ترقی کے لئے مانع بن جاتا ہے، مجھے اپنے حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ کے بعض خدام کے متعلق معلوم ہے کہ جب ان کو یہ صورتِ کشف پیدا ہونے لگی تو حضرتؒ نے چند روز کے لئے اہتمام سے سب ذکر و شغل چھڑا دیا تھا کہ مبادا یہ حالت ترقی بگڑ جائے اس کے علاوہ یہ حضرات اس لئے بھی بچتے ہیں کہ اس صورت میں دوسروں کے گناہوں کا اظہار ہوتا ہے جو ان حضرات کے لئے تکدر کا سبب ہوتا ہے، علامہ شعرانیؒ نے "میزان الکبریٰ" میں لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جب کسی

شخص کو وضو کرتے ہوئے دیکھتے تو اس پانی میں جو گناہ دُھلتا ہوا نظر آتا اس کو معلوم کر لیتے یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ کبیرہ گناہ ہے یا صغیرہ، مکروہ فعل ہے یا خلافِ اَولیٰ، جیسا کہ حسّی چیزیں نظر آیا کرتی ہیں، اسی طرح یہ بھی معلوم ہو جاتا تھا، چنانچہ ایک مرتبہ کوفہ کی جامع مسجد کے وضو خانہ میں تشریف فرما تھے، ایک جوان وضو کر رہا تھا، اس کے وضو کا پانی گرتے ہوئے آپ نے دیکھا اس کو چپکے سے نصیحت فرمائی کہ بیٹا والدین کی نافرمانی سے توبہ کر لے اس نے توبہ کی، ایک دوسرے شخص کو دیکھا تو اس کو نصیحت فرمائی کہ بھائی زنا نہ کیا کرو بہت بڑا عیب ہے، اُسی وقت اس نے بھی زنا سے توبہ کی، ایک اور شخص کو دیکھا کہ شراب خوری اور لہو و لعب کا پانی گر رہا ہے، اس کو بھی نصیحت فرمائی، اس نے بھی توبہ کی، الغرض اس کے بعد امام صاحبؒ نے اللہ جلّ جلالہٗ سے دُعا کی کہ اے اللہ اس چیز کو مجھ سے دُور فرما دے کہ میں لوگوں کی برائیوں پر مطلع ہونا نہیں چاہتا، حق تعالیٰ شانہٗ نے دعاء قبول فرمالی اور یہ چیز زائل ہو گئی، کہتے ہیں کہ اسی زمانہ میں امام صاحبؒ نے مستعمل پانی کے ناپاک ہونے کا فتویٰ دیا تھا، کیونکہ جب وہ پانی گندہ اور متعفن نظر آتا تھا تو کیسے اُس کو پاک فرماتے، مگر جب یہ چیز زائل ہو گئی، تو اس کو ناپاک فرمانا بھی چھوڑ دیا، ہمارے حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ کے خدام میں ایک صاحب تھے جو کئی کئی روز اس وجہ سے استنجے نہیں جا سکتے تھے کہ ہر جگہ انوار نظر آتے تھے۔ اور بھی سینکڑوں ہزاروں واقعات اس قسم کے جن میں کسی قسم کے تردّد کی گنجائش نہیں کہ جن لوگوں کو کشف سے کوئی حصّہ ملتا ہے، وہ اس حصّہ کے بقدر احوال کو معلوم کر لیتے ہیں،

عَنْ اُمِّ هَانِیٍ رضقَالَتْ مَرَّبِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ كَبُرْتُ وَضَعُفْتُ اَوْ كَمَا قَالَتْ فَمُرْنِیْ بِعَمَلٍ اَعْمَلُهٗ وَاَنَا جَالِسَةٌ قَالَ سَبِّحِیْ اللّٰهَ مِائَةَ

(۱۳) حضرت اُمِّ ہانی رضؓ فرماتی ہیں، ایک مرتبہ حضورؐ تشریف لائے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں بوڑھی ہو گئی ہوں، اور ضعیف ہوں کوئی عمل ایسا بتا دیجیے کہ بیٹھے بیٹھے کرتی رہا کروں، حضورؐ نے فرمایا

تَسْبِيْحَةٍ فَاِنَّهٗ تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ
رَقَبَةٍ تُعْتِقُهَا مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ
وَاحْمَدِي اللّٰهَ مِائَةَ تَحْمِيْدَةٍ فَاِنَّهَا
تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ فَرَسٍ مُّسْرَجَةٍ
مُلْجَمَةٍ تَحْمِلِيْنَ عَلَيْهَا فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ وَكَبِّرِي اللّٰهَ مِائَةَ تَكْبِيْرَةٍ
فَاِنَّهَا تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ بَدَنَةٍ مُّقَلَّدَةٍ
مُّتَقَبَّلَةٍ وَّهَلِّلِي اللّٰهَ مِائَةَ تَهْلِيْلَةٍ
قَالَ اَبُوْ خَلَفٍ اَحْسِبُهٗ قَالَ تَمْلَاُ مَا
بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلَا يُرْفَعُ
لِاَحَدٍ عَمَلٌ اَفْضَلُ مِمَّا يُرْفَعُ لَكِ
اِلَّا اَنْ يَّاْتِيَ بِمِثْلِ مَا اَتَيْتِ، رواه
احمد باسناد حسن واللفظ له و
النسائی ولم یقل ولا یرفع الی اخره
والبیهقی بتمامه وابن ابی الدنیا
فجعل ثواب الرقاب فی التحمید
والفرس فی التسبیح وابن ماجة
بمعناه کذا فی الترغیب باختصار
والطبرانی فی الکبیر بنحو احمد
ولم یقل احسبه وفی الاوسط باسناد
حسن بمعناه کذا فی الترغیب باختصار
قلت رواه الحاکم بمعناه وصححه
وعزاه فی الجامع الصغیر الی احمد

سبحان اللہ سَو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب
ایسا ہے گویا تم نے سَو غلام عرب آزاد کئے
اور الحمد للہ سَو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب
ایسا ہے گویا تم نے سَو گھوڑے مع سامان
لگام وغیرہ جہاد میں سواری کے لئے دیدیئے
اور اللہ اکبر سَو مرتبہ پڑھا کرو، یہ ایسا ہے گویا
تم نے سَو اونٹ قربانی میں ذبح کئے، اور
وہ قبول ہو گئے، اور لا الہ الا اللہ سَو مرتبہ
پڑھا کرو اس کا ثواب تو تمام آسمان و زمین
کے درمیان کو بھر دیتا ہے، اس سے بڑھکر
کسی کا کوئی عمل نہیں جو مقبول ہو،
حضرت ابو رافع رضؓ کی بیوی حضرت سلمیٰ رضؓ
نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض
کیا کہ مجھے کوئی وظیفہ مختصر سا بتا دیجئے،
زیادہ لمبا نہ ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اکبر دَس مرتبہ پڑھا
کرو اللہ جل شانہٗ اس کے جواب میں فرماتے
ہیں کہ یہ میرے لئے ہے، پھر سبحان اللہ دَس
مرتبہ کہا کرو اللہ تعالیٰ پھر یہی فرماتے ہیں
کہ یہ میرے لئے ہے، پھر اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ
دَس مرتبہ پڑھا کرو حق تعالیٰ شانہٗ
فرماتے ہیں کہ ہاں میں نے مغفرت کر دی
دَس مرتبہ تم اللّٰھم اغفرلی کہو دَس مرتبہ

والطبرانی والحاکم ورقم له بالصحۃ وذکرہ فی مجمع الزوائد بطرق وقال اسانید ھم حسنۃ وفی الترغیب ایضا عن ابی امامۃ مرفوعا بنحو حدیث الباب مختصرا وقال رواہ الطبرانی ورواتہ رواۃ الصحیح خلا سلیم بن عثمان الفوزی یکشف حالہ فانہ لا یحضر فی الآن فیہ جرح ولا عدالۃ اھ وفی الباب عن سلمی ام بنی ابی رافع قالت یارسول اللہ اخبرنی بکلمات ولا تکثر علی الحدیث مختصرا وفیہ التکبیر والتسبیح عشرا عشرا واللّٰھم اغفر لی عشرا قال المنذری رواہ الطبرانی ورواتہ محتج بھم فی الصحیح اھ قلت وبمعناہ عن عمرو ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ مرفوعا بلفظ مَنْ سَبَّحَ اللّٰہَ مِائَۃً بِالْغَدَاۃِ وَمِائَۃً بِالْعَشِیِّ کَانَ کَمَنْ حَجَّ مِائَۃَ حَجَّۃٍ الحدیث وجعل فِیْہِ التَّحْمِیْدَ کَمَنْ حمل عَلٰی مِائَۃِ فَرَسٍ وَالتَّھْلِیْلَ کَمَنْ اَعْتَقَ مِائَۃَ رَقَبَۃٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ ذکرہ فی المشکوٰۃ بروایۃ الترمذی وقال حسن غریب،

اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے مغفرت کردی"

فائدہ: ضعفاء اور بوڑھوں کے لئے بالخصوص عورتوں کے لئے کس قدر سہل اور مختصر چیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمادی ہے، دیکھئے ایسی مختصر چیزوں پر جن میں نہ زیادہ مشقت ہی، نہ چلنا پھرنا ہے، کتنے بڑے بڑے ثوابوں کا وعدہ ہے، کتنی کم نصیبی ہوگی اگر ان کو وصول نہ کیا جائے،

حضرت اُمّ سلیمؓ کہتی ہیں میں نے حضورؐ سے عرض کیا کوئی چیز مجھے تعلیم فرمادیجئے جس کے ذریعہ سے نماز میں دُعا کیا کروں، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر۔ ۱۰، ۱۰ مرتبہ پڑھ لیا کرو، اور جو چاہے اس کے بعد دعاء کیا کرو، دوسری حدیث میں اس کے بعد یہ ارشاد ہے کہ جو چاہے دعاء کیا کرو، حق تعالیٰ شانہٗ اس دعاء پر فرماتے ہیں ہاں ہاں (میں نے قبول کی)۔ کتنے سہل اور معمولی الفاظ ہیں جن کو نہ یاد کرنا پڑتا ہے نہ اُن میں کوئی محنت اٹھانی پڑتی ہے، دن بھر ہم لوگ بکواس میں گذار دیتے ہیں

تجارت کے ساتھ دُکان پر بیٹھے بیٹھے یا کھیتی کے ساتھ زمین کے انتظامات میں مشغول رہتے ہوئے اگر زبان سے ان تسبیحوں کو پڑھتے رہیں تو دنیا کی کمائی کے ساتھ ہی آخرت کی کتنی بڑی دولت ہاتھ آجائے،

(۱۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِکَةً یَّطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّکْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَّذْکُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِکُمْ فَیَحُفُّوْنَهَا بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَی السَّمَآءِ فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَ صَعِدُوْا اِلَی السَّمَآءِ فَیَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ یَعْلَمُ مِنْ اَیْنَ جِئْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِبَادٍ لَّکَ یُسَبِّحُوْنَکَ وَ یُکَبِّرُوْنَکَ وَیَحْمَدُوْنَکَ فَیَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِیْ فَیَقُوْلُوْنَ لَا فَیَقُوْلُ کَیْفَ لَوْ رَاَوْنِیْ فَیَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْکَ کَانُوْا اَشَدَّ لَکَ عِبَادَةً وَّاَشَدَّ لَکَ تَمْجِیْدًا وَّاَکْثَرَ لَکَ تَسْبِیْحًا فَیَقُوْلُوْنَ فَمَا یَسْاَلُوْنَ فَیَقُوْلُوْنَ یَسْاَلُوْنَکَ الْجَنَّةَ فَیَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا فَیَقُوْلُوْنَ لَا فَیَقُوْلُ فَکَیْفَ لَوْ رَاَوْهَا فَیَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا کَانُوْا اَشَدَّ عَلَیْهَا حِرْصًا وَّاَشَدَّ لَهَا

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں وغیرہ میں گشت کرتی رہتی ہے، اور جہاں کہیں ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے ملتے ہیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو بلا کر سب جمع ہو جاتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کے گرد آسمان تک جمع ہوتے رہتے ہیں جب وہ مجلس ختم ہو جاتی ہے تو وہ آسمان پر جاتے ہیں، اللہ جلّ جلالہٗ باوجودیکہ ہر چیز کو جانتے ہیں، پھر بھی دریافت فرماتے ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو، وہ عرض کرتے ہیں کہ تیرے بندوں کی فلاں جماعت کے پاس سے آئے ہیں، جو تیری تسبیح اور تکبیر اور تحمید (بڑائی بیان کرنے اور تعریف کرنے) میں مشغول تھے، ارشاد ہوتا ہے کیا ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہے، عرض کرتے ہیں یا اللہ دیکھا نہیں، ارشاد ہوتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا، عرض کرتے ہیں کہ اور بھی زیادہ عبادت میں مشغول ہوتے اور اس سے

طَلَبًا وَّاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ يَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّارِ فَيَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً فَيَقُوْلُ اُشْهِدُكُمْ اِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَيَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلٰۗئِكَةِ فُلَانٌ لَّيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ رواه البخاری ومسلم والبیهقی فی الاسماء والصفات کذا فی الدر والمشکوٰۃ،

بھی زیادہ تیری تعریف اور تسبیح میں منہمک ہوتے، ارشاد ہوتا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں عرض کرتے ہیں کہ وہ جنّت چاہتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے کیا انھوں نے جنّت کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں کہ دیکھا تو نہیں، ارشاد ہوتا ہے اگر دیکھ لیتے تو کیا ہوتا، عرض کرتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ شوق اور تمنا اور اس کی طلب میں لگ جاتے، پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ عرض کرتے ہیں کہ جہنّم سے پناہ مانگ رہے تھے، ارشاد ہوتا ہے کیا انھوں نے جہنّم کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں کہ دیکھا تو نہیں ہے، ارشاد ہوتا ہے اگر دیکھتے تو کیا ہوتا؟ عرض کرتے ہیں اور بھی زیادہ اس سے بھاگتے، اور بچنے کی کوشش کرتے، ارشاد ہوتا ہے اچھا تم گواہ رہو کہ میں نے اس مجلس والوں کو سب کو بخش دیا، ایک فرشتہ عرض کرتا ہے یا اللہ فلاں شخص اس مجلس میں اتفاقاً اپنی کسی ضرورت سے آیا تھا وہ اس مجلس کا شریک نہیں تھا، ارشاد ہوتا ہے کہ یہ جماعت ایسی مبارک ہے کہ ان کا پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا لہٰذا اس کو بھی بخش دیا)۔

فائدہ: اس قسم کا مضمون متعدّد احادیث میں وارد ہوا ہے، کہ فرشتوں کی ایک جماعت ذکر کی مجالس اور ذکر کرنے والی جماعتوں اور افراد کی تلاش میں رہتی ہے اور جہاں مل جاتی ہے اُن کے پاس یہ جماعت بیٹھتی ہے، اُن کا ذکر سنتی ہے، چنانچہ پہلے باب کی حدیث نمبر ۸ میں یہ مضمون گذر چکا ہے، اور اس میں یہ بھی گذر چکا ہے کہ فرشتوں سے تفاخر کے طور پر اللہ جلّ جلالہٗ اس کا ذکر کیوں فرماتے ہیں، فرشتہ کا

یہ عرض کرنا کہ ایک شخص مجلس میں ایسا بھی تھا کہ جو اپنی ضرورت سے آیا تھا واقعہ کا اظہار ہے کہ اس وقت یہ حضرات بمنزلہ گواہوں کے ہیں اور ان لوگوں کی عبادت اور ذکر اللہ میں مشغولی کی گواہی دے رہے ہیں اس کے اظہار کی ضرورت پیش آئی، کہ مبادا اعتراض ہو جائے، لیکن یہ اللہ کا لطف ہے کہ ذاکرین کی برکت سے ان کے پاس اپنی ضرورت سے بیٹھنے والے کو بھی محروم نہ فرمایا، اللہ جل شانہٗ کا پاک ارشاد ہے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (س توبہ ع ۱۵) "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو"۔

صوفیہ کا ارشاد ہے کہ اللہ جل جلالہٗ کے ساتھ رہو، اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو پھر ان لوگوں کے ساتھ رہو جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہنے کا مطلب یہ ہی جیساکہ صحیح بخاری میں ارشاد ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بندہ نوافل کے ذریعہ میرے قرب میں ترقی کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں اور جب میں محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سُنے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے پکڑے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلے، جب وہ مجھ سے مانگتا ہی میں اس کو دیتا ہوں،، ہاتھ پاؤں بن جانے کا مطلب یہ ہی کہ اس کا ہر کام اللہ کی رضا اور محبت کے ذیل میں ہوتا ہے، اس کا کوئی عمل بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہیں ہوتا، صوفیہ کے احوال اور ان کے واقعات جو کثرت سے تواریخ میں موجود ہیں وہ شاہدِ عدل ہیں، اور وہ اتنی کثرت سے ہیں کہ ان کے انکار کی بھی گنجائش نہیں، ایک رسالہ اس باب میں "نزھۃ البساتین" کے نام سے مشہور ہے جس سے اس قسم کے حالات کا پتہ چلتا ہے،

شیخ ابوبکر کتانی رح کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں چند صوفیہ کا اجتماع تھا جن میں سب سے کم عمر حضرت جنید بغدادی رح تھے، اس مجمع میں محبتِ الٰہی پر بحث شروع ہوئی کہ محب کون ہی، مختلف حضرات مختلف ارشادات فرماتے رہے، حضرت جنید رح چُپ رہے، ان حضرات نے ان سے فرمایا کہ تم بھی کچھ کہو، اس پر انھوں نے سر جُھکا کر روتے ہوئے فرمایا کہ عاشق وہ ہے جو اپنی خودی سے جاتا رہے، خدا کے

ساتھ وابستہ ہوگیا ہو اور اس کا حق ادا کرتا ہو دل سے اللہ کی طرف دیکھتا ہو اس کے دل کو انوارِ ہیبت نے جلا دیا ہو اس کے لئے خدا کا ذکر شراب کا پیالہ ہو اگر کلام کرتا ہو تو اللہ ہی کا کلام ہو، گویا حق تعالیٰ شانہٗ ہی اس کی زبان سے کلام فرماتا ہے، اگر حرکت کرتا ہو تو اللہ ہی کے حکم سے اگر تسکین پاتا ہو تو اللہ ہی کے ساتھ، اور جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو پھر کھانا، پینا، سونا، جاگنا سب کاروبار اللہ ہی کی رضا کے واسطے ہو جاتے ہیں، نہ دنیا کا رسم و رواج قابلِ التفات رہتا ہے، نہ لوگوں کی طعن و تشنیع قابلِ وقعت،

حضرت سعید بن المسیبؒ مشہور تابعی ہیں، بڑے محدثین میں شمار ہیں، اُن کی خدمت میں ایک شخص عبد اللہ بن ابی وداعہؒ کثرت سے حاضر ہوا کرتے تھے، ایک مرتبہ چند روز حاضر نہ ہو سکے، کئی روز کے بعد حاضر ہوئے تو حضرت سعیدؓ نے دریافت فرمایا کہاں تھے؟ عرض کیا کہ میری بیوی کا انتقال ہو گیا ہے، اس کی وجہ سے مشاغل میں پھنسا رہا فرمایا ہم کو خبر نہ کی، ہم بھی جنازہ میں شریک ہوتے، تھوڑی دیر کے بعد میں اٹھ کر آنے لگا، فرمایا دوسرا نکاح کر لیا، میں نے عرض کیا حضرت مجھ سے نکاح کون کرے گا، دو تین آنے کی میری حیثیت ہے، آپ نے فرمایا ہم کر دیں گے، اور یہ کہہ کر خطبہ پڑھا، اور اپنی بیٹی کا نکاح نہایت معمولی مہر آٹھ دس آنہ پر مجھ سے کر دیا، (اتنی مقدار مہر کی ان کے نزدیک جائز ہو گی، جیسا کہ بعض اماموں کا مذہب ہے، حنفیہ کے نزدیک ڈھائی روپے سے کم جائز نہیں) نکاح کے بعد میں اٹھا، اور اللہ ہی کو معلوم ہے کہ مجھے کس قدر مسرت تھی، خوشی میں سوچ رہا تھا کہ رخصتی کے انتظام کے لئے کس سے قرض مانگوں، کیا کروں، اسی فکر میں شام ہو گئی، میرا روزہ تھا، مغرب کے وقت روزہ افطار کیا، نماز کے بعد گھر آیا، چراغ جلایا، روٹی اور زیتون کا تیل موجود تھا، اس کو کھانے لگا، کہ کسی شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے پوچھا کون ہے؟ کہا سعید ہے، میں سوچنے لگا کون سعید ہے؟ حضرت کی طرف میرا خیال بھی نہ گیا، کہ چالیس برس سے اپنے گھر یا مسجد کے سوا کہیں آنا جانا تھا ہی نہیں، باہر آ کر دیکھا کہ سعید بن المسیبؓ ہیں، میں نے عرض کیا آپ نے مجھے نہ بلا لیا، فرمایا میرا ہی آنا مناسب

تھا، میں نے عرض کیا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا مجھے یہ خیال آیا کہ اب تمھارا نکاح ہو چکا ہے تنہا رات کو سونا مناسب نہیں، اس لئے تمھاری بیوی کو لایا ہوں، یہ فرما کر اپنی لڑکی کو دروازہ کے اندر کر دیا، اور دروازہ بند کر کے چلے گئے، وہ لڑکی شرم کی وجہ سے گر گئی، میں نے اندر سے کواڑ بند کئے، اور وہ روٹی اور تیل جو چراغ کے سامنے رکھا تھا وہاں سے ہٹا دیا، کہ اس کی نظر نہ پڑے، اور مکان کی چھت پر چڑھ کر پڑوسیوں کو آواز دی، لوگ جمع ہو گئے تو میں نے کہا کہ حضرت سعید نے اپنی لڑکی سے میرا نکاح کر دیا ہے، اور اس وقت وہ اس کو خود ہی پہنچا گئے ہیں، سب کو بڑا تعجب ہوا کہنے لگے واقعی وہ تمھارے گھر میں ہے؟ میں نے کہا ہاں، اس کا چرچا ہوا، میری والدہ کو خبر ہوئی، وہ بھی اسی وقت آ گئیں اور کہنے لگیں کہ اگر تین دن تک اس کو چھیڑا تو تیرا مُنہ نہ دیکھوں گی، ہم تین دن میں اس کی تیاری کر لیں، تین دن کے بعد جب میں اس لڑکی سے ملا تو دیکھا نہایت خوب صورت، قرآن شریف کی بھی حافظ اور سنّتِ رسول ؐ سے بھی بہت زیادہ واقف، شوہر کے حقوق سے بھی بہت زیادہ باخبر، ایک مہینہ تک نہ تو حضرت سعید میرے پاس آئے نہ میں اُن کی خدمت میں گیا، ایک ماہ کے بعد میں حاضر ہوا تو وہاں مجمع تھا، میں سلام کر کے بیٹھ گیا، جب سب چلے گئے تو فرمایا اُس آدمی کو کیسا پایا؟ میں نے عرض کیا نہایت بہتر ہے، کہ دوست دیکھ کر خوش ہوں دشمن جلیں، فرمایا اگر کوئی بات ناگوار ہو تو لکڑی سے خبر لینا، میں واپس آ گیا تو ایک آدمی کو بھیجا جو بیس ہزار درم (تقریبًا پانچ ہزار روپے) مجھے دے گیا، اس لڑکی کو عبد الملک بن مروان بادشاہ نے اپنے بیٹے ولید کے لئے جو ولیعہد بھی تھا مانگا تھا مگر حضرت سعید رضؓ نے عذر کر دیا تھا، جس کی وجہ سے عبد الملک ناراض بھی ہوا اور ایک حیلہ سے حضرت سعید رضؓ کے سَو کوڑے سخت سردی میں لگوائے، اور پانی کا گھڑا اُن پر گروایا،

(۱۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ

"حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص سبحان اللہ الحمد للہ لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر پڑھے ہر حرف

قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ كُتِبَتْ لَهُ بِكُلِّ حَرْفٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَمَنْ اَعَانَ عَلٰى خُصُوْمَةٍ بَاطِلٍ لَمْ يَزَلْ فِیْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْزِعَ وَمَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهٗ دُوْنَ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ فَقَدْ ضَادَّ اللّٰهَ فِیْ اَمْرِهٖ وَمَنْ بَهَتَ مُؤْمِنًا اَوْ مُؤْمِنَةً حَبَسَهُ اللّٰهُ فِیْ رَدْغَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ وَلَيْسَ بِخَارِجٍ رواه الطبرانی فی الاوسط

کے بدلے میں دس نیکیاں ملیں گی اور جو شخص کسی جھگڑے میں ناحق حمایت کرتا ہے وہ اللہ کے غصہ میں رہتا ہے جب تک کہ اس سے توبہ نہ کرے اور جو اللہ کی کسی سزا میں سفارش کرے (اور شرعی سزا کے ملنے میں حارج ہو) وہ اللہ کا مقابلہ کرتا ہے اور جو شخص کسی مومن مرد یا عورت پر بہتان باندھے وہ قیامت کے دن ردغۃ الخبال میں قید کیا جائے گا، یہاں تک کہ اس بہتان سے نکلے، اور کس طرح اس سے نکل سکتا ہے۔

ورجالهما رجال الصحيح كذا فی مجمع الزوائد قلت اخرجه ابوداؤد بدون ذكر التسبيح فيه،

فائدہ: ناحق کی حمایت آجکل ہماری طبیعت بن گئی ہے، ایک چیز کو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم غلطی پر ہیں، مگر رشتہ داروں کی طرفداری ہی، پارٹی کا سوال ہے، لاکھ اللہ کے غصہ میں داخل ہوں، اللہ کی ناراضگی ہو، اس کا عتاب ہو، مگر کنبہ برادری کی بات کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ ہم اس ناحق کرنے والے کو ٹوک نہ سکیں اور سکوت کریں یہ بھی نہیں بلکہ ہر طرح سے اس کی حمایت کریں گے، اگر اس پر کوئی دوسرا مطالبہ کرنے والا کھڑا ہو تو اس کا مقابلہ کریں گے، کسی دوست نے چوری کی، ظلم کیا، عیاشی کی اس کے حوصلے بلند کریں گے، اس کی ہر طرح مدد کریں گے، کیا یہی ہی ہمارے ایمان کا مقتضیٰ ہے؟ یہی ہے دینداری؟ اسی پر اسلام کے ساتھ ہم فخر کرتے ہیں؟ یا اپنے اسلام کو دوسروں کی نگاہ میں بھی بدنام کرتے ہیں؟ اور اللہ کے یہاں خود بھی ذلیل ہوتے ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص عصبیت پر کسی کو بلائے یا عصبیت پر لڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے، دوسری حدیث میں ہے کہ عصبیت سے یہ مراد ہے کہ ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرے،

ردغۃ الخبال وہ کیچڑ ہے جو جہنمی لوگوں کے لہو پیپ وغیرہ سے جمع ہو جائے کس قدر گندی اور اذیت دینے والی جگہ ہے جس میں ایسے لوگوں کو قید کر دیا جائے گا جو مسلمانوں پر بہتان باندھتے ہوں، آج دنیا میں بہت سرسری معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے متعلق جو چاہا منہ بھر کر کہہ دیا، کل جب زبان سے کہی ہوئی ہر بات کو ثابت کرنا پڑے گا اور ثبوت بھی وہی جو شرعاً معتبر ہو دنیا کی طرح نہیں کہ چرب لسانی اور جھوٹی باتیں ملا کر دوسرے کو چپ کر دیا جائے اُس وقت آنکھیں کھلیں گی ہم نے کیا کہا تھا اور کیا نکلا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی بعض کلام زبان سے ایسا نکالتا ہے جس کی پروا بھی نہیں کرتا لیکن اس کی وجہ سے جہنم میں پھینک دیا جاتا ہے، ایک حدیث میں ہے کہ آدمی بعضی بات صرف اس وجہ سے کہتا ہے کہ لوگ ذرا ہنس پڑیں گے، لیکن اس کی وجہ سے اتنی دور (جہنم میں) پھینک دیا جاتا ہے جتنی دور آسمان سے زمین ہے، پھر ارشاد فرمایا کہ زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے زیادہ سخت ہے، ایک حدیث میں ہے جو شخص کسی کو کسی گناہ سے عار دلاوے وہ خود مرنے سے پہلے اس گناہ میں مبتلا ہوتا ہے،

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ وہ گناہ مراد ہے جس سے گنہگار توبہ کر چکا ہو، حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنی زبانِ مبارک کو پکڑ کر کھینچتے تھے کہ تیری بدولت ہم ہلاکتوں میں پڑتے ہیں، ابن المنکدرؒ مشہور محدثین میں ہیں، اور تابعی ہیں، انتقال کے وقت رونے لگے، کسی نے پوچھا کیا بات ہے؟ فرمانے لگے مجھے کوئی گناہ تو ایسا معلوم نہیں جو میں نے کیا ہو اس پر روتا ہوں، کوئی بات ایسی ہو گئی ہو جس کو میں نے سرسری سمجھا ہو اور وہ اللہ کے نزدیک سخت ہو،

(۱۶) عَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بِاٰخِرِہٖ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّقُوْمَ مِنَ الْمَجْلِسِ سُبْحَانَکَ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اخیر زمانہ عمر شریف میں یہ تھا کہ جب مجلس سے اُٹھتے تو سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ

اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تَقُوْلُ قَوْلًا مَاكُنْتَ تَقُوْلُهٗ فِيْ مَامَضٰى قَالَ كَفَّارَةٌ لِمَا يَكُوْنُ فِي الْمَجْلِسِ رواه ابن ابی شیبه وابوداؤد والنسائی والحاکم وابن مردویه کذا فی الدر وفیه ایضًا بروایة ابن ابی شیبة عن ابی العالیة بزیادة علمنیهن جبرئیل،

وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ پڑھا کرتے، کسی نے عرض کیا کہ آجکل ایک دعاء کا معمول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے پہلے تو یہ معمول نہیں تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ مجلس کا کفارہ ہے، دوسری روایت میں بھی یہ قصہ مذکور ہے اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ یہ کلمات مجلس کا کفارہ ہیں حضرت جبرئیلؑ نے مجھے بتائے ہیں"

فائدہ: حضرت عائشہؓ سے بھی نقل کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مجلس سے اٹھتے تو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبِّيْ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ، پڑھتے، میں نے عرض کیا کہ آپؐ اس دعاء کو بڑی کثرت سے پڑھتے ہیں، ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجلس کے ختم پر اس کو پڑھ لیا کرے تو اس مجلس میں جو لغزشیں اس سے ہوئی ہوں وہ سب معاف ہو جائیں گی، مجالس میں عموماً فضول باتیں بیکار تذکرے ہو ہی جاتے ہیں، کتنی مختصر دعاء ہے، اگر کوئی شخص ان دعاؤں میں سے کوئی سی ایک دعاء پڑھ لے تو مجلس کے وبال سے خلاصی پا سکتا ہے، حق تعالیٰ شانہٗ نے کیسی کیسی سہولتیں مرحمت فرمائی ہیں،

(۱۷) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ مِنْ جَلَالِ اللّٰهِ مِنْ تَسْبِيْحِهٖ وَتَحْمِيْدِهٖ وَتَكْبِيْرِهٖ وَتَهْلِيْلِهٖ يَتَعَاطَفْنَ حَوْلَ الْعَرْشِ لَهُنَّ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ يَذْكُرُوْنَ

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں یعنی سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں تو یہ کلمات عرش کے چاروں طرف گشت لگاتے ہیں کہ اُن کے لئے ہلکی سی آواز (بھنبھناہٹ) ہوتی ہے، اور اپنے

بِصَاحِبِهِنَّ أَلَا يُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ لَا يَزَالَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ شَيْءٌ يُذَكِّرُ بِهِ رواه احمد والحاکم وقال صحیح

پڑھنے والے کا تذکرہ کرتے ہیں، کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ تمھارا تذکرہ کرنے والا اللہ کے پاس موجود ہو جو تمھارا ذکر خیر کرتا رہے "

الاسناد قال الذهبی موسیٰ بن سالم قال ابو حاتم منکر الحدیث ولفظ الحاکم کدوی النحل یقلن لصاحبهن واخرجه بسند اٰخر وصححه علی شرط مسلم واقره علیه الذهبی وفیه کدوی النحل یذکرن بصاحبهن۔

فائدہ: جو لوگ حکام رس ہیں کرسی نشین کہلاتے ہیں کوئی ان سے پوچھے کہ بادشاہ نہیں وزیر نہیں، وائسرائے کو بھی چھوڑ دیجئے، کسی گورنر کے یہاں ان کی تعریف ہو جائے اُن کا ذکر خیر آجائے پھولے نہیں سماتے، دماغ آسمان پر پہنچ جاتا ہے، حالانکہ اس تذکرہ سے نہ تو دین کا نفع نہ دنیا کا، دین کا نفع نہ ہونا تو ظاہر اور کھلا ہوا ہے، اور دنیا کا نفع نہ ہونا اس وجہ سے کہ شاید جتنا نفع اس قسم کے تذکروں سے ہوتا ہو اس سے زیادہ نقصان اس نوع کے مرتبے اور تذکرے حاصل کرنے میں پہنچ جاتا ہے، جائدادیں فروخت کر کے سودی قرض لے کر ایسے مرتبے حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، مفت کی عداوتیں مول لی جاتی ہیں، اور ہر قسم کی ذلتیں برداشت کی جاتی ہیں، الیکشنوں کے منظر سب کے سامنے ہیں کہ کیا کیا کرنا پڑتا ہے، اس کے بالمقابل اللہ جل جلالہ کے عرش پر تذکرہ مالک الملک کے حضور میں تذکرہ، اُس پاک ذات کے یہاں تذکرہ جس کے قبضہ میں دین و دنیا اور سارے جہانوں کی ہر چیز ہے، اس قدرت والے کے یہاں تذکرہ جس کے قبضہ میں بادشاہوں کے دل ہیں، حاکموں کے اختیارات اس کے اختیار میں ہیں، نفع اور نقصان کا واحد مالک وہی ہے، سارے جہان کے تمام آدمی حاکم و محکوم، بادشاہ و رعایا کسی کو نقصان پہنچانا چاہیں اور وہ مالک الملک نہ چاہے تو کوئی بال بھی بینکا نہیں کر سکتا، ساری مخلوق کسی کو نفع پہنچانا چاہے اور اس کی رضا نہ ہو تو ایک قطرہ پانی کا نہیں پلا سکتی، ایسی پاک ذات کے یہاں اپنا ذکر خیر ہو کوئی دولت دنیا کی اس کا مقابلہ کر سکتی ہے، کوئی عزت دنیا کی خواہ کتنی ہی بڑی

ہو جائے اس کی برابری کر سکتی ہے ؟ نہیں ہر گز نہیں ، اور اس کے مقابلہ میں دنیا کی کسی عزت کو اگر رفیع سمجھا جائے تو کیا اپنے اوپر ظلم نہیں ؟

(۱۸) عَنْ يُسَيْرَةَ رضؓ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ وَ التَّهْلِيْلِ وَالتَّقْدِيْسِ وَاعْقِدْنَ بِالْاَنَامِلِ فَاِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُسْتَنْطِقَاتٌ وَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ ، رواہ الترمذی وابوداؤد کذا فی المشکوٰۃ وفی المنہل اخرجہ ایضا احمد والحاکم اھ وقال الذہبی فی تلخیصہ صحیح وکذا رقم لہ بالصحۃ فی الجامع الصغیر وبسط صاحب الاتحاف فی تخریجہ وقال عبد اللہ بن عمرو رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعقد التسبیح رواہ ابوداؤد والنسائی والترمذی وحسنہ والحاکم کذا فی الترغیب وبسط فی تخریجہ ثم قال الحافظ معنی العقد المذکور فی الحدیث احصاء العدد وھو فی اصطلاح العرب بوضع بعض الانامل علی بعض عقد انملۃ اخری فالاحاد والعشرات بالیمین والمئون والالاف بالیسار اھ

”حضرت یسیرہ جو ہجرت کرنیوالی صحابیات میں سے ہیں فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے اوپر تسبیح (سبحان اللہ کہنا) اور تہلیل (لا الٰہ الا اللہ پڑھنا) اور تقدیس (اللہ کی پاکی بیان کرنا، مثلاً سبحان الملک القدوس پڑھنا یا سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح کہنا) لازم کر لو، اور انگلیوں پر گِنا کرو اس لئے کہ انگلیوں سے قیامت میں سوال کیا جائے گا (کہ کیا عمل کئے، اور جواب میں) گویائی دی جائے گی، اور اللہ کے ذکر سے غفلت نہ کرنا (اگر ایسا کرو گی تو اللہ کی) رحمت سے محروم کر دی جاؤ گی ۔“

فائدہ ، قیامت میں آدمی کے بدن سے ، اس کے ہاتھ پاؤں سے بھی سوال ہو گا کہ ہر ہر حصہ بدن نے کیا کیا نیک کام کئے اور کیا کیا ناجائز اور برے کام کئے ، قرآن پاک میں متعدد جگہ اس کا ذکر ہے ، ایک جگہ ارشاد ہے يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ

اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ الآية (س نور ع ۳) "جس روز اُن کے خلاف گواہی دیں گی اُن کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور پاؤں اُن کاموں کی (یعنی گناہوں کی) جن کو یہ کرتے تھے"
دوسری جگہ ارشاد ہے وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَاءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ الآية (س حم سجدہ ع ۳)
اس جگہ کئی آیتوں میں اس کا ذکر ہے جن کا ترجمہ یہ ہے:

"کہ جس دن (حشر میں) اللہ کے دشمن جہنم کی طرف جمع کئے جائیں گے تو ان کو ایک جگہ روک دیا جائے گا، پھر سب کے سب اس جہنم کے قریب آجائیں گے، تو ان کے کان اُن کی آنکھیں اُن کی کھالیں اُن پر گواہیاں دیں گی (اور بتائیں گی کہ ہمارے ذریعہ سے اس شخص نے کیا کیا گناہ کئے) اُس وقت وہ لوگ (تعجب سے) اُن سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی (ہم تو دنیا میں تمھاری ہی لذت اور راحت کے واسطے گناہ کرتے تھے) وہ جواب دیں گے کہ ہم کو اس پاک اللہ نے گویائی عطا کی جس نے سب چیزوں کو گویائی عطا فرمائی اسی نے تم کو بھی اول پیدا کیا تھا، اور اسی کے پاس اب تم لوٹائے گئے ہو"
احادیث میں اس گواہی کے متعدد واقعات ذکر کئے گئے ہیں، ایک حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کے دن کافر باوجود دیکھ اپنی بداعمالیوں کو جانتا ہوگا پھر بھی انکار کرے گا کہ میں نے گناہ نہیں کئے اس سے کہا جائے گا کہ یہ تیرے پڑوسی تجھ پر گواہی دیں گے، وہ کہے گا کہ یہ لوگ دشمنی سے جھوٹ بولتے ہیں، پھر کہا جائے گا کہ تیرے عزیز واقارب گواہی دیتے ہیں وہ اُن کو بھی جھٹلائے گا تو اس کے اعضاء کو گواہ بنایا جائیگا۔
ایک حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے ران گواہی دے گی کہ کیا کیا بداعمالیاں اس سے کرائی گئی تھیں، ایک حدیث میں ہے کہ پل صراط سے آخری گذرنے والا اس طرح گرتا پڑتا گذرے گا، جیسے کہ بچہ جب اس کو باپ مار رہا ہو کہ وہ کبھی ادھر گرتا ہے، کبھی اُدھر، فرشتے اس سے کہیں گے کہ اچھا اگر تو سیدھا چل کر پل صراط سے گذر جائے تو اپنے سب اعمال بتادے گا وہ اس کا وعدہ کرے گا کہ میں سچ سچ سب بتادوں گا اور اللہ کی عزت کی قسم کھا کر کہے گا کہ کچھ نہیں چھپاؤں گا وہ کہیں گے کہ اچھا سیدھا کھڑا

ہو جا اور چل، وہ سہولت سے پل صراط پر گذر جائے گا، اور پار ہو جانے کے بعد اس سے پوچھا جائے گا کہ اچھا اب بتا، وہ سوچے گا کہ اگر میں نے اقرار کر لیا تو ایسا نہ ہو کہ مجھ کو واپس کر دیا جائے، اس لئے صاف انکار کر دے گا کہ میں نے کوئی بُرا عمل نہیں کیا، فرشتے کہیں گے کہ اچھا اگر ہم نے گواہ پیش کر دیئے تو وہ اِدھر اُدھر دیکھے گا کہ کوئی آدمی آس پاس نہیں اس کو خیال ہوگا کہ اب گواہ کہاں سے آئیں گے، سب اپنے اپنے ٹھکانے پہنچ گئے ہیں، اس لئے کہے گا کہ اچھا لاؤ گواہ، تو اس کے اعضاء کو حکم کیا جائے گا اور وہ کہنا شروع کریں گے تو مجبوراً اس کو اقرار کرنا پڑے گا اور کہے گا کہ بے شک ابھی اور بھی بہت سے مہلک گناہ بیان کرنا باقی ہیں، تو ارشاد ہوگا کہ اچھا ہم نے مغفرت کر دی،

غرض ان وجوہ سے ضرورت ہے کہ آدمی کے اعضاء سے نیک کام بھی بکثرت ہوں تاکہ گواہ دونوں قسم کے مل سکیں، اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث بالا میں انگلیوں پر شمار کرنے کا حکم فرمایا ہے، اسی وجہ سے دوسری احادیث میں مسجد میں کثرت سے آنے جانے کا حکم ہے، کہ نشاناتِ قدم بھی گواہی دیں گے اور ان کا ثواب بھی لکھا جاتا ہے، کس قدر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے لئے بُرائی کا گواہ کوئی بھی نہ ہو، کہ گناہ کئے ہی نہیں، یا توبہ وغیرہ سے معاف ہو گئے اور بھلائی اور نیکی کے گواہ سینکڑوں اور ہزاروں ہوں، جس کی سہل ترین صورت یہ ہے کہ جب کوئی گناہ صادر ہو جائے فوراً توبہ سے اس کو محو کر ڈالیں کہ پھر وہ کالعدم ہو جاتے ہیں، جیسا کہ باب دوم فصل سوم حدیث نمبر ۳۳ کے تحت میں گذر چکا ہے، اور نیکیاں اعمالناموں میں باقی رہیں جس کے گواہ بھی موجود ہوں، اور جن جن اعضاء سے یہ نیک اعمال کئے ہیں وہ سب گواہی دیں گے،

متعدد احادیث میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انگلیوں پر گننا مختلف الفاظ سے نقل کیا گیا ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (انگلیوں پر) تسبیح گنتے تھے، اس کے بعد احادیث بالا میں اللہ کے ذکر سے غفلت پر رحمتِ الٰہیہ سے محروم کئے جانے کی وعید ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو

لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محروم رہتے ہیں وہ اللہ کی رحمت سے بھی محروم رہتے ہیں،

قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ تم مجھے یاد کرو میں (رحمت کے ساتھ) تمھارا ذکر کروں گا،
حق تعالیٰ شانہ نے اپنی یاد کو بندہ کی یاد پر مرتب فرمایا، قرآن پاک میں ارشاد ہے وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطٰنًا فَہُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ وَاِنَّہُمْ لَیَصُدُّوْنَہُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّہُمْ مُّہْتَدُوْنَ ٥ (س زخرف ع ۱۴) "اور جو شخص اللہ کے ذکر سے (خواہ کسی قسم کا ہو قرآن پاک ہو یا کسی اور قسم کا جان بوجھ کر) اندھا بن جائے ہم اس پر ایک شیطان مسلّط کر دیتے ہیں، پس وہ شیطان ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے اور (وہ شیطان اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر) سب کے سب اُن لوگوں کو (جو اللہ کے ذکر سے اندھے بن گئے ہیں سیدھے) راستہ سے ہٹاتے رہتے ہیں، اور یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم ہدایت پر ہیں"۔

حدیث میں ہے کہ ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان مقرر ہے، کافر کے ساتھ تو وہ ہر وقت شریکِ حال رہتا ہے، کھانے میں بھی، پینے میں بھی، سونے میں بھی، لیکن مؤمن سے ذرا دور رہتا ہے اور ہر وقت منتظر رہتا ہے، جب اس کو ذرا غافل پاتا ہے فوراً اس پر حملہ کرتا ہے،

دوسری جگہ ارشاد ہے یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْہِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ الیٰ آخر السورۃ (س منافقون ع ۲) "اے ایمان والو! تم کو تمھارے مال اور اولاد (اور اسی طرح دوسری چیزیں) اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارے والے ہیں، اور ہم نے جو کچھ (مال و دولت) عطا کر رکھا ہے اس میں سے (اللہ کے راستہ میں) اس سے پہلے پہلے خرچ کرلو کہ تم میں سے کسی کی موت آجائے اور پھر (حسرت و افسوس سے) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھے کچھ دنوں اور مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کرلیتا اور (نیک بندوں میں شامل ہو جاتا اور (اللہ جل جلالہ کسی شخص کو بھی موت کا وقت آجانے کے بعد مہلت نہیں دیتے اور (اللہ کو تمھارے سارے اعمال کی پوری پوری خبر ہے (جیسا کروگے بھلا یا برا ویسا ہی پاؤگے)۔

اللہ جل جلالہٗ کے ایسے بھی بندے ہیں جن کو کسی وقت بھی غفلت نہیں ہوتی،
حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جگہ دیکھا کہ ایک مجنون شخص ہے لڑکے اس کے ڈھیلے مار رہے ہیں، میں نے ان کو دھمکایا، وہ لڑکے کہنے لگے کہ یہ شخص یوں کہتا ہے کہ میں خدا کو دیکھتا ہوں، میں اس کے قریب گیا تو وہ کچھ کہہ رہا تھا، میں نے غور سے سنا تو وہ کہہ رہا تھا کہ تو نے بہت ہی اچھا کیا کہ ان لڑکوں کو مجھ پر مسلط کر دیا، میں نے کہا کہ یہ لڑکے تجھ پر ایک تہمت لگاتے ہیں، کہنے لگا کیا کہتے ہیں، میں نے کہا یہ کہتے ہیں کہ تم خدا کو دیکھنے کے مدعی ہو، یہ سُنکر اس نے ایک چیخ ماری اور یہ کہا شبلی! اس ذات کی قسم جس نے اپنی محبت میں مجھ کو شکستہ حال بنا رکھا ہے اور اپنے قرب و بُعد میں مجھ کو بھٹکا رکھا ہے، اگر تھوڑی دیر بھی وہ مجھ سے غائب ہو جاوے (یعنی حضوری حاصل نہ رہی) تو میں دردِ فراق سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں، یہ کہہ کر وہ مجھ سے مُنہ موڑ کر یہ شعر پڑھتا ہوا بھاگ گیا ؎

خَيَالُكَ فِىْ عَيْنِىْ وَذِكْرُكَ فِىْ فَمِىْ ؛ وَمَثْوَاكَ فِىْ قَلْبِىْ فَاَيْنَ تَغِيْبُ

تیری صورت میری نگاہ میں جمی رہتی ہے، اور تیرا ذکر میری زبان پر ہر وقت رہتا ہے
تیرا ٹھکانا میرا دل ہے، پس تو کہاں غائب ہو سکتا ہے۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا جب انتقال ہونے لگا تو کسی نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ تلقین کیا فرمانے لگے میں کسی وقت بھی اس کو نہیں بھولا (یعنی یاد تو اس کو دلاؤ جس کو کسی وقت بھی غفلت ہوئی ہو)
حضرت ممشاد دینوریؒ مشہور بزرگ ہیں جس وقت اُن کا انتقال ہونے لگا تو کسی پاس بیٹھنے والے نے دعاء کی، حقتعالیٰ شانہٗ آپ کو (جنت کی) فلاں فلاں دولت عطا فرمائیں، تو ہنس پڑے فرمانے لگے، تیس برس سے جنت اپنے سارے ساز و سامان کے ساتھ میرے سامنے ظاہر ہوتی رہی ہے، ایک دفعہ بھی تو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے توجہ ہٹا کر) ادھر توجہ نہیں کی،
حضرت رویمؒ کو انتقال کے وقت کسی نے کلمہ تلقین کیا، تو فرمانے لگے کہ میں

اس کے غیر کو اچھی طرح جانتا ہی نہیں،

احمد بن خضرویہؒ کے انتقال کا وقت تھا، کسی شخص نے کوئی بات پوچھی، آنکھوں سے آنسو نکل پڑے، کہنے لگے پچانوے برس سے ایک دروازہ کھٹکھٹا رہا ہوں وہ اس وقت کھلنے والا ہے، مجھے معلوم نہیں کہ وہ سعادت کے ساتھ کھلتا ہے یا بدبختی کے ساتھ، مجھے اس وقت بات کی فرصت کہاں،

(۱۹) وَعَنْ جُوَيْرِيَةَ رضـ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِيْ مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ قَالَ مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ رواه مسلم كذا فى المشكوة قال القارى وكذا اصحاب السنن الاربعة وفى الباب عن صفية رضـ قالت دخل علىّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وبين يدى اربعة الاف نواة اسبح بهن الحديث اخرجه الحاكم وقال الذهبى

ام المؤمنین حضرت جویریہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے وقت اُن کے پاس سے نماز کے لئے تشریف لے گئے، اور یہ اپنے مصلّے پر بیٹھی ہوئی (تسبیح میں مشغول تھیں)، حضورؐ چاشت کی نماز کے بعد (دوپہر کے قریب) تشریف لائے تو یہ اسی حال میں بیٹھی ہوئی تھیں، حضورؐ نے دریافت فرمایا تم اسی حال پر ہو جس پر میں نے چھوڑا تھا، عرض کیا جی ہاں، حضورؐ نے فرمایا میں نے تم سے (جدا ہونے کے) بعد چار کلمے تین مرتبہ پڑھے، اگر ان کو اس سب کے مقابلہ میں تولا جائے جو تم نے صبح سے پڑھا ہے تو وہ غالب ہو جائیں، وہ کلمے یہ ہیں، سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضا نفسہ وزنۃ عرشہ ومداد کلماتہ (اللہ کی تسبیح کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں بقدر اس کی مخلوقات کے عدد کے اور بقدر اس کی مرضی اور خوشنودی کے

صحیح وعن سعد بن ابی وقاص انّه دخل مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی امرأۃ وبین یدیھا نوی او حصی تسبّح بہ فقال الا اخبرک بما ھو ایسر علیک من ھذا او افضل سبحان اللہ عدد ما خلق فی السماء وسبحان اللہ عدد ما خلق فی الارض وسبحان اللہ عدد ما بین ذٰلک وسبحان اللہ عدد ما ھو خالق واللہ اکبر مثل ذٰلک والحمد للہ مثل ذٰلک ولا الٰہ الا اللہ مثل ذٰلک ولا حول ولا قوۃ الا باللہ مثل ذٰلک رواہ ابوداؤد والترمذی وقال الترمذی حدیث غریب کذا فی المشکوٰۃ قال القاری وفی نسخۃ حسن غریب اھ وفی المنھل اخرجہ ایضا فی النسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم والترمذی وقال حسن غریب من ھذا الوجہ اھ قلت وصححہ الذھبی،

اور بقدر وزن اس کے عرش کے اور اس کے کلمات کے مقدار کے موافق،

دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت سعدؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک صحابی عورت کے پاس تشریف لے گئے اُن کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی ہوئی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں حضورؐ نے فرمایا میں تجھے ایسی چیز بتاؤں جو اس سے سہل ہو (یعنی کنکریوں پر گننے سے سہل ہو) یا (یہ ارشاد فرمایا کہ) اس سے افضل ہو، سبحان اللہ عدد ما خلق (اخیر تک) اللہ کی تعریف کرتی ہوں بقدر اس مخلوق کے جو آسمان میں پیدا کی اور بقدر اس مخلوق کے جو زمین میں پیدا کی اور بقدر اس مخلوق کے جو ان دونوں کے درمیان ہے (یعنی آسمان وزمین کے درمیان ہے) اور اللہ کی پاکی بیان کرتی ہوں بقدر اس کے جس کو وہ پیدا کرنے والا ہے، اور اس سب کے برابر اللہ اکبر اور اس کے برابر ہی الحمد للہ اور اسی کے مانند لا الٰہ الا اللہ ہے"

فائدہ: ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ ان کیفیات کے ساتھ تسبیح کے افضل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان الفاظ کے ذکر کرنے سے اُن کیفیات اور صفات کی طرف ذہن متوجہ ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ جتنا بھی تدبر اور غور وفکر زیادہ ہوگا، اتنا ہی ذکر اس افضل

ہوگا، اس لئے قرآن پاک جو تدبر سے پڑھا جائے وہ تھوڑا سا بھی اس تلاوت سے بہت زیادہ افضل ہوگا جو بلا تدبر کے ہو، اور بعض علماء نے کہا ہے کہ افضلیت اس حیثیت سے ہے کہ اس میں اللہ جل جلالہ کی حمد و ثنا، کے شمار سے عجز کا اظہار ہے جو کمال ہے عبدیت کا، اسی وجہ سے بعض صوفیہ سے نقل کیا گیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ گناہ تو بلا حساب اور بے شمار کرتے ہو اور اللہ کے پاک نام کو شمار اور گِن گِن کر کہتے ہو، اس کا مطلب یہ نہیں کہ شمار نہ کرنا چاہئے اگر ایسا ہوتا تو پھر احادیث میں کثرت سے خاص خاص اوقات میں شمار کیوں بتائی جاتی حالانکہ بہت سی احادیث میں خاص خاص مقداروں پر خاص خاص وعدے فرمائے گئے ہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہو کہ صرف شمار پر قناعت نہ کرنا چاہئے، بلکہ جو اوراد مخصوص اوقات میں متعین ہیں ان کو پورا کرنے کے علاوہ خالی اوقات میں بھی جتنا ممکن ہو بے شمار اللہ کے ذکر میں مشغول رہنا چاہئے، کہ یہ ایسی بڑی دولت ہی جو شمار کی پابندیوں اور اس کے حدود سے بالاتر ہے، ان احادیث سے تسبیح متعارف یعنی دھاگے میں پروئے ہوئے دانوں کا جواز ثابت ہوتا ہے، بعض لوگوں نے اس کو بدعت کہہ دیا ہے، مگر یہ صحیح نہیں ہے، جب اس کی اصل ثابت ہے، حضورؐ نے کنکریوں اور گٹھلیوں پر گنتے ہوئے دیکھا اور اس پر انکار نہیں فرمایا تو پھر اصل ثابت ہوگئی، دھاگہ میں پرونے میں اور نہ پرونے میں کوئی فرق نہیں ہے، اسی وجہ سے جملہ مشائخ اور فقہاء اس کا استعمال فرماتے رہے ہیں، مولانا عبدالحی صاحبؒ نے ایک مستقل رسالہ "نزہۃ الفکر" اس بارے میں تصنیف فرمایا ہے، ملّا علی قاریؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح دلیل ہے تسبیح متعارف کے جواز کی، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گٹھلیوں یا کنکریوں پر گنتے ہوئے دیکھا، اور اس پر انکار نہیں فرمایا جو شرعی دلیل ہے اور کھلے ہوئے دانے یا پروئے ہوئے میں کوئی فرق نہیں ہے، اس لئے جو لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں ان کا قول قابلِ اعتماد نہیں ہے، فرماتے ہیں کہ صوفیہ کی اصطلاح میں اس کو شیطان کا کوڑا کہا جاتا ہے، حضرت جنید بغدادیؒ کے ہاتھ میں کسی نے ایسے وقت میں بھی تسبیح دیکھی جب وہ منتہائے کمال پر پہونچ چکے تھے، تو ان سے اس بارے میں سوال کیا، فرمایا جس چیز کے

ذریعہ سے ہم اللہ تک پہنچے ہیں اس کو کیسے چھوڑدیں،

بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ اُن کے پاس کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں رہتی تھیں، اور وہ ان پر گن کر تسبیح پڑھا کرتے تھے، چنانچہ حضرت ابو صفیہؓ صحابی سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ کنکریوں پر گنا کرتے تھے، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے گٹھلیاں اور کنکریاں دونوں نقل کی گئی ہیں، حضرت ابو سعید خدریؓ سے بھی کنکریوں پر پڑھنا نقل کیا گیا ہے، مرقاۃ میں لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس ایک دھاگہ رہتا تھا جس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں، ان پر شمار فرمایا کرتے تھے اور ابوداؤد میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں بھری رہتی تھیں، اُن پر تسبیح پڑھا کرتے اور جب وہ تھیلی خالی ہوجاتی تو ایک باندی تھی جو اُن سب کو اُس میں بھردیتی، اور حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس رکھ دیتی خالی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تھیلی میں سے نکالتے رہتے، اور باہر ڈالتے رہتے تھے، اور جب وہ خالی ہوجاتی تو سارے دانے سمیٹ کر وہ باندی پھر اُس تھیلی کو بھردیتی،

حضرت ابو درداءؓ سے بھی یہ نقل کیا گیا ہے کہ اُن کے پاس ایک تھیلی میں عجوہ کھجور کی گٹھلیاں جمع رہتیں، صبح کی نماز پڑھ کر اُس تھیلی کو لے کر بیٹھتے اور جب تک وہ خالی ہوتی بیٹھے پڑھتے رہتے،

حضرت ابو صفیہؓ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے اُن کے سامنے ایک چمڑہ بچھا رہتا اس پر کنکریاں پڑی رہتیں، اور صبح سے زوال کے وقت تک ان کو پڑھتے رہتے، جب زوال کا وقت ہوتا تو وہ چمڑہ اٹھالیا جاتا، وہ اپنی ضروریات میں مشغول ہوجاتے، ظہر کی نماز کے بعد پھر وہ بچھا دیا جاتا اور شام تک ان کو پڑھتے رہتے،

حضرت ابو ہریرہؓ کے پوتے نقل کرتے ہیں کہ دادے ابا کے پاس ایک دھاگہ تھا، جس میں دو ہزار گرہیں لگی ہوئی تھیں، اس وقت تک نہیں سوتے تھے، جب تک ایک مرتبہ اُن پر تسبیح نہ پڑھ لیتے،

حضرت امام حسینؓ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے بھی یہ نقل کیا گیا ہے کہ

اُن کے پاس ایک دھاگہ تھا جس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں اُن پر تسبیح پڑھا کرتی تھیں، صوفیہ کی اصطلاح میں تسبیح کا نام مذکّرہ (یاد دلانے والی) بھی ہے، اس وجہ سے کہ جب یہ ہاتھ میں ہوتی ہے تو خواہ مخواہ پڑھنے کو دل چاہتا ہی ہے، اس لئے گویا اللہ کے نام کو یاد دلانے والی ہے، اس بارہ میں ایک حدیث بھی نقل کی جاتی ہے جو حضرت علیؓ سے نقل کی گئی ہے، کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تسبیح کیا ہی اچھا مذکّرہ (یعنی یاد دلانے والی چیز) ہے،

اس باب میں ایک مسلسل حدیث مولانا عبدالحی صاحبؒ نے نقل فرمائی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مولانا سے لے کر اوپر تک ہر استاد نے اپنے شاگرد کو ایک تسبیح عطا فرمائی اور اس کے پڑھنے کی اجازت بھی دی، اخیر میں حضرت جنید بغدادیؒ کے شاگرد تک یہ سلسلہ پہنچتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ حضرت جنیدؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو میں نے ان سے کہا کہ آپ اس علوِ مرتبہ پر بھی تسبیح ہاتھ میں رکھتے ہیں، انھوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے استاذ سری سقطیؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو ان سے یہی سوال کیا تھا جو تم نے کیا، انھوں نے فرمایا کہ میں نے بھی اپنے استاذ حضرت معروف کرخیؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تھی تو یہی سوال کیا تھا، انھوں نے فرمایا تھا کہ میں نے اپنے استاذ حضرت بشر حافیؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تھی تو یہی سوال کیا تھا کہ انھوں نے فرمایا تھا کہ میں نے اپنے استاذ حضرت عمر مکیؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تھی تو یہی سوال کیا تھا انھوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے استاذ حضرت حسن بصریؒ (جو سارے مشائخ چشتیہ کے سرگروہ ہیں) کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تھی تو عرض کیا تھا کہ آپ کی اس رفعتِ شان اور علوِ مرتبہ کے باوجود بھی اب تک تسبیح آپ کے ہاتھ میں ہے تو انھوں نے فرمایا تھا کہ ہم نے تصوّف کی ابتداء میں اس سے کام لیا تھا اور اس کے ذریعہ سے ترقی حاصل کی تھی تو گوارا نہیں کہ اب اخیر میں اس کو چھوڑ دیں میں چاہتا ہوں کہ اپنے دل سے، زبان سے، ہاتھ سے ہر طرح سے اللہ کا ذکر کروں، محدّثانہ حیثیت سے ان میں کلام بھی کیا گیا ہے،

(۳۰) عَنِ ابْنِ اَعْبُدٍ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ رض اَلَا اُحَدِّثُکَ
عَنِّیْ وَعَنْ فَاطِمَۃَ رض بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ مِنْ
اَحَبِّ اَھْلِہٖ اِلَیْہِ قُلْتُ بَلٰی قَالَ اِنَّھَا
جَرَّتْ بِالرَّحٰی حَتّٰی اَثَّرَ فِیْ یَدِھَا وَاسْتَقَتْ
بِالْقِرْبَۃِ حَتّٰی اَثَّرَ فِیْ نَحْرِھَا وَکَنَسَتِ
الْبَیْتَ حَتّٰی اغْبَرَّتْ ثِیَابُھَا فَاَتَی النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَدَمٌ فَقُلْتُ
لَوْ اَتَیْتِ اَبَاکِ فَسَاَلْتِیْہِ خَادِمًا فَاَتَتْہُ
فَوَجَدَتْ عِنْدَہٗ حُدَّاثًا فَرَجَعَتْ
فَاَتَاھَا مِنَ الْغَدِ فَقَالَ مَا کَانَ
حَاجَتُکِ فَسَکَتَتْ فَقُلْتُ اَنَا اُحَدِّثُکَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ جَرَّتْ بِالرَّحٰی حَتّٰی
اَثَّرَتْ فِیْ یَدِھَا وَحَمَلَتْ بِالْقِرْبَۃِ
حَتّٰی اَثَّرَتْ فِیْ نَحْرِھَا فَلَمَّا اَنْ جَاءَکَ
الْخَدَمُ اَمَرْتُھَا اَنْ تَاْتِیَکَ فَتَسْتَخْدِمَکَ
خَادِمًا یَقِیْھَا حَرَّ مَا ھِیَ فِیْہِ قَالَ اِتَّقِی
اللّٰہَ یَا فَاطِمَۃُ وَاَدِّیْ فَرِیْضَۃَ رَبِّکِ
وَاعْمَلِیْ عَمَلَ اَھْلِکِ فَاِذَا اَخَذْتِ
مَضْجَعَکِ فَسَبِّحِیْ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ
وَاحْمَدِیْ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَکَبِّرِیْ
اَرْبَعًا وَّثَلٰثِیْنَ فَتِلْکَ مِائَۃٌ فَھِیَ
خَیْرٌ لَّکِ مِنْ خَادِمٍ قَالَتْ رَضِیْتُ

"حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک شاگرد
سے فرمایا کہ میں تمہیں اپنا اور اپنی بیوی فاطمہ
کا جو حضورؐ کی صاحبزادی اور سب گھر والوں
میں زیادہ لاڈلی تھیں، قصہ نہ سناؤں انھوں
نے عرض کیا ضرور سنائیں، فرمایا کہ وہ خود
چکی پیستی تھیں جس سے ہاتھوں میں گٹے
پڑ گئے تھے، اور خود ہی مشک بھر کر لاتی
تھیں جس سے سینہ پر رسّی کے نشان پڑ گئے
تھے خود ہی جھاڑو دیتی تھیں جس کی وجہ سے
کپڑے میلے رہتے تھے، ایک مرتبہ حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لونڈی
غلام آئے، میں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ
تم اگر اپنے والد صاحب کی خدمت میں جاکر
ایک خادم مانگ لاؤ تو اچھا ہے سہولت
رہے گی، وہ گئیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں لوگوں کا مجمع تھا، اس لئے
واپس چلی آئیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم
دوسرے روز خود ہی مکان پر تشریف لائے،
اور فرمایا تم کل کس کام کو آئی تھیں، وہ
چپ ہو گئیں، (شرم کی وجہ سے بول بھی
نہ سکیں) میں نے عرض کیا حضور چکی سے
ہاتھ میں نشان پڑ گئے، مشکیزہ بھرنے کی
وجہ سے سینہ پر بھی نشان پڑ گیا ہے، جھاڑو

عَنِ اللّٰہِ وَعَن رَّسُوْلِہٖ ۔ اخرجہ ابوداؤد
وفی الباب عن الفضل بن الحسن الضمری
ان ام الحکم اوضباعۃ ابنتی الزبیر
بن عبد المطلب حدثتہ عن احدھما
انھا قالت اصاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم سبیا فذھبت انا واختی
وفاطمۃ بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وسلم فشکونا الیہ ما نحن فیہ وسألناہ
ان یأمرلنا بشیء من السبی فقال
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
سبقکن یتامی بدر ولکن سادلکن
علی ما ھو خیرلکن من ذلک تکبرون
اللّٰہ علی اثر کل صلوۃ ثلثا وثلثین
تکبیرۃ وثلثا وثلثین تسبیحۃ
وثلثا وثلثین تحمیدۃ ولا الہ
الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ لہ
الملک ولہ الحمد وھو علی کل
شیء قدیر، رواہ ابوداؤد وفی الجامع
الصغیر بروایۃ ابن مندۃ عن جلیس
کان یأمر نساءہ اذا ارادت احدھن
ان تنام ان تحمد الحدیث ورقم
لہ بالضعف،

دینے کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے ہیں، کل
آپ کے پاس کچھ لونڈی غلام آئے تھے
اس لئے میں نے ان سے کہا تھا کہ ایک خادم
اگر مانگ لائیں تو ان مشقتوں میں سہولت
ہو جائے، حضورؐ نے فرمایا فاطمہؓ اللہ سے
ڈرتی رہو اور اس کے فرض ادا کرتی رہو،
اور گھر کے کاروبار کرتی رہو اور جب سونے
کے لئے لیٹو تو سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ،
الحمد للہ ۳۳ مرتبہ، اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ
پڑھ لیا کرو، یہ خادم سے بہتر ہے، انھوں
نے عرض کیا کہ میں اللہ (کی تقدیر) اور
اس کے رسولؐ (کی تجویز) سے راضی ہوں،
دوسری حدیث میں حضورؐ کی پھوپھی زاد
بہنوں کا قصہ بھی اسی قسم کا آیا ہے وہ
کہتی ہیں کہ ہم دو بہنیں اور حضورؐ کی
بیٹی فاطمہؓ تینوں حضورؐ کی خدمت میں
حاضر ہوئے، اور اپنی مشقت اور دقتیں
ذکر کر کے ایک خادم کی طلب کی حضورؐ
نے فرمایا کہ خادم دینے میں تو بدر کے یتیم
تم سے مقدم ہیں، میں تمہیں خادم سے
بھی بہتر چیز بتاؤں، ہر نماز کے بعد یہ
تینوں کلمے یعنی سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر

۳۳، ۳۳ مرتبہ اور ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد

وہو علیٰ کل شئی قدیر پڑھ لیا کرو، یہ خادم سے بہتر ہے"

فائدہ :۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں اور عزیزوں کو خاص طور سے ان تسبیحات کا حکم فرمایا کرتے تھے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو یہ حکم فرمایا کرتے تھے کہ جب وہ سونے کا ارادہ کریں تو سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر ہر ایک ۳۳ مرتبہ پڑھیں،

حدیث بالا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیوی مشقتوں اور تکلیفوں کے مقابلہ میں ان تسبیحات کو تلقین فرمایا، اس کی ظاہری توجہ تو ظاہر ہے کہ مسلمان کے لئے دنیوی مشقت اور تکلیف قابلِ التفات نہیں ہے، اس کو ہر وقت آخرت اور مرنے کے بعد کی راحت و آرام کی فکر ضروری ہے، اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چند روزہ زندگی کی مشقت اور تکلیف کی طرف سے توجہ کو ہٹا کر آخرت کی راحت کے سامان بڑھانے کی طرف متوجہ فرمایا، اور ان تسبیحات کا آخرت میں زیادہ سے زیادہ نافع ہونا ان روایات سے جو اس باب میں ذکر کی گئیں ظاہر ہے، اس کے علاوہ دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ان تسبیحات کو حق تعالیٰ شانہ، نے جہاں دینی منافع اور ثمرات سے شرف بخشا ہے دنیوی منافع بھی ان میں رکھے ہیں، اللہ کے پاک کلام میں اس کے رسولِ پاک کے کلام میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن میں آخرت کے ساتھ ساتھ دنیوی منافع بھی حاصل ہوتے ہیں، چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ دجّال کے زمانہ میں مومنوں کی غذا فرشتوں کی غذا ہوگی، یعنی تسبیح و تقدیس (سبحان اللہ وغیرہ الفاظ کا پڑھنا) کہ جس شخص کا کلام ان چیزوں کا پڑھنا ہوگا، حق تعالیٰ شانہ، اس سے بھوک کی مشقت کو زائل کردیں گے،

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس دنیا میں بغیر کھائے پیئے صرف اللہ کے ذکر پر گذارہ ممکن ہوسکتا ہے، اور دجّال کے زمانہ میں عام مؤمنین کو یہ دولت حاصل ہوگی، تو اس زمانہ میں خواص کو اس حالت کا میسّر ہوجانا کچھ مشکل نہیں، اس لئے جن بزرگوں سے اس قسم کے واقعات بکثرت منقول ہیں کہ معمولی غذا پر یا بلا غذا کے

وہ کئی کئی دن گذار دیتے تھے، ان میں کوئی وجہ انکار یا تکذیب کی نہیں،

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر کہیں آگ لگ جائے تو تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کثرت سے پڑھا کرو، یہ اس کو بجھا دیتی ہے، حصن حصین میں نقل کیا ہے کہ جب کسی شخص کو کسی کام میں تعب اور مشقت معلوم ہو یا قوت کی زیادتی مطلوب ہو تو سوتے وقت سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ، الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھے، یا تینوں کلمے ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھے، یا کوئی سا ایک ۳۴ مرتبہ پڑھ لے، (چونکہ مختلف احادیث میں مختلف عدد آئے ہیں، اس لئے سب ہی کو نقل کر دیا ہے)

حافظ ابن تیمیہؒ نے بھی اُن احادیث سے جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضؓ کو خادم کے بدلے یہ تسبیحات تعلیم فرمائیں یہ استنباط کیا ہے کہ جو شخص اُن پر مداومت کرے اُس کو مشقت کے کاموں میں تکان اور تعب نہیں ہوگا،

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اگر معمولی تعب ہو اتب بھی مضرت نہ ہوگی، ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ یہ عمل مجرب ہے، یعنی تجربہ سے بھی یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ ان تسبیحوں کا سوتے وقت پڑھنا ازالۂ تکان اور زیادتِ قوت کا سبب ہوتا ہے،

علامہ سیوطیؒ نے مرقاۃ الصعود میں لکھا ہے کہ ان تسبیحوں کا خادم سے بہتر ہونا آخرت کے اعتبار سے بھی ہوسکتا ہے، کہ آخرت میں یہ تسبیحیں جتنی مفید، کارآمد اور نافع ہوں گی دنیا میں خادم اتنا کارآمد اور نافع نہیں ہوسکتا، اور دنیا کے اعتبار سے بھی ہوسکتا ہے کہ ان تسبیحوں کی وجہ سے کام پر جس قدر قوت اور ہمت ہوسکتی ہے خادم سے اتنا کام نہیں ہوسکتا،

ایک حدیث میں آیا ہے کہ دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جو اُن پر عمل کرے وہ جنت میں داخل ہو، اور وہ دونوں بہت سہل ہیں، لیکن اُن پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں، ایک یہ کہ ان تسبیحوں کو ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ پڑھے کہ یہ پڑھنے میں تو ایک سو پچاس ہوئیں لیکن اعمال کی ترازو میں پندرہ سو ہوں گی، دوسرے یہ کہ سوتے وقت سبحان اللہ، الحمد للہ ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھے اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھے، کہ یہ پڑھنے میں

سَو مرتبہ ہوئیں اور ثواب کے اعتبار سے ایک ہزار ہوئیں، کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا بات ہے، کہ اُن پر عمل کرنے والے بہت تھوڑے ہیں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز کے وقت شیطان آتا ہے، اور کہتا ہے کہ فلاں ضرورت ہے اور فلاں کام ہے، اور جب سونے کا وقت ہوتا ہے وہ اِدھر اُدھر کی ضرورتیں یاد دلاتا ہے جس سے پڑھنا رہ جاتا ہے،

اِن احادیث میں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنّت کی عورتوں کی سردار اور دو جہان کے سردار کی بیٹی اپنے ہاتھ سے آٹا پیستیں حتیٰ کہ ہاتھوں میں گٹّے پڑ گئے، خود ہی پانی بھر کر لاتیں حتیٰ کہ سینہ پر مشک کی رسّی کے نشان ہو گئے، خود ہی گھر کی جھاڑو وغیرہ سارا کام کرتیں جس سے ہر وقت کپڑے میلے رہتے، آٹا گوندھنا روٹی پکانا، غرض سب ہی کام اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں، کیا ہماری بیبیاں یہ سارے کام تو کیا ان میں سے آدھے بھی اپنے ہاتھ سے کرتی ہیں؟ اور اگر نہیں کرتیں تو کتنی غیرت کی بات ہے کہ جن کے آقاؤں کی یہ زندگی ہو ان کے نام لیوا، اُن کے نام پر فخر کرنے والوں کی زندگی اس کے آس پاس بھی نہ ہو، چاہئے تو یہ تھا کہ خادموں کا عمل ان کی مشقت آقاؤں سے کچھ آگے ہوتی، مگر افسوس! کہ یہاں اس کے آس پاس بھی نہیں۔

فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ۔

خاتمہ

میں ایک نہایت مہتم بالشان چیز کو ذکر کرتا ہوں، اور اسی پر اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں، یہ تسبیحات جن کا اوپر ذکر کیا گیا نہایت ہی اہم اور دین و دنیا میں کارآمد اور مفید ہیں، جیسا کہ حدیث بالا سے معلوم ہوا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اہتمام اور فضیلت کی وجہ سے ایک خاص نماز کی ترغیب بھی فرمائی ہے، جو صلوٰۃ التسبیح (تسبیح کی نماز) کے نام سے مشہور ہے، اور اسی وجہ سے اس کو صلوٰۃ التسبیح کہا جاتا ہے، کہ یہ تسبیحات اس میں تین سو مرتبہ پڑھی جاتی ہیں، حضورؐ نے بہت ہی اہتمام اور ترغیبوں کے ساتھ اس نماز کو تعلیم فرمایا، چنانچہ حدیث میں وارد ہے:

(۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ یَاعَبَّاسُ یَاعَمَّاہُ اَلَا اُعْطِیْکَ اَلَا اَمْنَحُکَ اَلَا اُخْبِرُکَ اَلَا اَفْعَلُ بِکَ عَشْرَ خِصَالٍ اِذَا اَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِکَ غَفَرَ اللّٰہُ ذَنْبَکَ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ قَدِیْمَہٗ وَحَدِیْثَہٗ خَطَاَہٗ وَعَمَدَہٗ صَغِیْرَہٗ وَکَبِیْرَہٗ سِرَّہٗ وَعَلَانِیَتَہٗ اَنْ تُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ تَقْرَأُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ وَسُوْرَۃً فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَۃِ فِیْ اَوَّلِ رَکْعَۃٍ وَاَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا اے عباس اے میرے چچا کیا میں تمھیں ایک عطیہ کروں ایک بخشش کروں، ایک چیز بتاؤں، تمھیں دس چیزوں کا مالک بناؤں، جب تم اس کام کو کرو گے تو حق تعالیٰ شانہٗ تمھارے سب گناہ پہلے اور پچھلے پرانے اور نئے، غلطی سے کئے ہوئے، اور جان بوجھ کر کئے ہوئے، چھوٹے اور بڑے چھپ کر کئے ہوئے اور کھلم کھلا سب ہی معاف فرمادیں گے، وہ کام یہ ہے کہ چار رکعت نفل (صلوٰۃ التسبیح کی نیت باندھ کر) پڑھو، اور ہر رکعت میں جب الحمد اور

وَاللّٰهُ اَكْبَرُ خَمْسَ عَشَرَةَ ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِیْ سَاجِدًا فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِیْ اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُصَلِّيَهَا فِیْ كُلِّ يَوْمٍ مَّرَّةً فَافْعَلْ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِیْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَّرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِیْ كُلِّ شَهْرٍ مَّرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِیْ كُلِّ سَنَةٍ مَّرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِیْ عُمُرِكَ مَرَّةً، رواه ابوداؤد وابن ماجة والبیھقی فی الدعوات الکبیر وروی الترمذی عن ابی رافع نحوہ کذا فی المشکوٰۃ قلت واخرجہ الحاکم

اور سورۃ پڑھ چکو تو رکوع سے پہلے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھا کرو پندرہ مرتبہ پڑھو پھر جب رکوع کرو دس مرتبہ اس میں پڑھو پھر جب رکوع سے کھڑے ہو تو دس مرتبہ پڑھو پھر سجدہ کرو تو دس مرتبہ اس میں پڑھو، پھر سجدہ سے اُٹھ کر بیٹھو تو دس مرتبہ پڑھو، پھر جب دوسرے سجدہ میں جاؤ تو دس مرتبہ اس میں پڑھو، پھر جب دوسرے سجدہ سے اٹھو تو دوسری رکعت میں کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ کر دس مرتبہ پڑھو، ان سب کی میزان پچھتر ہوئی، اسی طرح ہر رکعت میں پچھتر دفعہ ہوگا، اگر ممکن ہوسکے تو روزانہ ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھ لیا کرو، یہ نہ ہوسکے تو ہر جمعہ کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ ہوسکے تو ہر مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ ہوسکے تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ ہوسکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ تو پڑھ ہی لو۔"

وقال ھذا حدیث وصلہ موسیٰ ابن عبد العزیز عن الحکم بن ابان وقد اخرجہ ابو بکر محمد بن اسحٰق وابو داؤد وابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب فی الصحیح ثم قال بعد ما ذکر توثیق رواۃ اما ارسال ابراھیم بن الحکم عن ابیہ فلا یوھن وصل الحدیث فان الزیادۃ من الثقۃ اولیٰ من الارسال علی ان امام عصرہ فی الحدیث اسحٰق بن ابراھیم الحنظلی قد اقام ھذا الاسناد عن

ابراهیم بن الحاکم ووصله ام قال السیوطی فی اللآلی هذا اسناد حسن وما قال الحاکم اخرجه النسائی فی کتابه الصحیح لم تره فی شیٔ من نسخ السنن لا الصغریٰ ولا الکبریٰ،

(۲) وَعَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ عَنْ رَّجُلٍ کَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ یَرَوْنَ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ قَالَ لِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِئْتِنِیْ غَدًا اُحْبُوْکَ اُثِیْبُکَ وَاُعْطِیْکَ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ یُعْطِیْنِیْ عَطِیَّةً قَالَ اِذَا زَالَ النَّهَارُ فَقُمْ فَصَلِّ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ فَذَکَرَ نَحْوَهٗ وَفِیْهِ وَقَالَ فَاِنَّکَ لَوْ کُنْتَ اَعْظَمَ اَهْلِ الْاَرْضِ ذَنْبًا غُفِرَ لَکَ قَالَ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اُصَلِّیَهَا تِلْکَ السَّاعَةَ قَالَ صَلِّهَا مِنَ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ (رواه الخ)

”ایک صحابی کہتے ہیں مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل صبح کو آنا تم کو ایک بخشش کروں گا ایک چیز دوں گا، ایک عطیہ کروں گا، وہ صحابیؓ کہتے ہیں میں ان الفاظ سے یہ سمجھا کہ کوئی (مال) عطا فرمائیں گے، (جب میں حاضر ہوا) تو فرمایا کہ جب دوپہر کو آفتاب ڈھل چکے تو چار رکعت نماز پڑھو، اسی طریقہ سے بتایا جو پہلی حدیث میں گذرا ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ اگر تم ساری دنیا کے لوگوں سے زیادہ گنہگار ہو گے تو تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے میں نے عرض کیا کہ اگر اس وقت میں کسی وجہ سے نہ پڑھ سکوں تو ارشاد فرمایا کہ جس وقت ہو سکے دن میں یا رات میں پڑھ لیا کرو۔“

(۳) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ وَجَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَعْفَرَ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍؓ اِلٰی بِلَادِ الْحَبْشَةِ فَلَمَّا قَدِمَ اِعْتَنَقَهٗ وَقَبَّلَهٗ بَیْنَ عَیْنَیْهِ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَهَبُ لَکَ اَلَا اُبَشِّرُکَ اَلَا اَمْنَحُکَ اَلَا اُتْحِفُکَ قَالَ نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُصَلِّیْ

”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچازاد بھائی حضرت جعفرؓ کو حبشہ بھیج دیا تھا، جب وہاں سے واپس مدینہ طیبہ پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا، پھر فرمایا میں تجھے ایک چیز دوں، ایک خوش خبری سناؤں، ایک بخشش کروں، ایک تحفہ دوں

أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ اخرجه الحاكم وقال اسناد صحيح لا غبار عليه وتعقبه الذهبى بان احمد بن داود كذبه الدارقطنى كذا فى المنهل وكذا قال غيره تبعا للحافظ

انھوں نے عرض کیا ضرور، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا چار رکعت نماز پڑھ، پھر اسی طریقہ سے بتائی جو اوپر گذرا، اس حدیث میں ان چار کلموں کے ساتھ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بھی آیا ہے۔

لكن فى النسخة التى بايدينا من المستدرك وقد صحح الرواية عن ابن عمرؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم علم ابن عمه جعفرا ثم ذكر الحديث بسنده وقال فى اٰخره هذا اسناد صحيح لا غبار عليه هكذا قال الذهبى فى اوّل الحديث واٰخره ثم لا يذهب عليك ان فى هذا الحديث زيادة لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ايضا على الكلمات الاربع

وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَهَبُ لَكَ اَلَا اُعْطِيْكَ اَلَا اَمْنَحُكَ فَظَنَنْتُ اَنَّهٗ يُعْطِيْنِىْ مِنَ الدُّنْيَا شَيْئًا لَمْ يُعْطِهٖ اَحَدًا مِّنْ قَبْلِىْ قَالَ اَرْبَعُ رَكَعَاتٍ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَفِىْ اٰخِرِهٖ غَيْرَ اَنَّكَ اِذَا جَلَسْتَ لِلتَّشَهُّدِ قُلْتَ ذٰلِكَ عَشْرَ مَرَّاتٍ قَبْلَ التَّشَهُّدِ الحديث اخرجه الدارقطنى فى الافراد وابو نعيم فى القربان وابن شاهين فى الترغيب كذا فى اتحاف السادة شرح الاحياء ؀

(۴) حضرت عباسؓ فرماتے ہیں مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمھیں بخشش کروں، ایک عطیہ دوں، ایک چیز عطا کروں، وہ کہتے ہیں میں یہ سمجھا کہ کوئی دنیا کی ایسی چیز دینے کا ارادہ ہے جو کسی کو نہیں دی، (اسی وجہ سے اس قسم کے الفاظ بخشش عطا وغیرہ کو بار بار فرماتے ہیں)، پھر آپؐ نے چار رکعت نماز سکھائی، جو اوپر گذری، اس میں یہ بھی فرمایا کہ جب التحیات کے لئے بیٹھو تو پہلے ان تسبیحوں کو پڑھو پھر التحیات پڑھنا۔

قَالَ التِّرْمِذِيُّ وَقَدْ رَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ صَلٰوةَ التَّسْبِيْحِ وَذَكَرُوا الْفَضْلَ فِيْهِ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ نَا أَبُوْ وَهْبٍ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَكِ عَنِ الصَّلٰوةِ الَّتِيْ يُسَبَّحُ فِيْهَا قَالَ يُكَبِّرُ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ ثُمَّ يَقُوْلُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَتَعَوَّذُ وَيَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَفَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً ثُمَّ يَقُوْلُ عَشْرَ مَرَّاتٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَرْكَعُ فَيَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ

(۵) حضرت عبداللہ بن المبارکؒ اور بہت سے علماء سے اس نماز کی فضیلت نقل کی گئی ہے اور اس کا یہ طریقہ نقل کیا گیا ہے کہ سبحانک اللّٰھم پڑھنے کے بعد الحمد شریف پڑھنے سے پہلے پندرہ دفعہ ان کلموں کو پڑھے، پھر اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد شریف اور پھر کوئی سورت پڑھے، سورت کے بعد رکوع سے پہلے دس مرتبہ پڑھے، پھر رکوع میں دس مرتبہ پھر رکوع سے اُٹھ کر، پھر دونوں سجدوں میں اور دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھ کر دس دس مرتبہ پڑھے، یہ تعداد پچھتّر پوری ہو گئی (لہذا دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر پڑھنے کی ضرورت نہیں رہی) رکوع میں پہلے سبحان ربّی العظیم اور سجدہ میں پہلے سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے، پھر ان کلموں کو پڑھے (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اسی طریقہ سے نقل کیا گیا ہے)

فَيَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَسْجُدُ فَيَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَسْجُدُ الثَّانِيَةَ فَيَقُوْلُهَا عَشْرًا يُصَلِّيْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ عَلٰى هٰذَا فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ تَسْبِيْحَةً فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ أَبُوْ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ يَبْدَأُ فِي الرُّكُوْعِ بِسُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَفِي السَّجْدَةِ بِسُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى ثَلٰثًا ثُمَّ يُسَبِّحُ التَّسْبِيْحَاتِ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ إِنْ سَهَا فِيْهَا يُسَبِّحُ فِيْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ عَشْرًا عَشْرًا قَالَ لَا

اِنَّمَا هِیَ ثَلٰثُمِائَةِ تَسْبِیْحَةٍ اھ مختصرا قلت وھکذا رواہ الحاکم وقال رواتہ عن ابن المبارکؒ کلھم ثقات اثبات ولا یتھم عبداللہ ان یعلمہ ما لم یصح عندہ سندہ اھ وقال الغزالی فی الاحیاء بعد ما ذکر حدیث ابن عباسؓ المذکور وفی روایۃ اخریٰ انہ یقول فی اول الصلوٰۃ سبحانک اللّٰھم ثم یسبح خمس عشرۃ تسبیحۃ قبل القراءۃ وعشرا بعد القراءۃ والباقی کما سبق عشرا عشرا ولا یسبح بعد السجود والاخیر وھذا ھو الاحسن وھو اختیار ابن المبارک اھ قال الزبیدی فی الاتحاف ولفظ القوۃ ھذہ الروایۃ احب الوجھین الی اھ قال الزبیدی ای لا یسبح فی الجلسۃ الاولیٰ بین الرکعتین ولا فی جلسۃ التشھد شیئا کما فی القوۃ قال وکذلک روینا فی حدیث عبداللہ ابن جعفر بن ابی طالب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم علمہ صلوٰۃ التسبیح فذکرہ اھ ثم قال الزبیدی واما حدیث عبداللہ بن جعفرؓ فاخرجہ الدارقطنی من وجھین عن عبداللہ بن زیاد بن سمعان قال فی احدھما عن معاویۃ واسمعیل بن عبداللہ ابنی جعفر عن ابیھما وقال فی الاخریٰ عن عون بن اسمعیل عن ابیھما قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اعطیک فذکر الحدیث وابن سمعان ضعیف وھذہ الروایۃ ھی التی اشار الیھا صاحب القوۃ وھی الثانیۃ عندہ قال فیھا یفتتح الصلوٰۃ فیکبر ثم یقول فذکر الکلمات وزاد فیھا الحوقلۃ ولم یذکر ھذہ السجدۃ الثانیۃ عند القیام ان یقولھا قال وھو الذی اختارہ ابن المبارک اھ قال المنذری فی الترغیب وروی البیھقی من حدیث ابی خباب الکلبی عن ابی الجوزاء عن ابن عمرو بن العاصؓ فذکر الحدیث بالصفۃ التی رواھا الترمذی عن ابن المبارک ثم قال وھذا یوافق ما رویناہ ابن عن المبارک ورواہ قتیبۃ ابن سعید عن یحیٰی بن سلیم عن عمران بن مسلم عن ابی الجوزاء قال نزل علی عبداللہ ابن عمرو

بن العاص رضؓ فذکر الحدیث وخالفہ فی رفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ولم یذکر التسبیحات فی ابتداء القراءۃ انما ذکرھا بعدھا ثم ذکر
جلسۃ الاستراحۃ کما ذکرھا سائر الرواۃ اھ قلت حدیث ابی الخباب
مذکور فی السنن علی ھذا الطریق طریق ابن المبارک وماذکر من کلام
البیہقی لیس فی السنن بھذا اللفظ فلعلہ ذکرہ فی الدعوات الکبیر وما
فی السنن انہ ذکراولاحدیث ابی جناب تعلیقا مرفوعا ثم قال قال
ابوداؤد ورواہ روح بن المسیب وجعفر ابن سلیمان عن عمرو بن
مالک النکری عن ابی الجوزاء عن ابن عباسؓ قولہ قال فی حدیث روح فقال
حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اھ وظاھر ان الاختلاف فی السند
فقط لافی لفظ الحدیث وذکر شارح الاقناع من فروع الشافعیۃ صلوٰۃ
التسبیح واقتصر علی صفۃ ابن المبارک فقط قال البجیرمی ھذہ روایۃ
ابن مسعود والذی علیہ مشائخنا انہ لایسبح قبل القراءۃ بل بعدھا
خمسۃ عشر والعشرۃ فی جلسۃ الاستراحۃ وھذہ روایۃ ابن عباس رضؓ
اھ مختصرًا وعلم منہ ان طریق ابن المبارک مروی عن ابن مسعود رضؓ
ایضًا لکن لم اجد حدیث ابن مسعود فیما عندی من الکتب بل
المذکور فیہا علی مابسط صاحب المنہل وشارح الاحیاء وغیرھما ان
حدیث صلوٰۃ التسبیح مروی عن جماعۃ من الصحابۃ منھم
عبداللہ والفضل ابنا العباس وابوھما عباسؓ بن عبدالمطلب وعبداللہ
بن عمرو بن العاصؓ وعبداللہ بن عمر بن الخطابؓ وابورافعؓ مولیٰ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی بن ابی طالبؓ واخوہ جعفر بن
ابی طالب وابنہ عبداللہ بن جعفرؓ وام المؤمنین ام سلمۃؓ وانصاری
غیر مسمّٰی وقد قیل انہ جابر بن عبداللہ قالہ الزبیدی وبسط فی تخریج
احادیثھم وعلم مما سبق ان حدیث صلوٰۃ التسبیح مروی بطرق

کثیرۃ وقد افرط ابن الجوزی ومن تبعہ فی ذکرہ فی الموضوعات ولہذا
تعقب علیہ غیر واحد من ائمۃ الحدیث کالحافظ ابن حجر والسیوطی
والزرکشی قال ابن المدینی قد اساء ابن الجوزی بذکرہ ایاہ فی الموضوعات
کذا فی اللآلی قال الحافظ وممن صححہ اوحسنہ ابن مندۃ والف فیہ
کتابا والآجری والخطیب وابو سعد السمعانی ابو موسیٰ المدینی وابوالحسن
بن المفضل والمنذری وابن الصلاح والنووی فی تہذیب الاسماء و
السبکی وآخرون کذا فی الاتحاف وفی المرقاۃ عن ابن حجر صححہ
الحاکم وابن خزیمۃ وحسنہ جماعۃ اھ قلت وبسط السیوطی فی اللآلی
فی تحسینہ وحکی عن ابی منصور الدیلمی صلوٰۃ التسبیح اشہر الصلوات
واصحہا اسنادا،

فائدہ: (۱) صلوٰۃ التسبیح بڑی اہم نماز ہے، جس کا اندازہ کچھ حدیث بالا سے
ہوسکتا ہے، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر شفقت اور اہتمام سے اس
کو تعلیم فرمایا ہے، علمائے امت محدثین، فقہاء، صوفیہ ہر زمانہ میں اس کا اہتمام فرماتے
رہے ہیں، امامِ حدیث حاکم نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر یہ بھی دلیل ہے
کہ تبع تابعین کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک مقتدا حضرات اس پر مداومت کرتے
اور لوگوں کو تعلیم دیتے رہے ہیں، جن میں عبد اللہ بن مبارکؒ بھی ہیں، یہ عبد اللہ
بن مبارکؒ امام بخاریؒ کے استادوں کے استاد ہیں، بیہقی کہتے ہیں کہ ابن مبارک
سے پہلے ابن الجوزاؒ جو معتمد تابعی ہیں اس کا اہتمام کیا کرتے تھے، روزانہ جب ظہر کی
اذان ہوتی تو مسجد میں جاتے اور جماعت کے وقت تک اُس کو پڑھ لیا کرتے، عبد العزیز
بن ابی روادؒ جو ابن مبارک کے بھی استاد ہیں بڑے عابد، زاہد، متقی لوگوں میں ہیں،
کہتے ہیں کہ جو جنت کا ارادہ کرے اُس کو ضروری ہے کہ صلوٰۃ التسبیح کو مضبوط پکڑے،
ابو عثمان حیریؒ جو بڑے زاہد ہیں کہتے ہیں کہ میں نے مصیبتوں اور غموں کے ازالہ
کے لئے صلوٰۃ التسبیح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی،

علامہ تقی سبکیؒ فرماتے ہیں کہ یہ نماز بڑی اہم ہے، بعض لوگوں کے انکار کی وجہ سے دھوکہ میں نہ پڑنا چاہئے، جو شخص اس نماز کے ثواب کو سن کر بھی غفلت کرے وہ دین کے بارے میں سستی کرنے والا ہے، صلحاء کے کاموں سے دُور ہے اس کو پکا آدمی نہ سمجھنا چاہئے، مرقاۃ میں لکھا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ ہر جمعہ کو پڑھا کرتے تھے،

(۲) بعض علماء نے اس وجہ سے اس حدیث کا انکار کیا ہے کہ اتنا زیادہ ثواب صرف چار رکعت پر مشکل ہے، بالخصوص کبیرہ گناہوں کا معاف ہونا، لیکن جب روایت بہت سے صحابہ سے منقول ہے تو انکار مشکل ہے، البتہ دوسری آیات اور احادیث کی وجہ سے کبیرہ گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کی شرط ہوگی،

(۳) احادیث بالا میں اس نماز کے دو طریقے بتائے گئے ہیں، اوّل یہ کہ کھڑے ہو کر الحمد شریف اور سورۃ کے بعد پندرہ ۱۵ مرتبہ چاروں کلمے سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر پڑھے، پھر رکوع میں سبحان ربی العظیم کے بعد دس ۱۰ مرتبہ پڑھے، پھر رکوع سے کھڑے ہو کر سمع اللہ لمن حمدہ ، ربنا لک الحمد کے بعد دس مرتبہ پڑھے، پھر دونوں سجدوں میں سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد دس دس مرتبہ پڑھے اور دونوں سجدوں کے درمیان جب بیٹھے دس مرتبہ پڑھے، اور جب سجدہ سے اٹھے تو اللہ اکبر کہتا ہوا اٹھے اور بجائے کھڑے ہونے کے بیٹھ جائے اور دس ۱۰ مرتبہ پڑھ کر بغیر اللہ اکبر کے کہنے کے کھڑا ہو جائے، اور دو رکعت کے بعد اسی طرح چوتھی رکعت کے بعد پہلے ان کلموں کو دس ۱۰ دس ۱۰ مرتبہ پڑھے، پھر التحیات پڑھے،

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سبحانک اللّٰھم کے بعد الحمد سے پہلے پندرہ مرتبہ پڑھے اور پھر الحمد اور سورۃ کے بعد دس مرتبہ پڑھے، اور باقی سب طریقہ بدستور، البتہ اس صورت میں نہ تو دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھنے کی ضرورت ہے، اور نہ التحیات کے ساتھ پڑھنے کی، علماء نے لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ کبھی اس طرح پڑھ لیا کرے کبھی اُس طرح،

(۴) چونکہ یہ نماز عام طور سے رائج نہیں ہے، اس لئے اس کے متعلق چند مسائل بھی لکھے جاتے ہیں، تاکہ پڑھنے والوں کو سہولت ہو،

مسئلہ ۱: اس نماز کے لئے کوئی سورت قرآن کی متعین نہیں، جونسی سورت دل چاہے پڑھے، لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ سورۂ حدید، سورۂ حشر، سورۂ صف، سورۂ جمعہ، سورۂ تغابن میں سے چار سورتیں پڑھے، بعض حدیثوں میں بیس آیتوں کے بقدر آیا ہے، اس لئے ایسی سورتیں پڑھے جو بیس آیتوں کے قریب قریب ہوں، بعض نے اذا زلزلت والعادیات، تکاثر، والعصر، کافرون، نصر، اخلاص لکھا ہے کہ ان میں سے پڑھ لیا کرے،

مسئلہ ۲: ان تسبیحوں کو زبان سے ہرگز نہ گنے کہ زبان سے گننے سے نماز ٹوٹ جائے گی، انگلیوں کو بند کرکے گننا اور تسبیح ہاتھ میں لے کر اس پر گننا جائز ہے، مگر مکروہ ہے، بہتر یہ ہے کہ انگلیاں جس طرح اپنی جگہ پر رکھی ہیں ویسی ہی رہیں، اور ہر کلمہ پر ایک ایک انگلی اسی جگہ دباتا رہے،

مسئلہ ۳: اگر کسی جگہ تسبیح پڑھنا بھول جائے تو دوسرے رکن میں اس کو پورا کرلے، البتہ بھولے ہوئے کی قضا رکوع سے اُٹھ کر اور دو سجدوں کے درمیان نہ کرے، اسی طرح پہلی اور تیسری رکعت کے بعد اگر بیٹھے تو ان میں بھی بھولے ہوئے کی قضا نہ کرے، بلکہ صرف اُن کی ہی تسبیح پڑھے، اور ان کے بعد جو رکن ہو اس میں بھولی ہوئی بھی پڑھ لے، مثلاً اگر رکوع میں پڑھنا بھول گیا تو ان کو پہلے سجدہ میں پڑھ لے اسی طرح پہلے سجدہ کی دوسرے سجدہ میں اور دوسرے سجدہ کی دوسری رکعت میں کھڑا ہوکر پڑھ لے، اور اگر رہ جائے تو آخری قعدہ میں التحیات سے پہلے پڑھ لے،

مسئلہ ۴: اگر سجدۂ سہو کسی وجہ سے پیش آجائے تو اس میں تسبیح نہیں پڑھنا چاہئے، اس لئے کہ مقدار تین سو ہے، وہ پوری ہوچکی، ہاں اگر کسی وجہ سے اس مقدار میں کمی رہی ہو تو سجدۂ سہو میں پڑھ لے،

مسئلہ ۵: بعض احادیث میں آیا ہے کہ التحیات کے بعد سلام سے پہلے یہ دعا پڑھے:- (رواہ ابونعیم فی الحلیۃ من حدیث ابن عباس ولفظہ اذا فرغت قلت بعد التشہد قبل التسلیم اللّٰھم الخ کذا فی الاتحاف وقال اوردہ الطبرانی ایضاً من حدیث العباس رض وفی سندہ متروک اھ قلت زاد

فی المرقات فی اٰخر الدعاء بعض الالفاظ بعد قولہ خالق النور زدتھا تکمیلا للفائدۃ)

دُعا یہ ہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ تَوْفِیْقَ اَھْلِ الْھُدٰی وَاَعْمَالَ اَھْلِ الْیَقِیْنِ وَمُنَاصَحَۃَ اَھْلِ التَّوْبَۃِ وَعَزْمَ اَھْلِ الصَّبْرِ وَجِدَّ اَھْلِ الْخَشْیَۃِ وَطَلَبَ اَھْلِ الرَّغْبَۃِ وَتَعَبُّدَ اَھْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ اَھْلِ الْعِلْمِ حَتّٰی اَخَافَکَ،
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مَخَافَۃً تَحْجُزُنِیْ بِھَا عَنْ مَعَاصِیْکَ وَحَتّٰی اَعْمَلَ بِطَاعَتِکَ عَمَلاً اَسْتَحِقُّ بِہٖ رِضَاکَ وَحَتّٰی اُنَاصِحَکَ فِی التَّوْبَۃِ خَوْفًا مِّنْکَ وَحَتّٰی اُخْلِصَ لَکَ النَّصِیْحَۃَ حُبًّا لَّکَ وَحَتّٰی اَتَوَکَّلَ عَلَیْکَ فِی الْاُمُوْرِ حُسْنَ الظَّنِّ بِکَ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝

"اے اللہ! میں آپ سے ہدایت والوں کی سی توفیق مانگتا ہوں، اور یقین والوں کے عمل اور توبہ والوں کا خلوص مانگتا ہوں اور صابرین کی پختگی اور آپ سے ڈرنیوالوں کی سی کوشش (یا احتیاط) مانگتا ہوں اور رغبت والوں کی سی طلب ... اور پرہیزگاروں کی سی عبادت اور علماء کی سی معرفت تاکہ میں آپ سے ڈرنے لگوں، اے اللہ ایسا ڈر جو مجھے آپ کی نافرمانی سے روک دے، اور تاکہ میں آپکی اطاعت سے ایسے عمل کرنے لگوں جن کی وجہ سے آپ کی رضا و خوشنودی کا مستحق بن جاؤں، اور تاکہ خلوص کی توبہ آپ کے ڈر سے کرنے لگوں، اور تاکہ سچا اخلاص آپ کی محبّت کی وجہ سے کرنے لگوں، اور تاکہ آپ کے ساتھ حسنِ ظن کی وجہ سے آپ پر توکل کرنے لگوں،
اے نور کے پیدا کرنے والے تیری ذات پاک ہے، اے ہمارے رب

ہمیں کامل نور عطا فرما اور تو ہماری مغفرت فرما، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے، اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے درخواست کو قبول فرما۔"

مسئلہ ۶: اس نماز کا اوقاتِ مکروہہ کے علاوہ باقی دن رات کے تمام اوقات میں پڑھنا جائز ہے، البتہ زوال کے بعد پڑھنا زیادہ بہتر ہے، پھر دن میں کسی وقت پھر رات کو۔

مسئلہ ۷: بعض حدیثوں میں سوم کلمہ کے ساتھ لاحول کو بھی ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ اوپر تیسری حدیث میں گذرا، اس لئے اگر کبھی کبھی اس کو بڑھالے تو اچھا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

زکریا کاندھلوی

شب جمعہ ۲۶ شوال ۱۳۵۸ھ

مطبوعات مکتبہ رشیدیہ ایک نظر میں

تصانیف قاری شریف احمد صاحب خطیب جامع مسجد ریلوے سٹی اسٹیشن کراچی!

نام کتاب	صفحات	قیمت
معین الحجاج عکسی	۵۰۴	
مقامات حج کی تاریخ، فضائل اور مسائل حج کا ایک جامع ذخیرہ		
زکوٰۃ کی شرعی اہمیت	۲۰۰	
معلم الدین عکسی — مردوں کی ضروریات کے مسائل کا مجموعہ	۳۰۴	
تعلیم النساء عکسی — عورتوں کی ضروریات کے مسائل کا مجموعہ	۳۰۴	
تحفۃ الصیام مع فضائل الشهور والایام	۲۵۶	
مقبول دعائیں	۱۲۷	
مسنون و مقبول دعائیں عکسی	۱۴۴	
تعلیمات اسلام (حصہ اول) طہارت کے مسائل	۱۱۲	

نام کتاب	صفحات	قیمت
چہل حدیث عکسی	۳۲	
ذکر رسولؐ ″	۸۰	
معراج رسولؐ ″	۹۶	
فضیلت شعبان ″	۸۰	
قرآن کی فضیلت ″	۶۴	
ترغیب الصلوٰۃ ″	۳۲	
نماز کی کتاب ″	۳۲	
نماز مترجم جلی قلم ″	۶۴	
جنت کی کنجی (نماز مکمل) عکسی	۴۸	
طریقۂ حج عکسی	۲۲۰	
طریقۂ عمرہ ″	۱۱۲	
قنوت نازلہ	۱۱۲	
نماز اور حج کی مسنون دعائیں	زیر طبع	

تصانیف اکابر علمائے کرام

نام کتاب	مصنف	صفحے	سائز	قیمت
صدیق اکبرؓ عکسی	مولانا سعید احمد اکبر آبادی ایم، اے	۲۵۴	۲۳×۱۸/۸	
زبدۃ المناسک (مسائل حج)	مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ	۱۴۴	۲۰×۳۰/۱۶	
اعمال قرآنی عکسی	حکیم الامۃ مولانا تھانویؒ	۱۹۲	″	
حقوق الاسلام عکسی	″ ″ ″	۳۲	″	
ڈاڑھی کی شرعی حیثیت	مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ	۶۴	″	

نام کتاب	مصنف	صفحات	سائز	قیمت
ارشادات شیخ الاسلام	مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رح	۶۴	۲۰x۳۰ / ۱۶	
الکفایۃ لنفس المرغوبہ	مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رح	۱۲۸	″	
تعلیم الاسلام، عکسی، (چار حصوں میں)	″ ″ ″ ″	۱۷۲	″	
اصول اسلام عکسی	″ ″ ″ ″	۳۲	″	
اسلام اور تجارت	مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہ	۹۶	″	
ہمارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم)	مولانا سید محمد میاں صاحب مدظلہ	۸۰	″	
معجزات رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)	مولانا احمد سعید صاحب دہلوی رح	۲۰۰	″	
صلوٰۃ وسلام	″ ″ ″ ″	۹۶	″	
جنت کی ضمانت عکسی	″ ″ ″ ″	۹۶	″	
خدا کی باتیں عکسی	″ ″ ″ ″	۳۰۴	″	
رسولؐ کی باتیں عکسی	″ ″ ″ ″		″	
خطبۂ نکاح اور اس کی تشریح	مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی	۳۲	″	
نفیر غیب عکسی	خواجہ عزیز حسن رح کا مجذوبانہ کلام	۱۶	″	

تصانیف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم

نام کتاب	سائز	کاغذ	صفحات	قیمت
حکایات صحابہؓ عکسی	سہارنپوری سائز	سفید	۲۳۲	
فضائل تبلیغ ″	″ ″	″	۴۰	
فضائل نماز ″	″ ″	″	۱۱۲	
فضائل ذکر ″	″ ″	″	۲۳۲	
فضائل رمضان ″	″ ″	″	۸۰	
فضائل قرآن ″	″ ″	″	۹۶	
فضائل درود شریف ″	″ ″	″	۱۱۰	
تبلیغی نصاب مجلد ″			۹۵۲	

ملنے کا پتہ

مکتبہ رشیدیہ، قاری منزل، مرار اسٹریٹ، پاکستان چوک، کراچی نمبر ۱